مضامین پولیٹیکل

مشتمل برچہار آرٹیکل

(۱) کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چند نوٹ

(۲) افواج ریاست ہائے دیسی

(۳) برٹش نیٹو آرمی

(۴) نیٹو والنٹیر بحث

از نتائج ذہن صافی منشی احمد شفیع صاحب سررشتہ دار

محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع راولپنڈی پنجاب

مصنف ثبوت واجب الوجود حافظ احمدی تبصرہ احمدی

ورفیق ملکتہ [?] وغیرہ

تا باہن سرموریین [?] منشی سراج الدین

پرنٹنڈنٹ کے اہتمام سے چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان پولیٹکل مضامین سے چند ماہ پیشتر مین نے خوابِ حیرت نامی ایک رسالے کا مسودہ لکھا تہا۔ اوس کی تصنیف سے دو غرضین وابستہ تھین۔

۱۔ مسلمانون کی جانب سے بعض اینگلو انڈین وغیرہ کے دلون مین جو پولیٹکل بدظنی سما گئی ہتی وہ رفع ہو جائے۔

۲۔ بعض مسلمانون کے دلون مین جو غلط اوہام داخل ہو گئے تہے وہ دور ہو جاوین۔ اور جو کچہہ دین و دنیا کی بہتری کے واسطے [illegible] اوسکے لئے تیار ہو جائے۔

ہنوز اس مسودہ کی نظر ثانی کی نوبت نہین پہونچی ہتی کہ امیر عبد الرحمان صاحب والی کابل اخیر مارچ ۱۸۸۵ء مین مقام راولپنڈی تشریف لائے اور کانفرنس منعقد ہوئی۔ اوسوقت مین جہلم مین تعینات تہا اور [illegible] اس [illegible]نس کے دیکھنے کو راولپنڈی آیا تھا۔

[illegible]ہہ روس کی چھیڑ چھاڑ بہت مدت پیشتر سے شروع تھی مگر پنجدیہ مین کانفرنس کے زمانہ مین برپا ہوا۔ اوس سے افق پولیٹکل

پر اندھیرا چھا گیا اور امید نہ تھی کہ بغیر توپ و تفنگ کی گڑ

دور ہو۔

جب روس کے ساتھ لڑائی ٹلتی ہوئی معلوم نہ ہوتی تھی تو بعض اینگلو

انڈین اخباروں مین یہہ بحثین شروع ہو گئی تھین۔

۱۔ آیا دیسی ریاستین ایسے نازک وقت مین برطیش گورنمنٹ کی خیرخواہ

و روفادار رہینگی۔ کیا اونکی فوجین برطیش گورنمنٹ کے حق مین موجب خطرہ

نہین ہین۔

۲۔ کیا دیسی نیٹو آرمی پر بھروسہ ہو سکتا ہے

۳۔ کیا دیسیون کو والنیٹر بننے کی اجازت دینا پرخطر نہین ہے۔ کیا مسلمان

ہند خصوصاً اور دیگر اقوام ہند عموماً موقع کے منتظر ہین کہ جب موقع ملے تو

برطیش گورنمنٹ کی اطاعت کا غاشیہ کندھے پر سے اُتار کر پھینکدین۔

ان مباحث پر جو کچھہ بعض اینگلو انڈین پریس نے لکھا اوسکا ماحصل یہہ

تھا کہ [illegible]ستانی ریاستون پر۔ ہندوستانی سرکاری فوج پر۔ ہندوستان

کے مسلمانون پر۔ ہندوستان کے دیگر باشندون پر بہروسہ نہین ہو سکتا۔

اب قیاس مین آسکتا ہے کہ جو شخص خود سرکار انگریزی کا دل سے خیرخواہ

ہو اپنی قوم کا غمخوار ہو اور یقیناً جانتا ہو کہ ہندوستان کے باشندے اعلے

علی العموم سرکار برٹش کے وفادار رعایا ہین اور روس سے اوکو دلی
نفرت ہے اوسکے دلکو ایسے بے بنیاد الزامون سے جو ایسے نازک وقت مین لگائے
گئے ہون وہ کون سا رنج ہوگا جو نہ پہونچا ہوگا ۔

پھر اگر باوصف اس علم ویقین کے کہ ہندوستان ایک شہر سے دوسرے تک
سرکار کی خیرخواہی کے نشے مین سرشار ہے مگر اخبار لون کو اُسکی راستی ٹیڑہی
دکھائی دیتی ہے وہ خاموش ہو رہتا تو میرا دل (کانشنس) گواہی دیتا ہے کہ
وہ سرکار اور قوم دونون کا مجرم ٹھرتا ہے

اگر بینیم کہ نابینا و چاہ است ٭ و گر خاموش بنشینیم گناہ است

یہی باعث ہے کہ اس ہیچمدان نے باوصف قلت فرصت کے یہہ چند پولیٹکل مضامین
اوسوقت شتاب مین لکھے اور اخبار کوہ نور مین چھپوائے ۔

اگرچہ اُسوقت اخبار مین چھپ جانے سے جو کچھہ ان مضامین کی تحریر سے
مقصود تہا وہ کسیقدر حاصل ہوا ۔ تاہم میرے دوست ڈاکٹر شیخ فضل الدین
صاحب اسسٹنٹ سرجن (جو فی الحال گجرات مین متعین ہین) اور میرے
محب منشی سراج الدین صاحب نے (جو اس وقت سپرنٹنڈنٹ پریس ریاست
سرمور ناہن ہین) خیال کیا کہ اگر ان مضامین کو ہیئت کتاب مین جمع کر کر شائع
نہ کیا جائے تو اندیشہ ہے کہ پبلک کے ہاتہ سے آگہی کا ایک عمدہ ذخیرہ مفت جاتا

رہیگا۔

یہہ خیال فرماکر منشی صاحب نے کوہ نور اخبار سے ان مضامین کو نا[illegible] سے اور [illegible]

پڑ دو۔ ڈیوس کیا۔ اگر پبلک کی نظر مین یہ مضامین مفید معلوم ہون تو مجھہ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب اور منشی صاحب کا پبلک کو ممنون ہونا چاہئیے

جو کچھہ دیسی ریاستون کے متعلق لکھا گیا ہے میرے نزدیک اُس پر دیسی

ریاستون کی توجہ کی ہنوز بڑی ضرورت ہے۔

اگر روس کی چھیڑ چھاڑ اوس زمانہ مین رُک نہ جاتی تو میرا قلم بھی نہ رُکتا

اور جو دیگر مضامین پولٹیکل خیال مین آئے ہوئے تہے مثلاً

[illegible]ہ کو دو ستر بادشاہ سے قبل از آغاز جنگ کن کن امور پر غور کرنا لازم ہے۔ جنگ کے [illegible]

[illegible]ٹون کی پالیسی کہانتک قابل حمایت تہی اور کہانتک قابل حمایت نہ تہی۔ (۲)

ہرات ہندوستان کی کنجی ہے یا نہین۔ (۳) اگر روس کے ساتھہ لڑائی چھڑجاوے تو ہمکو روس سے

کس کس موقع اور کس کس ملک مین لڑنا چاہئیے (۴) ہمارا اسٹیٹجیک فرنٹیر کیا ہونا چاہئیے

ہم اسکو کیونکر مستحکم کرین (۵) ہمارے تعلقات امیر صاحب کے ساتھہ آیا کابل نیوٹرل زون مین رہے

یا یہہ کہ بیچ مین سے یہہ مزاحمت دور ہوجاوے انگلستان اور روس کی سرحد ملجاوے۔

[illegible] پر بھی خامہ فرسائی کرتا لیکن لڑائی کا خدشہ دور ہوجانے سے توسن تیز رفتار

قلم کی باگ روک لی گئی اور ضرورت وقت سے زیادہ لکھنے کیلئے عدیم الفرصتی

مانع ہوئی مگر ؏ عاقل کے لئے اشارہ بس ہے۔

خادم قوم احمد شفیع سررشتہ دار عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع [illegible] ۱۸ اگست [illegible]

کانفرنس راولپنڈی کی کیفیت پر چند نوٹ

ریل کا انتظام

سب سے پہلے جس بات سے پنڈی میں پہونچنے پر میرے دل میں اثر ہوا وہ یہہ ہی کہ ہمارے اور رعایا کی آمد و رفت میں جو بیشمار بھیڑ ہوتی وہ انتظام ریلوے کی خوبی سے با آرام تمام تھوڑے سے عرصہ میں منزل مقصود کو پہونچ گئی۔ اگر گیرشان کے متصل وہ ریل کا حادثہ نہ ہوتا اور ریل کے انتظام کی خوبی پر کسی قسم کا دہبہ نہ آتا۔ اس حادثہ کی نسبت ہنوز کچھ امر منقح نہیں ہوا کہ برخواست شدہ قلیوں کی شرارت سے یہہ وقوع میں آیا۔ یا کثرت آمد و رفت کے سبب سے ریل کا جوڑ کھلگیا تہا۔ تحقیقات اسکی پھر جاری ہو رہی ہے۔ ریل کے متعلق مجھے یہہ بھی خیال گذرا کہ اگر ریل نہ ہوتی تو اس شہر کے اکابر و عمائد اس تھوڑے عرصہ میں جمع نہ ہو سکتے۔ معاً سنہ ۱۸۲۳ء کا زمانہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ جب پہلی دفعہ کابل پر چڑھائی ہوئی تھی۔

۱۸۷۸ء کا ۱۹۰۲ء کے ساتھ مقابلہ

اور جب اوس زمانہ کا اس زمانہ سے مقابلہ کیا تو خود بخود دل مین اطمینان کی پہریری آ ئی - اگر آج کو ہمنے ریل مین اسقدر ترقی نہ کی ہوتی تو جو کام ہفتہ مین ہمنے کیا وہ مہینون مین ہوتا ریل نے صرف بعد مکانی ہی نہین گہٹا دیا - بلکہ بعد زمانی بھی گہٹا دیا ہے - اور اس سے ہمین روس کے مقابلہ مین جنگی تیاریون کے واسطے آج وہ سہولت حاصل ہے جو ۲۴ برس پیشتر نہ تہی -

کمپ ہے مختلف

مینے پنڈی پہونچکر دو دن مین جملہ کمپ کا ملاحظہ کیا - امیر جناب کا کمپ - کمانڈر انچیف صاحب کا کمپ - سول کمپ - نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب گورنر جنرل کا کمپ - اور راجگان کے کمپ - ہر کمپ گویا ایک جدا بستی تہی - پہر صرف یہی نہین تہا کہ خیمہ نصب ہین اور کچھ نہین خیمون کے علاوہ اکثر کمپ کے سنٹر مین باغیچہ لگا ہوا تہا - خوش قطع روشین بنی ہوئی تہین - آنکھون کو تر و تازہ کرنیوالا سبزہ لہلہا رہا تہا - پختہ سڑکین بنی ہوئی تہین - بجلی کی بتیاں ریل کی شاخ بہی پہونچائی گئی تہی - اور دو ٹیلیفون نصب تہین - اگر امیر صاحب کی کوٹہی سے چلکر کوئی شخص جملہ کمپ دیکہنے کا ارادہ کرے تو کم سے کم ۲ یا ۲ میل کا چکر اوسکو لگانا ہوگا اور اوسکو وہ بہار نظر آویگی جو قلم کے زبان سے ادا نہین ہو سکتی -

رسد رسانی

ان جملہ کمپ کی رسد رسانی وغیرہ کا انتظام کچھ آسان کام نہ تہا

اور جب یہہ دیکھا جاوے کہ ۷ مارچ سے ۲۰ مارچ تک جلسہ سامان لیس ہوگیا تھا
تو بے ساختہ کارپردازان متعلقہ کی محنت اور لیاقت کا خیال دلمین آجاتا ہے
میجر لنسبٹ صاحب کمشنر بہادر کی زیر نگرانی یہہ سارا کام ہوا۔

افسران منتظم

اور کلارک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اس انتظام مین اونکے داہنے
بازو تھے محمد یحان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر۔ سید امیر علی صاحب اکسٹرا
اسسٹنٹ کمشنر۔ غلام محی الدین خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ راجہ جہانداد
خانصاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر۔ سید عالم شاہ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ
کمشنر۔ سید دلاور شاہ منصف۔ نواب خانصاحب تحصیلدار۔ نذر محمد صاحب
تحصیلدار۔ امام علیخانصاحب تحصیلدار۔ اور جو لیسراج صاحب تحصیلدار اس
کارنمایان مین حکام بالادست کے معین و مددگار رہے۔ ان کے علاوہ شاید
چند صاحب اور بھی ہونگے جنکے نام مجھے معلوم نہین۔ مگر جہانتک اس انتظام کی
خوبی میری نظر مین گذری مین خیال کرتا ہون کہ وہ ان سب صاحبونکی شبانہ
روزی محنت کا نتیجہ ہے۔ محمد یحان صاحب امیر صاحب کی مہمانداری مین شبانہ روز
اور پنڈی ہر دو جگہہ مین مصروف رہے۔

مسٹر لیپل گریفن اور محمد حیات خانصاحب سی۔ ایس۔ آئی

بڑے بڑے حکام کے (پولیٹیکل سرکل مین) مجھے مسٹر لیپل گریفن
صاحب بہادر کی جگہہ خالی معلوم ہوئی۔ ادن سے اوتر کر مجھے
سردار محمد حیات خانصاحب بہادر سی ایس آئی کی جگہہ بھی خالی

معلوم ہوئی ہو نہیں بتا سکتا کہ اس موقع پر کن اشخاص نے اونچی جگہ مجمع کی ست
پوری کی۔ انگریزوں کے اعتراض کرتا ہوں کہ ان کے ہونے سے کا اظہار کی
... آگے ثابت ہی -

کتب کہنہ

میں ایک شب ہماری کتب کا ذکر بھول گیا وہ کہنہ والا کتب
یہاں ہماری موجود تھی بہت تھی اسکے علاوہ والنیٹر کتب وغیرہ علیحدہ تھے -

برقی روشنی

امیر صاحب کی کوٹھی سے تا انگارہ گورنر جنرل تک تخمیناً ۲ میل کا
فاصلہ ہوگا - اس فاصلہ میں سڑک پر دو رویہ لیمپ ہر شب کو روشن ہوتی تھیں اور
پر لطف دکھاتی تھیں - خاص امیر صاحب کی کوٹھی برقی روشنی سے سجائی
... نظارہ قابل دید تھا - جو کوٹھی اور قیام گاہ امیر صاحب کے واسطے سجائی
اور مہیا کی تھی - اونکی نسبت اوروں نے بہت کچھ لکھا ہے اسواسطے میں اون
کے تفصیلی ذکر سے احتراز کرتا ہوں - البتہ مقدر کہنے کی اجازت چاہتا ہوں
کہ صرف اونکی آراستگی کا مصارف ۳۰ ہزار روپیہ تھا -

امیر صاحب کے دل پر ضیافت و دعوت بہادر انکی سے کیا نقش ہوا -

مجھے آرزو ہے کہ میں معلوم کر سکتا کہ اس کوٹھی کی سجاوٹ
اور برقی روشنی اور ضیافت سے امیر صاحب کے دل پر کیا نقش
ہوا - مگر افسوس کہ مجھے کوئی ذریعہ ایسا حاصل نہیں جس سے
ہوتے واقعی طور پر میں کوئی نتیجہ نکال سکتا - اپنے قیاس کے میرے پاس
اور کوئی شے نہیں تھی جس سے اسباب میں ہمارا اقتباس سے کام

پیش نہیں آئی ہے وقت بہت تنگ تھی - اگر مجھے یہ امر معلوم ہوتا کہ امیر صاحب کے
مکان اور بنگلہ کا انتظام کیا تھا ہندوستان مین - اور جب وہ روس مین رہتے تھے تو وہان
اونکی بود و باش کے لئے روس نے کیا سامان مہیا کئے تھے مگر یہ دونو باتین
معلوم نہ ہو سکین - اس واسطے مین کوئی مقابلہ نکر سکا اور نہ کوئی نتیجہ نکال سکا

قیاسی رائے

باوصف اسکے مین اسقدر کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ ہماری گورنمنٹ
نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ مہمان نوازی کا فروگذاشت نہین کیا اور
اس مہمان عزیز کی ایسی خاطرداری کی جس سے زیادہ شاید حیز امکان سے
باہر تھی مین نہین سمجھتا کہ امیر صاحب کی زبان سے بے ساختہ یہ مصرع کیون
نہ نکلا ہوگا ٭ شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو -

سردار سوجان سنگھ صاحب کی مہمان نوازی

ایام قیام پنڈی مین میرا گذر سردار سوجان سنگھ صاحب کے
باغ مین بھی ہوا یہ باغ شہر سے باہر ہے اور جہان مہاراجگان
پنجاب کے کیمپ تھے اونکے متصل ہے اس باغ مین سردار صاحب کی ایک نہایت
عمدہ کوٹھی بنی ہوئی ہے - اور چند اور عمدہ مکان ہین اس کوٹھی مین اور سب
مکانات مین دو دو روز دیاست کے مہمان اوترتے ہوتے تھے اور جنکے واسطے
مکان کا بندوبست نہ ہوسکا تھا وہ صحن باغ مین خیمے لگائے ہوئے تھے -
دریافت سے معلوم ہوا کہ ان مین سے بعض مہمان ایسے تھے جنکو سردار صاحب
سے شناسائی سابقہ بھی حاصل نہ تھا - چنانچہ نام اونکے یہ ہین -

۱- راجہ ہرنبنس سنگھ صاحب	لاہور	۲- نواب نوازش علیخان صاحب قزلباش	لاہور
۳- فقیر قمرالدین صاحب	"	۴- برکت علیخان صاحب بہادر	"
۵- سردار نراندر سنگھ صاحب	"	۶- سردار گلاب سنگھ صاحب اٹاری والہ	"
۷- نواب عبدالمجید خان صاحب	"	۸- سردار ایان سنگھ صاحب	امرتسر
۹- نواب غلام محبوب سبحانی صاحب	"	۱۰- بھائی ہمیر سنگھ صاحب	نکرنال
۱۱- سردار عطر سنگھ صاحب	بھڈور	۱۲- سردار بھگوان سنگھ صاحب	بینور
۱۳- سردار بدن سنگھ صاحب	نبوڑ	۱۴- بابا کھیم سنگھ صاحب	راولپنڈی
۱۵- لالہ [illegible] سنگھ صاحب	[illegible]	۱۶- سیٹھ [illegible] داس صاحب	متھرا
۱۷- [illegible] صاحب [illegible]	ضلع راولپنڈی	۱۸- ملک اولیا خان صاحب	ضلع راولپنڈی
۱۹- نواب [illegible] خان صاحب	"	۲۰- ملک شیر محمد خان صاحب ٹوانہ	ضلع شاہ پور
۲۱- وکیل صاحب ریاست	چترال	۲۲- سردار لہنا سنگھ صاحب	گوجرانوالہ
۲۳- سردار امر سنگھ صاحب	گوجرانوالہ	۲۴- گوردیش سنگھ صاحب	" "
۲۵- [illegible] صاحب مالک اخبار	لاہور		

ان سب صاحبوں کے ساتھ عالی قدر مراتب صاحب اور خدام بھی تھے۔ اور باغ کا ہر گوشہ بھیڑ بھاڑ سے ایک چھوٹا سا قصبہ پر رونق معلوم ہوتا تھا۔
ہمیں ان صاحبوں کا نام نامی لکھنے سے ایک خاص بات کا تذکرہ کرنا منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ سردار سجان سنگھ صاحب رئیس راولپنڈی [illegible] بابا [illegible] جیتک [illegible]

رہے ور یاولی سے ضیافت اور مہمانداری مین مصروف رہتے اور تخمیناً
پندرہ یا بیس عمدہ عمدہ قسم کی بگھیان ان صاحبون کی سیر کے واسطے ہر وقت
اونکی خدمت مین حاضر رکھین اور آپ ایک پورانی سی ٹم ٹم پر قانع رہے
اور کبھی وہ بہی مہمانون نے لے لی تو خود کرایہ کی گاڑی پر آتے جاتے رہے
ہمنے اس فیاض سردار کا اکثر ذکر خیر سنا تہا مگر اوسکی فیاضی کی کوئی نشان ہماری
آنکہہ کے سامنے سے نہین گذری تہی - یہہ پہلی ہی دفعہ ہے کہ ہمنے بچشم خود یہہ
حال دیکہا -

سردار سوجان سنگہ صاحب کے تذکرہ سے مقصود کیا ہے -

ہمارا مقصود ان سردار کو خوش کرنے یا ان کی خوشامد کرنے
کا نہین ہے ہم ان سردار سے بہت تہوڑے واقف ہین ہم
ان سردار کے مہمانون مین سے بہی نہین تہے - نہ ہمکو ان سے
اور کسی قسم کا لگاؤ ہے مگر ہمین خیال آیا کہ اگر ایسے پبلک اسپرٹڈ سردار کا جو حال
معلوم ہوا ہے اوسکی ہم نوٹس نہ لیوینگے تو فیاضی کے حق مین ناہر ہوگا -
ہمنے ان سردار کے پبلک اسپرٹ کا ایک اور کام دیکہا ہے وہ یہہ ہے -

مارکیٹ راولپنڈی

ان سردار نے ایک مارکیٹ راولپنڈی مین بنوایا ہے - بڑی
عالیشان عمارت ہے ایک لمبا چوڑا حال ہے - اوسکے دروازہ کے پاس
دوسری منزل پر ایک عمدہ عمارت ہے جسمین پہلے ریڈنگ کلب تہا - اب
نہین ہے - اس بازار مین جسقدر دوکاندار بیٹہتے ہین - اون سے یہہ ہوا

کرایہ نہین لیتے جب بارش کے سبب سے دربار کی تاریخ بڑہنے لگی تہی تو گورنمنٹ کا یہہ ارادہ ہوا تہا کہ اس مارکیٹ مین دربار منعقد کیا جاوے کہ اوسمین بارش سے ہر طرحکا امن حاصل تہا۔ مگر چونکہ بارش نے وقفہ دیا سواسطے خیام گاہ دربار ہی کا ہلانا مناسب تصور نہ ہوا۔

اس مارکیٹ کے دیکہنے سے ہمین افسوس ہی زیادہ ہیہ کہ ہنوز یہہ اچہی طرح آباد نہین ہوا اور اسکے آباد نہ ہونے کیوجہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ جس موقع پر یہہ بنایا گیا ہے وہ آبادی حد سے دور پڑا ہوا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] زیادہ اونچ پر ہے۔ وہ دن دگنی اور رات چوگنی [illegible] ترقی [illegible] ہون پر اگر اوسکی ترقی ہوتی رہی تو امید کیجاتی ہے کہ تہوڑے زمانہ مین مرکز آبادی صدر کا ہو جاوے۔ سواے کلکتہ اور بمبئی کے ایسا مارکیٹ اور کسی جگہہ ہنوز تیار نہین ہوا۔

سردار سوجان سنگھ صاحب کے تذکرہ سے اوروں کو نیکی کی ترغیب

ان سردار کا ذکر کرنے سے ہماری یہہ بہی غرض ہے کہ پنجاب مین اور جتنے دولتمند آدمی ہین وہ ان سردار کی چال سیکہین۔ روپیہ جمع کرنے مین کچہہ خوبی نہین ہے جو کچہہ خوبی ہے وہ اوسکے نیک استعمال مین ہے۔ ؎ برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر

ہمارے ملک مین دولتمندوں کا گہاٹا نہین جو کچہہ گہاٹا ہے وہ ہمت کا ہے ہمکو اونکی ہمت زیادہ تر پبلک کے کامون مین دیکہنے کی ضرورت ہے۔

اور وہ صرف نام کے واسطے نہ ہو بلکہ کام کے واسطے - اگر اونکے [illegible] اہتمام درجہ [illegible]
تو ہونے دیجئے -

سردار سوجان سنگہ صاحب کے والد بزرگوار کی علو ہمتی

یہان ہمکو ان سردار ذی وقار کے والد بزرگوار کی ایک حکایت یاد آئی جو ایک بے لگاؤ شخص نے اثنائے تفتیش مین تذکرتاً ہم سے کہی تہی اور وہ یہہ ہے کہ ایکدن ایک برہمن انکے والد بزرگوار کے پاس آیا اور سوال کیا کہ اوس شخص کی کنیا کنیا بر جوگ ہوئی ہے - پدارتہہ پاس نہین کہ اوسکا بیاہ کیا جاوے - سردار صاحب اوسوقت بہت مقروض تہے - اکثر [illegible] تقاضا کرنے آئے ہوئے تہے - اور ادائے قرضہ کی کوئی سبیل نہ آتی تہی - تاہم اوس فیاض شخص نے اپنے معتمد کو دو سو روپیہ کا رقعہ لکھدیا اور کہا کہ یہہ تو کسی ساہوکار سے اس برہمن کو دلا دو - جہانتک [illegible] قرضہ دینا ہے وہان [illegible] دینا ہی اگر اس مخیر سردار کی نیک دلی رنگ لائی - سب قرضہ ادا ہوگیا - اور اونکے نقش قدم پر چلنے سے سردار سوجان سنگہ کو آج وہ ثروت اور سطوت حاصل ہے کہ پنجاب مین بہت کم اشخاص کو حاصل ہوگی

راولپنڈی شہر کا تذکرہ

راولپنڈی کے رئیس کا ذکر کرنے کے بعد مناسب ہے کہ مین خاص راولپنڈی کا بہی تہوڑا سا ذکر کردون - اگر مین غلطی نہین کرتا ہون تو ۲۰ برس پیشتر راولپنڈی ایک مختصر سا قصبہ تہا - آج وہ

اسقدر پھیلا ہوا ہے کہ لاہور و امرتسر سے ٹکر لیتا ہے۔ اوسکا صدر بازار آج بہا
قریب انارکلی سا ہو چلا ہے۔ اور اگر انارکلی کو چھوڑ دیا جاوے تو میرے
خیال مین اوسکے صدر بازار کے مقابل مین پنجاب کے کسی شہر کا صدر بازار
اوس سے لگا ہنین کہا تا شہر اور صدر بڑہتے بڑہتے ایسی حالت پر پہونچگئے ہین
کہ اگر تہوڑی ترقی اور ہوئی تو صدر اور شہر یہان بہی اوسیطرح ملجاوینگے
جسطرح لاہور مین انارکلی شہر سے ملگئی ہے۔

راولپنڈیہ کی ترقی ترقی راولپنڈی کا خیال اس سے بہی ذہن مین آسکتا ہے
کہ یہان دو اخبار انگریزی کے اور ایک اردو کا جاری ہے اور بحیثیت ملٹری
اسٹیشن ہونیکے اسکا وہی درجہ ہے جو لشاور کا ہے اسکا کچا قلعہ عہد انگریزی
کا اپنے قسم کا ایک ہی ہے۔

دربار دہلی کے ساتھ دربار پنڈی کا مقابلہ مینے دہلی کا دربار قیصری بہی سنہ اع مین دیکھا تہا مجہے
جب اس دربار کا خیال آیا تو مین دونو مین مقابلہ کرنے
سے باز نہ رہ سکا مجہے فی الفور وہ دہلی کا نیم دائرہ نما دربار یاد آگیا۔ ہندوستان
کے نواب اور راجاؤن کا جاہ وحشم اور تجمل بہی میری آنکہون کے سامنے
پہر گیا۔ بڑودہ کی چاندی کی توپونکی تصویر میرے تخیلہ کے روبرو حاضر ہوگئی حیدرآباد کا جیسی سالا
جا کر سامنے آکہڑا ہوا اور جب اُن سب چیزونکا مینے اِس دربار سے مقابلہ کیا تو بڑا فرق مین معلوم ہوا
مگر یاد رکہنا چاہیے کہ وہ دربار مہینون کا نتیجہ تہا اور یہ چند ہفتونکا ہے جو بات کی اُس دربار مین کہی تہی

اوسکا جبر کچھ ایسا جوڑا ہوا جو سرکے کی موجودگی اور امیر صاحب کی تشریف آوری سے ہوگیا

دربار کے انعقاد کیلئے کونسا مقام مناسب تھا

شاید بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ اگر یہہ دربار دہلی مین یا ملک کے زیادہ بیچ کے کسی حصہ مین منعقد ہوتا تو بہتر ہوتا۔ ہمنے بھی اس بات پر غور کی ہمارے خیال مین اس دربار کے متعلق من وجہ یہہ بھی غرض ملحوظ رکھی گئی ہے کہ امیر صاحب ہماری گورنمنٹ کے رسوخ کو بھی دیکھین وہ خیال کرین کہ ہندوستان کتنا بڑا ملک ہے اوسکے دخل خرچ کا ہیچ کیا ہین پشاور سے کلکتہ تک اور ہمالہ سے راس کماری تک کس خوبی سے سلطنت انگلشیہ کا نظم و نسق جاری ہے۔ کیسے بڑے بڑے عالیشان شہر اور کیسے بڑے بڑے راجہ اور نواب باجگذار ہین۔ اور کیسی مطمئن رعایا اپنے شہنشاہ کے ظل حمایت مین وفاداری کا دم بھر رہی ہے تجارت کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ عدل و انصاف کس درجہ برتا جاتا ہے اور کیسے عالی دماغ پولیٹیشن۔ ہندوستانیون مین انگریزی تعلیم نے پیدا کردئے ہین۔ ہماری سمجھ مین یہہ ہے کہ جسقدر زیادہ تر اندرونی حصہ ملک مین یہہ کانفرنس امیر صاحب کے ساتھ ہوتی اوسیقدر زیادہ اوس سے وہ نتائج ظہور مین آتے جو اس کانفرنس سے مقصود تھے لیکن اب جو کچھ ہوچکا ہوچکا۔ مضیٰ ما مضیٰ۔

امیر صاحب کے اندیشے

لیکن امیر صاحب کو بجائے خود اسقدر اندیشے تھے کہ اونکا بیٹھ ہی

ٹھہرانا بھی کچھ آسان کام نہ تھا۔ اور کیا عجب ہے کہ اگر اون سے کہا جاتا کہ
کلکتہ [illegible] تشریف لے چلیے تو وہ مطلق پتا آنا ملتوی کر دیتے [illegible]
گویا وہ جگہ [illegible] مشہور بھی کہ امیر صاحب پشاور سے راولپنڈی
ریل میں [illegible] آئے [illegible] کرتے تو [illegible] حیرت ہوئی [illegible]
[illegible] کرے کہ [illegible] ترجمہ کی غلطی [illegible]۔

امیر صاحب کی فوج

میں نے امیر صاحب کے جنگی [illegible] سوار اور پیادہ [illegible]
پٹھان [illegible] ہمارے دیکھنے [illegible] میں [illegible] اون سے ان میں کے
اکثر پٹھانوں کے شمالی وخط [illegible] تھے۔

پٹھان سپاہی کا حلیہ

بعض پٹھانوں کا رنگ پکا۔ ڈاڑھی اپنی میں سے [illegible]
ہوئی۔ گل موچھیں رکھی ہوئیں ہری یا رکھی ہر وقت کندھے پر
توشہ دان لگے ہیں پیٹی کمر میں پیٹی کے ساتھ [illegible] سنگین کہ بعض
کے پاس تلوار بھی۔ اور کم کوئی سپاہی ایسا ہوگا جسکے کمر میں علاوہ ان
مذکورہ بالا ہتھیاروں کے خنجر یا چھرا سا اور نہ ہو۔

پٹھان سپاہی کی وردی

بوٹ لمبے لمبے جیسے سواروں کے پتلون بعض کی سفید
بعض کی نیلی کوٹ نیلا۔ ٹوپی برہ کے چمڑہ کی اوپر کپڑا چڑھا ہوا۔ کپڑے
پر پیتل کا تمغہ لگا ہوا۔ اوس پر نصر من اللہ فتح قریب لکھا ہوا
اوپر برک کپڑے کا چھوٹا برانا کوٹ۔ بران کوٹ کے بالائی حصہ میں

کچھ کپڑا ایسا بندھا ہوا جو سر کے اوپر بوقت بارش اوڑھ لیا جاوے ۔

اوزار جنگ ہتیار شاید پہلے اور کسی سپاہی کا اسباب تھا ان پہلے ہتیار [illegible] ہتیار جنگ کے [illegible] تھے ۔ بازار میں کتابیں کو [illegible] چھان کہیں رنگا [illegible] ہوتا تو اسی طرح [illegible] نظر آتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹھانوں میں شاید [illegible] اور قواعد پیدل کے ہتیار رکھنے کا دستور نہیں ہے ۔

پٹھان سپاہی کی بندوقیں بندوقیں ان سپاہیوں کی ساخت کابل بنائی گئی تھیں ۔ ہم نے دو ایک [illegible] دیکھیں [illegible] کندہ کی ہوئی ہے ۔ [illegible] تو شاید نام کا [illegible] اگر واقعی یہ بندوقیں کابل کی بنی ہوئی ہیں تو سلاح سازی میں کابل نے بہت بڑی ترقی کی ہے ۔

پٹھان سوار پٹھان سوار کا حلیہ پٹھان پیادہ سے بہت مختلف نہیں ہے سوائے سنگین کے بعض سواروں کے پاس نیزہ تصور کر لو تو پوری صورت دکھائی دیجاوے ۔

سواروں کے گھوڑے سواروں کے گھوڑے ہمارے سرکاری رسالوں کے گھوڑوں کے برابر قدآور نہیں ہیں اور صفر کی صعوبت سے اور بھی زیادہ کم حیثیت نظر آتے ہیں لیکن اپنی بناوٹ سے شاید اپنے ملک کے واسطے زیادہ موزون ہیں

گھوڑوں کے ساز و یراق

گھوڑوں کے ساز و یراق سارے ایک ہی قسم کے اور ایک ہی کاریگر کے ہاتھ کے بنے ہوئے تھے۔ اور یکرنگی کے نظارہ سے دلپر اثر ہوتا ہے وہ اس گونا گونی سے نہیں ہوسکتا۔

امیر صاحب کی فوج کی جسمانی طاقت

سوار پیادہ سوائے معدودے چند کے عام قد و قامت کے آدمی ہیں سارے آدمی گرانڈیل اور کڑیل جوان نہیں ہیں۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ کابل میں بھی بھرتی کا پیمانہ اعلیٰ نہیں ہے جس پیمانہ پر ہماری سرکار میں بھرتی ہوتی ہے ادنیٰ پیمانہ پر کابل میں بھرتی ہوتی ہے۔

امیر صاحب کی فوج کی استعداد و قابلیت

لیکن جہاں تک غور کیا جاتا ہے یقین ہوتا ہے کہ اگر امیر صاحب کی فوج انگریزی افسروں کے ہاتھ اور نگرانی میں ہو۔ تو وہ اپنے ملک میں ایسا کام دینے کی قابلیت رکھتی ہے۔ جو شاید کسی اور سے بمشکل انجام ہوسکے۔

امیر صاحب کے افسروں کی وردی

امیر صاحب کے افسروں کی وردی بہت شاندار تھی کوٹ اور پتلون میں لیس افراط سے لگا ہوا تھا۔

امیر صاحب کا لباس

مگر امیر صاحب کا لباس سادہ تھا۔

امیر صاحب اور انکے افسروں کی ٹوپی

ٹوپی امیر صاحب کی اور اکثر افسران امیر صاحب کی عجیب قسم کی تھی وہ ایک قسم کے معمولی ہم کو معلوم ہوتی تھی وہ گول سی تھی۔ اور

کناره اوسکے گرد اور اُبھرے ہوئے تھے۔

ایک اور عجیب قسم کی ٹوپی

سب سے عجیب قسم کی ٹوپی پہنے امیر صاحب کے اون دوا ردلی سپاہیون کے سر پر دیکھی تھی جو امیر صاحب کی چہرہٹا کے پیچھے ارسوقت بیٹھے گئے تھے۔ جب امیر صاحب پنڈی مین پہلے دن تشریف لا کر بذریعہ چیرٹ کے قیام گاہ کیجانب روانہ ہوئے تھے۔ یہہ ٹوپی اس قسم کی تہی کہ جہبرے بال سر سے کندہے تک اوس ٹوپی کے لٹک رہے تھے۔ اور اوس ٹوپی پہننے والے کی بڑی ہیبتناک صورت معلوم ہوتی تھی۔ شاید یہہ ترکمان ٹوپی کا نمونہ تھا۔

اول روز امیر صاحب کو بہت تھوڑے آدمیون نے دیکھا

جب دن امیر صاحب پنڈی مین پہونچے بہ سبب بارش کے بہت تھوڑے آدمیون نے اونکو دیکھا سکتے تھا۔ ہم زنجیر فیل سُنہری جھولون اور ہودج عماری سے لیس امیر صاحب کی سواری اور جلوس کیواسطے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اگر بارش مارج نہ ہوتی اور امیر صاحب فیل کی سواری کرتے۔ تو کیفیت لائق دید ہوتی۔ اور خلق اللہ اونکو بخوبی دیکھہ لیتی مگر بارش کے سبب سے امیر صاحب چیرٹ مین سوار ہوئے ٹپ اوسپر لگا یا گیا۔ اسواسطے بہت ہی تھوڑے آدمیونکی نظر اونپر پڑی۔

عام نے امیر صاحب کو کب دیکھا

پھر جو کئی دفعہ وہ گورنر جنرل صاحب سے ملاقات کرنے گئے اسواسطے جنکو شوق تہا انہون نے اونکو جاتے اور آتے بے حجابانہ دیکھا

امیر صاحب کا حلیہ

امیر صاحب معمول سے زیادہ بھاری جوان ہین۔ سِن شریف قریب ۵۰ کے ہوگا۔ رنگ پکا ہے۔ خال خدا خاص ہین۔ وضع سپاہیانہ ہے چہرہ سے سطوت جلال اور رعب داب نمایان ہے۔ ڈارہی گول ہے بہت لمبی نہین ہے۔ قواعد کے دن گہوڑے پر بھی سوار دیکھے گئے تہے مگر مرض نقرس سے پیرمین قدرت لکنت ہے۔

حیدر آباد اور نیپال کے ڈیپوٹیشن

یہان پہونچکر مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حیدر آباد اور نیپال کے ڈیپوٹیشن کا بہی ذکر کردن۔ اسبات کا ذکر کرنا یہان شاید بے محل نہ ہوگا کہ ان ڈیپوٹیشن کے شریک دربار ہونے کی وجہ کیا تھی اسکو معلوم ہے کہ ہندوستان مین سب سے بڑی دیسی ریاست حیدر آباد کی ہے اور وہ ایک مسلمان رئیس کے قبضہ مین ہے۔ خدا اوسکو قایم رکھے۔

روسیون کی غلطی

روسیون کو غلط طور پر یہہ خیال ہے کہ ہندوستان کے نواب اور راجا سلطنت انگلشیہ سے خوش نہین ہین جب ہمکو سرحد پر آتا دیکھینگے تو ہماری حمایت ہوجاوینگے مگر وہ بالکل بے خبر ہین (اور دہوکہ مین ہین اور اس دہوکہ سے انہین نکالنا چاہئے) کہ اس سب سے بڑی مسلمان ریاست نے غدر ۱۸۵۷ء مین سرکار انگلشیہ کو کیسی نمایان مدد دی تہی اور یہہ سب سے بڑی مسلمان ریاست سب سے پہلے سرکار انگلشیہ کی حمایت مین جان سے۔ مال سے اور فوج سے۔ میدان جنگ مین روسیون کے مقابلہ مین جانے کے واسطے

تیار رہتی ہے۔ پس اسکے ڈیپوٹیشن کے یہ معنے ہین۔

ریاست حیدرآباد کا مختصر ذکر

لیکن اگر اس ریاست کے متعلق مین اسی پر اکتفا کرون تو ہزارہا ناظرین کو کچھ پتا بھی نہو گا اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاست کا تھوڑا سا حال یہان تحریر کیا جاوے۔ اس ریاست کے خاندان کا بانی آصف جاہ ترکمان الاصل تھا۔ یہہ شخص شہنشاہ اورنگ زیب کا مشہور جنرل تھا۔ نظام حال کا نام نامی میر محبوب علی ہے۔ یہہ ۱۸۶۶ء مین پیدا ہوئے تھے۔ سن شریف اب قریب ۴۵ سال کے ہوگا۔ یہ سلاہ مین ہزار برس ۹۰ برس کے ہون دس ہزار

ریاست حیدرآباد کا رقبہ

طول اس ریاست کا جنوب مغرب سے شمال مشرق تک ۴۷۵ میل ہے عرض بھی قریباً اسیقدر ہے۔ کل رقبہ ریاست حیدرآباد کا ۸۰۰۰۰ میل مربع ہے۔ برار کا رقبہ ۱۷۷۲۸ میل ہے دونون رقبونکی میزان ۱۰۰۰۰۰ میل مربع ہے۔

ریاست حیدرآباد کی آبادی

مردم شماری صحیح تخمین ہوئی لیکن کہتے ہین کہ ۱۸۹۱ء مین صوبہ برار کی آبادی ۲۸۹۷۴۹۱ تھی اور ریاست حیدرآباد کی ۱۱۰۰۰۰۰۰ ہے۔

آمدنی ریاست حیدرآباد

ریاست حیدرآباد کی آمدنی مع آمدنی برار کے چار کروڑ روپیہ ہے۔ دو تہائی گورنمنٹ نظام خود ممالک محروسہ سے وصول کرتی ہے ایک تہائی گورنمنٹ برٹش برار سے وصول کرتی ہے اور صوبہ برار

اور کنٹنجنٹ وغیرہ کے خرچ کے واسطے جسقدر روپیہ ہوتا ہے وہ خرچ کرکے باقی گورنمنٹ نظام کے حوالہ کرتی ہے -

ریاست حیدر آباد کا سرکار انگریزی کے ساتھہ عہدنامہ

۱۸۰۰ء مین سرکار انگریزی کے ساتھہ گورنمنٹ نظام کا یہہ عہد ہوا تہا کہ ضرورت کے وقت ۶ ہزار پیادے اور ۹ ہزار سوار سرکار انگریزی کیخدمت مین حاضر کردیا کرین گے - مرہٹون کے مقابلہ کے وقت جب سرکار انگریزی کے پاس حسب وعدہ سرکار نظام نے کمک بہیجی تو وہ کام کی نہ نکلی - اسواسطے سرکار انگریزی نے ۱۸۵۳ء کے عہدنامہ کے روسے خود ۵ ہزار پیادے اور ۲ ہزار سوار اور چار فیلڈ باٹری بہرتی کی اور یہہ فوج کنٹنجنٹ کے نام سے موسوم ہوئی - اور پہر حیدرآباد کمک دینے کی ذمہ داری سے بری ہوا - ۱۸۶۰ء مین ایک اور عہدنامہ ہوا اس عہدنامہ کے روسے گورنمنٹ نظام کی مملکت مین کچہہ اور اضلاع شامل ہوئے -

مگر یاد رکہنا چاہئے کہ فوج کنٹنجنٹ کے خرچ کیواسطے پہلے سے گورنمنٹ نظام نے چند اضلاع گورنمنٹ انگریزی کے سپرد کردئے تہے - ۱۸۶۱ء مین ۳۲ لاکہہ روپیہ کا صوبہ برار اونہین اغراض کے واسطے سرکار انگریزی کے حوالہ کیا گیا جو عہدنامہ ۱۸۵۳ء مین مندرج تہے یعنے یہہ کہ کنٹنجنٹ فوج کی تنخواہ اور پنشن اسی صوبہ کی آمدنی سے دیجایا کرے اب برار کی آمدنی سرکار انگریزی کے زیر حکومت اکر بہت بڑہ گئی ہے - جسقدر آمدنی بڑہ گئی ہے - وہ سرکار انگریزی

خود تحصیل کرکے نظام گورنمنٹ کو دے دیتی ہے۔

نظام کی قبضی آمدنی اور غیر تخمینی

تخمیناً ..... ۵ ہزار ہے اسمین دونون شامل ہین۔

ریاست حیدر آباد کی مشہور چیزین۔

ریاست حیدر آباد مین یہ چیزین ایسی بنتی ہین کہ اور کہین نہین بنتین۔ ظروف بدر کے کمخواب اورنگ آباد اور گلبرگہ وغیرہ کا۔ کاغذ کاغذپور کا جو دولت آباد کے مشہور قلعہ کے پاس ہے مینا کاری جیسی عمدہ حیدر آباد مین ہوتی ہے اور کہین نہین ہوتی۔

حیدر آباد کی ریاست کا نظم و نسق بسمارک ہندی

نظم و نسق اسی ریاست کا بہت عمدہ ہے۔ یہ اس ریاست کی خوش قسمتی تھی کہ جسطرح جرمنی کو پرنس بسمارک ملگیا تھا۔ اسیطرح خوش قسمتی سے اس ریاست کو سر سالار جنگ (ہندوستانی بسمارک) ملگیا۔ جسطرح پرنس بسمارک یورپ کی حسن تدبیر سے جرمنی کل یورپ مین اول درجہ کی دولتون مین شمار ہونے لگی۔ اسیطرح ریاست حیدر آباد سر سالار جنگ (بسمارک ہند) کی حسن تدبیر سے کل ریاست ہائے ہندی مین اول درجہ کی ریاست مسلم طور پر قرار پائی۔

عہد سر سالار جنگ کی ترقی پر سرسری نظر

۳۰ برس کے عرصہ مین عہد سر سالار جنگ مین جو ترقی اس ریاست نے کی وہ حیرت خیز ہے۔ اس مدبر کے عہد مین ریل بنی۔ سڑکین بنین اور برقی تار کا سلسلہ پھیلا۔ مالی و ملکی انتظام کی درستی ہوئی

سررشتہ تعلیم نے ترقی پائی۔ ہم آن رباتوں سے اس وقت قطع نظر کرکے وسائل آمد و رفت کا مختصر ذکر کرتے ہین۔

وسائل آمد و رفت

ریل ریاست کے جنوب مغربی حصہ سے گذر کر مدراس اور بمبئی کو ملادیتی ہے گریٹ انڈین۔ پی۔ ین۔ شولا۔ ریلوے۔ رائی چور تک جاتی ہے اور یہان مدراس ریل سے مل جاتی ہے گریٹ انڈین۔ پی۔ ین شولا ریلوے کی لائن مین واوی شاہ آباد سے سات میل کے فاصلہ پر نظام اسٹیٹ ریلوے کی شاخ شہر حیدرآباد اور چھاونی سکندرآباد کو جاتی ہے

تار برقی

حیدرآباد سے ٹیلیگراف کی دو لینین جدا ہوتی ہین ایک تو گوشہ جنوب و مغرب مین بلاری کو جاتی ہے۔ دوسری دریائے کرشنا ندی کے نزدیک سے مسلی پٹم کو جاتی ہے۔

بڑی بڑی سڑکین

ایک سڑک شمال سے جنوب ناگپور سے چلکر شہر حیدرآباد کو ہوتی ہوئی بنگلور کو جاتی ہے۔ دوسری جنوب مشرق سے شمال مغرب کو مدراس اور مسلی پٹم سے شہر حیدرآباد کو ہوتی ہوئی پونا کو جاتی ہے اور وہان سے ہوتی ہوئی بمبئی کو جاتی ہے۔ تیسری جنوب مشرق سے شمال مغرب کو شہر حیدرآباد سے اورنگ آباد کو جاتی ہے۔ یہ سب عہد سرسالار جنگ کے یادگار ہین یا تو اس سبب سے کہ اونکی عہد مین جاری ہوئین یا اس سبب سے کہ انکے عہد مین انکی ترقی ہوئی۔ سرسالار جنگ تعلیم مغربی کے فیض

سے بہرہ ور تھے - خود یورپ کی سیر کر آئے تھے - اور اپنے عالی قدر فرزند ارجمند کو بھی یورپ کی تعلیم سے مستفید کیا تھا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ سپر اپنے پدر کا لائق جانشین ہوا -

سر سالار جنگ کی مردم شناسی اور قدر دانی

منجملہ دیگر لیاقتہائے بے پایان کے سر سالار جنگ مرحوم پہلے درجہ کے مردم شناس تھے اونکو لائق آدمیوں کے پہچاننے کا اور انہیں ہر گوشہ سے ڈھونڈھ نکالنے کا بڑا ملکہ تھا - روشنی طبع کے ساتھہ اونکی قدر دانی تو امہ تھی - اونہوں نے جب دیکھا کہ ریاست کے آدمی کافی لیاقت کے نہیں ہیں تو اونہوں نے معہ شوق کی عینک چڑھائی اور جہان لائق آدمی پر نظر پڑی اپنی ریاست کے واسطے منتخب کر لیا اونہوں نے ریاست کے پبلک انٹرسٹ (بہبودی) کے مقابلہ میں ریاست کے کوتہ بینوں کی گڑگڑاہٹ کی پروا نہ کی - اور نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ہندوستان کے چیدہ آدمی اونکی ریاست میں داخل ہو گئے -

ذکر افسران حیدرآباد

مولوی مہدی علیصاحب منیر نواز جنگ - مولوی مشتاق حسین صاحب - مولوی چراغ علیصاحب - مولوی مہدی حسن صاحب - مولوی اقبال علی صاحب - جو عہدہ ہائے جلیلہ سرکار انگریزی کو چھوڑ حیدرآباد میں چلے گئے ہیں - اونکے ہم لیاقت دیکھو ہندوستان میں کتنے آدمی باقی ہیں - اگر غور سے دیکھوگے تو بہت تھوڑے پاؤگے

یہہ سر سالار جنگ مرحوم کی مبصری اور قدر دانی تہی کہ ایسے عمدہ اہلکار ریاست کو ملگئے۔

انگریزی پلٹن پنشن یافتہ کی قدر سر سالار جنگ کے نزدیک

سر سالار جنگ کی صائب تدبیری اس سے نمایان ہے کہ انہون نے جسطرح انگریزی توپخانہ کے نکلے ہوئے گہوڑے اور فوج انگریزی کے اوترے ہوئے ہتہیار بیکار تصور کئے تہے ویسے ہی انگریزی کہر کاے ہوئے پنشن یافتہ" ملازم بہی اپنی ریاست مین بیکار تصور کئے اونکی راے زرین نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن بوڑہے ملازمونکو نکما ثابت کرکر سرکار انگریزی نے فرمان آزادی بخشا تہا اونکے گلے مین ملازمت کا پٹہ پہر ڈالدین۔ وہ چلی ہوئی آتش بازی کو پہر جلوانا خبطیون کا فعل سمجہے۔ انہون نے بیشک سیکہے ہوئے اور تجربہ کار اہلکار ڈہونڈہے مگر ایسے کہ اگر یہہ سرکار انگریزی کے ہان بہی رہتی تو کم سے کم بیس بیس برس اور کام کرتے۔

ریاست حیدرآباد سے سر سالار جنگ کی دائمی مفارقت

اگر سر سالار جنگ کی ساری باتونکا ذکر کرون تو مجہے اندیشہ ہے کہ بہت طول ہوجاوے۔ مختصر یہہ کہ اس بندۂ خدا نے ریاست کو پورا اگلی جاہلیت کے زمانہ کی بندشون سے چہوڑایا اور ابہی وہ بہت کچہہ کارہاے نمایان اس ریاست مین کرتا مگر افسوس ہے کہ اس عقیل بے عدیل کو قبل از وقت ریاست سے دائمی مفارقت کرنی پڑی اور اس سے نہ صرف ریاست ہی کے دلپر حسرت کا داغ لگا بلکہ قوم مین سے

جو شخص اپنی قوم کا فخر اس وزیر با تدبیر کو سمجھتا تہا اسکے دل پر ہی۔

سالار جنگ مرحوم کے لائق جانشین

مگر شکر کا مقام ہے کہ سر سالار جنگ مرحوم کا جانشین بفحوائے الولد سر لابیہ نہیر لائق نوجوان وزیر ہے۔ ہمنے اس ہونہار بسمارک کو شخصین دیکہا مگر ہمنے اسکی انگریزی اور فارسی اسپیچین وقتاً فوقتاً پڑہی ہین جو اوسنے لارڈ رپن کی یادگار قایم کرنے کے وقت حیدرآباد مین دی تہین۔ جو اوسنے علیگڈہ کے مدرستہ العلوم کے معائینہ کے زمانہ مین دی تہین۔ جو اوسنے سید محمود صاحب جج ہائی کورٹ الہ آباد کی دعوت کے وقت کلب الہ آباد مین دی تہی۔ جو اُسنے لکھنو مین تشریف لانے کے زمانہ مین دی ہتی۔ یہہ سب اسپیچین پبلک کے روبرو موجود ہین۔ چشم بینا اور دل دانا انکے ملاحظہ سے جان سکتا ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان مدبر ایک دن کیا ہونیوالا ہے۔ خداوند کریم اس کو صرصر حوادث سے بچا دے۔ آمین +

نواب منیر الملک

اس ہونہار نوجوان مدبر کا بہائی نواب منیر الملک مع دو اور عالی قدر ارکان کے حیدرآباد کے ڈپوٹیشن مین آیا تھا۔ ہم نے اُس سے پنڈی مین ملنے کا ارادہ کیا تہا۔ مگر افسوس کہ کسی سبب سے ہم یہہ ارادہ پورا نہ کر سکے تاہم ہمنے نواب منیر الملک کو اور انکے ہمراہیون کو اتفاقاً کئی بار چلتے پھرتے دیکہا ہے وہ راولپنڈی مین ڈاک بنگلہ کے پاس ایک کوٹھی مین فروکش ہتے۔

منیر الملک کے گھوڑے

شام کے وقت اکثر ان کو گھوڑوں پر سوار [illegible] دیکھنے کا اتفاق ہوا
نکلتے تھے انکے گھوڑے [illegible] [illegible] [illegible] سواری اعلیٰ انگریزی تھا

اتنی پوشاک

[illegible] اکثر پوشاک [illegible] [illegible] [illegible] قیمتی انگریزی قسم
کی ہوتی۔ ہمیشہ انکے کپڑے [illegible] [illegible] عام سیر کے وقت [illegible] [illegible] [illegible]
دیکھا [illegible] [illegible] سادہ علی العموم تھی

انکی [illegible]

انکی شوقین [illegible] [illegible] معلوم ہوتی تہی [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] علیحدہ [illegible] تہا

روشن کی سادگی

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
بہر صورت [illegible] [illegible] معلوم ہوتی تہی۔

روشن کی سادگی پر تعجب

مجھے [illegible] [illegible] کی اس سادگی پر تعجب آیا۔ لیکن جب مجھے
یاد آیا کہ یہ نوجوان وزیر سر سالار جنگ مرحوم کا فرزند اور سر سالار جنگ ثانی
والا جاہ کا بہائی ہے تو وہ تعجب سب جاتا رہا۔ پھر میں نے خود ہی اپنے دل میں
کہا کہ تعجب تو یہ ہے کہ بجائے سادگی کے انمیں [illegible] کی بو پائی جاتی۔

نواب منیر الملک کی سادگی کا دوسرا جانب اور نوابوں کے ساتھ مقابلہ۔

میں انکے اور دیگر نوابان اور راجگان پنجاب کے لباس
اور آرائش وغیرہ میں مقابلہ کرنے سے باز رہونگا اور
یہ سچ کہوں اس مقابلہ نے میری رائے سادگی کی طرف
مائل کردی ہے۔ حسن محتاج زیور کا نہیں جسے خوبی خدا نے دی"

کہ جیسے خوشنما رنگت و بیل و چاند بن گئے ہیں - مجھے خیال آیا کہ ہر ایک راجہ اور نواب جو
ہمارے ملک میں ہو گا یہ خیال رکھتا ہے کہ میرا لباس دوسرے سے بڑھکر ہو اور
اگر ایک ایک ہزار روپیہ کی کمخواب کا تھان بنتا ہے تو دوسرا دو ہزار کا اور تیسرا
اوس سے بھی آگے بڑھتا ہے - اور جب اوس سے بھی زیادہ قیمت کا کمخواب
نہیں ملتا تو اوس میں لعل و جواہر لگائے جاتے ہیں تاکہ وہ اوروں سے قیمت
میں بڑھ جاوے - اسیطرح پوشاک کی ہر جزو کا حال ہے - مگر یہ بھی ممکن
نہیں ہے کہ یہاں بھی کوئی درجہ آخری ایسا کسی کو ہاتھ آجاوے جس سے اب
تفوق کی تلاش نہ ہو سکے - پھر اس کثرت آرائش سے وہ خداداد صورت الٰہی
بگڑ جاتی ہے کہ بجائے خوبصورت دکھائی دینے کے وہ بدصورت دکھائی
دینے لگتی ہے - میں بلا مبالغہ عرض کرتا ہوں کہ بعض ہیئت بہیئے اپنی زرق برق
پوشاک سے پاریسوں کی تھیٹر کے ممبر معلوم ہوتے تھے

آرائش بیجا کس قدر نازیبا ہے

میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے راجہ اور نواب کچھ بھی
آرائش اور تکلف لباس میں نہ کریں - مگر جو کچھ انہیں کرنا چاہیے وہ اسقدر کرنا
چاہیے کہ نیچر کو کسیقدر آرائش کی اعانت ہو جاوے نہ یہ کہ وہ آرائش
نیچر پر غالب آجاوے دیکھیے آٹے میں تھوڑا نمک اسے مزہ دار کر دیتا ہے
لیکن اگر آٹے میں زیادہ نمک ملا دیا جاوے تو اوس سے جو بدمزگی پیدا
ہوگی وہ سب اہل مذاق جانتے ہیں - ہمنے ڈیوک آف کناٹ اور لارڈ ڈفرن

کو دیکھا ہے۔ اگر ہم بھی پوشاک میں ایسا ہی تکلف کریں تو خدا جانے انکو
کہاں ٹھہرنا پڑے۔

ڈیوک آف کناٹ اور لارڈ ڈفرن کی سادگی

ہمنے سنا ہے قیام راولپنڈی میں ایک دن شام کو کلب گھر کے پاس سے گورنری کمپ کیطرف لارڈ ڈفرن کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ سر سٹوارٹ صاحب کمانڈر انچیف بھی ہمراہ تھے۔ ایک اور صاحب گھوڑے پر آگے آگے چلے جاتے تھے۔ اور یہ دو پیچھے پیچھے باتیں کرتے چلے آتے تھے۔ ہمارے پاس سے یہ دونوں گذر گئے اگرچہ ہم نے انکو پہلے دیکھا ہوا تھا مگر سادگی کے سبب ہمارے ذہن میں اس بات کا خیال بھی نہ آیا کہ نائب السلطنت اور مقدمۃ الجیش ان دونوں عالم کے زمانہ میں اس سادگی سے پھرتے تھے۔ اسواسطے بادی النظر میں ہماری شناخت معطل رہی مگر معاً شعور نے شناخت کرا دیا کہ یہ نائب السلطنت اور مقدمۃ الجیش تھے

سادگی کے متعلق نواب حامد علی صاحب دہلوی کا تذکرہ

ہمیں اس سادگی کے متعلق ایک دہلی کی حکایت یاد آئی اوسکا اس مقام پر درج کرنا فائدہ سے خالی نہوگا۔ اسواسطے درج ہم یہاں لکھتے ہیں شہر دہلی میں نواب حامد علی خان صاحب ایک بڑے مذاق کے آدمی رہتے تھے۔ ایک دن جہان پناہ نے کل اہل شہر کو حضور میں بلایا نواب صاحب کو بھی پیغام آیا۔ جملہ اہل شہر نے حضور سے ملنے کے واسطے بڑی بڑی فاخرہ پوشاکیں بنوائیں نواب حامد علی صاحب کو بھی یہ خبر پہنچی انہوں نے

اپنے واسطے کوئی فاخرہ پوشاک نہ بنوائی صرف سادہ پوشاک پر قناعت کی مگر اپنے نوکروں کو ویسے ہی بلکہ اُن سے بھی بہتر پوشاکیں بنادیں جیسی اعیان شہر نے اپنے واسطے تیار کرائی تھیں جب سب اعیان شہر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نواب حامد علی خان صاحب کو سادہ لباس پہنے ہوئے دیکھکر اونکی حقارت کے اشارے آپس میں کرنے لگے لیکن ایک ہی منٹ کے بعد جو اونکی نظر نواب حامد علی خانصاحب کے نوکروں پر پڑی تو اپنے سے اعلی پوشاکیں اونکو زیب تن کئے ہوئے دیکھکر ازبس منفعل ہوئے۔

دوسری ڈیپوٹیشن نیپال کی تہی

دوسرے ڈیپوٹیشن جیسا میں نے اوپر بیان کیا نیپال کی تہی۔ یہہ ڈیپوٹیشن گورنر جنرل صاحب کے کیمپ سے تہوڑے دور خیموں میں مقیم تہی۔ اس ڈیپوٹیشن میں ۳ آدمی تہے اتفاقاً اونکی ہماری ملاقات بہی ہوگئی تہی ان تین صاحبوں میں سے ایک نوجوان کی عمر تخمیناً ۲۰ سال کی ہوگی دوسرے کی تخمیناً تیس سال کی اور تیسرے کی چالیس پینتالیس سال کی ہوگی پہلے کی ڈاڑہی نہ تہی۔ دوسرے کی ٹہوڑی میں بہت تہوڑے بال تہے۔ تیسرے کی ٹہوڑی میں ذرہ زیادہ بال تہے

نیپالی ڈیپوٹیشن کی شکل و شباہت

خط و خال ان کے اگرچہ گورکہیوں کے سے تہے مگر متناسب و موزون تہے۔ رنگ صاف تہا۔ تناسب اعضا اچہا تہا۔ قد گورکہیوں کی مانند پستہ تہا۔

انکا لباس

لباس یہہ سب انگریزی پہنتے تہے۔ ٹوپی بہی ان سب صاحبوں کی انگریزی

تہی۔

اونکے گہوڑے

ہمنے ان گہوڑوں پر بہی سوار دیکہا ہے۔ اونکے گہوڑے بہی ویسے ہی خوبصورت اور انگریزی ساز و براق سے آراستہ تہے جیسے نواب منیر الملک صاحب کے۔

ان صاحبوں کے خیالات۔

جسوقت ہمنے ان صاحبوں کو ان کی قیامگاہ پر اتفاقیہ دیکہا تو یہہ تینوں صاحب خیموں سے باہر کہڑے ہوئے گورکہا پلٹن کے چند سپاہیوں اور حوالداروں سے گفتگو کر رہے تہے سب سے نوجوان ان گورکہا سپاہیوں سے یہہ کہتا تہا کہ اب تم سرحد افغانستان پر لڑائی کے واسطے جاؤگے۔ تمہارے ملک کی بہادری مشہور ہے۔ دیکہو ایسا نہ کرنا کہ تمہارے ملک کو بٹہ لگے بلکہ ایسی بہادری دکہلانا کہ تمہارا ملک سرخرو رہے۔ گورکہا سپاہی کہتے تہے مہاراج ہم حضور کا حکم مانینگے اور کبہی پیٹہہ نہیں دکہاوینگے۔

ان صاحبونکی زبان

اگرچہ یہہ نوجوان اپنی گورکہا زبان ہیں گورکہا سپاہیوں کو ہدایت کر رہے تہے تاہم اونکی زبان ایسی غیر۔ غور سے سُننے والے کو معلوم نہیں ہوتی کہ وہ مطلب سمجہہ لیوے۔

ان صاحبوں کی تعلیم

ہمنے سنا ہے کہ تینوں صاحب انگریزی بخوبی لکہہ پڑہ سکتے ہیں۔

اس ڈیپوٹیشن کی بابت غائی

اس ڈیپوٹیشن کے راولپنڈی آنے سے بہی وہی غرض تہی جو نواب منیر الملک صاحب کے ڈیپوٹیشن کے آنے سے تہی۔

مختصر حال ریاست نیپال

یہان تہوڑا سا حال ریاست نیپال کا بہی سُن لو۔ طول اس ریاست کا ۵۰۰ میل ہے۔ عرض ۱۵۰ میل ہے۔ کُل رقبہ ۵۴ ہزار مربع میل ہے۔

آبادی

کہتے ہین آبادی ۲۰ لاکھ کی ہے۔ گرچہ مقدار بہت تہوڑی ہے غالباً زیادہ ہوگی۔

محاصل

کرنیل کرک پاٹرک ۱۷۹۳ء مین بمقام کہٹامنڈو دار السلطنت نیپال مین گئے تہے اگر اونکی تحریر مانی جاوے تو اوس وقت ہر قسم کی آمدنی ۳۰ لاکھ روپیہ تھی۔

خاندان

راجہ نیپال کا خاندان بڑا پرانا ہے۔ ہم اس خاندان کی تاریخ شروع سے بیان کرنا مناسب نہین تصور کرتے ہمارے نزدیک اسیقدر بتانا کافی ہوگا کہ ۱۸۱۶ء مین جب نیپال کا راجا ۲۱ برس کی عمر مین مر گیا تو اوسکا بیٹا راجندرا شاہ گدی پر بیٹھا اوسوقت اوسکی عمر ۳ برس کی تہی۔ بہیم سنگہ تہاپا اوسوقت ریاست کا وزیر اور اس راجا کا ولی تہا۔ جنگ بہادر کا چچا اوسوقت ایک بڑے عہدہ پر ممتاز تہا۔ وہ رانی کے اشارہ سے مارا گیا۔ اور پہر وزارت نئی قایم ہوئی جنگ بہادر اوسوقت کمانڈر انچیف مقرر ہوئے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد نیا وزیر قتل ہوا رانی اس وزیر کو بڑا عزیز رکہتی تہی اسواسطے اوسنے کہا کہ وزیر کے قتل کا بدلہ لو۔ وزیر کے قتل کے بعد امرائے عظام محل شاہی مین جمع ہوکر

مشورہ کر رہے تھے۔ جنگ بہادر بھروسے کے چند سپاہی لیکر محل مین گہس گئے اور قتل شروع کیا۔ ۱۴ امیر قتل کئے۔ دوسرے دن جنگ بہادر وزیر مقرر ہوئے لوگون نے جنگ بہادر کے بہی قتل کا مشورہ کیا۔ جنگ بہادر کو خبر ہوگئی جو سرغنہ تہا اوسکو اور اوسکے ہمراہیون کو تہ تیغ کیا۔ راجا مع اپنی رانی اور دو صغیر سن بچون کے جلاوطن ہوئے۔ جو ولیعہد تہا وہ گدی پر بیٹھا۔ جنگ بہادر ولایت بہی گئے تہے۔ وہ انگریزون مین مشہور تہے۔ وہ انگریزون کے وفادار دوست تہے۔ انہون نے ۱۸۷۷ء مین اس دنیائے گزشتنی اور گزاشتنی کو چہوڑا۔

رعایا کے فرائض

نیپال مین ضرورت کے وقت ساری رعایا پر گورنمنٹ اور ملک کی حفاظت کیواسطے ہتہیار اوٹہانا فرض ہے۔

گورکہا سپاہی

اسموقع پر یہ جتانا بہی نازیبا ہوگا کہ ریاست نیپال علی العموم گورکہون کا گھر ہے۔ گورکہے اگرچہ قد وقامت مین بڑے نحیف ہوتے ہین مگر سپاہی اچہے ہوتے ہین ان سے جو بہادری کے کام پچہلے جنگ افغانستان مین بمقام پیوار کوتل ظہور مین آئے تہے وہ ہمارے ناظرین کے حافظہ مین ہنوز تازہ ہونگے۔

نیپال کی رگیولر آرمی

نیپال مین تخمیناً ۳۵۰۰۰ رگیولر فوج ہے۔ اور از انجملہ نیپال گورنمنٹ نے ۱۰ ہزار فوج سرکار انگریزی کو واسطے جنگ کابل کے (جب تار کی خبر پہونچے فی الفور) دینے کا وعدہ کیا ہے ہمین امید ہے

یہہ امداد اعلی ترین امداد مین سے ہوگی -

نیپال کی مدد ۱۸۵۷ء مین اور حال مین

غدر ۱۸۵۷ء کے حالات پڑہنے والون کو یاد ہوگا کہ لکھنو کے فتح کرنے مین فوج گورکہا نیپال نے ہماری سرکار انگریزی کو مدد نمایان دی تہی - اور اب بہی نیپال اوسیطرح سے اپنی وفاداری ثابت کرنے کے واسطے آمادہ ہے -

مدد معہودہ کے علاوہ گورکہا سپاہی کی بہرتی

ہمین یہہ بہی امید ہے - کہ علاوہ اس مدد معہودہ کے جسقدر نئے گورکہئے ہکو بہرتی کرنیکی ضرورت ہوگی - اونکی بہرتی مین بہی سرکار نیپال ہماری سرکار کی مدد و معاون ہوگی -

دیسی راجاونکی فوج

ہمنے دیسی راجاون اور نوابونکی بہی فوج دیکہی - یہہ فوج تین طرحکی تہی - توپخانہ - سوار - اور پیدل -

اونکی وردی اونکا سامان

اونکی نئی نئی وردیان اونکے نئے نئے ساز و یراق اونکے نئے نئے سامان بہت خوب صورت تہے -

اونکے گہوڑے

اونکے توپخانون اور رسالون کے گہوڑے صورت شکل مین سرکاری گہوڑون کے برابر تہے -

اونکے سپاہیونکی وضع

اونکے گولنداز - سوار - اور پیادہ علی العموم اچہے سپاہی نوجوان ہوتے تہے مگر ۱۸ سال سے لیکر ۶۰ سال تک کے بوڑہے آدمی موجود تہے -

اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شاید جبتک سپاہی خود نوکری نہ چہوڑے ریاست

[illegible] کبھی علیحدہ نہیں ہوتا ۔

ہندوستان کی فوج [illegible] میں آئی تھی

[illegible] بھی سنا ہے کہ یہ فوج دیسی ریاستوں کی جو راولپنڈی میں
آئی تھی وہ نہایت چیدہ تھی - اچھے اچھے سپاہی اور گھوڑے چن کر
لائے گئے تھے اپنے ویسے پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے - قواعد پریڈ سے بھی
یہ فوجیں کسی قدر واقف تھی ۔

[illegible]

[illegible] دیسی ریاستوں کی فوج [illegible]
[illegible] کہنا چاہیے اور بہتر ضرورت کی
[illegible] چاہیے اور [illegible] چاہیے ۔
[illegible] کس قدر فوج ہے ۔
[illegible] اس نازک وقت میں کیا کام دے سکتی ہے ۔
[illegible] لائق ہو سکتی ہے ۔

[illegible]

[illegible] بات تو کل دیسی ریاستوں کی فوج [illegible]
[illegible] اگرچہ ان میں سے حیدرآباد - نیپال اور سندھیا کی
فوج اعلیٰ درجہ کی ہے مگر دیسی اور ریاستوں کی فوج سے اپنے جنرل کے [illegible]
میں کچھ بھی مختلف ہے ۔
فوج رکھنے سے علی العموم دو اغراض وابستہ ہوتے ہیں ۔
ایک تو یہ کہ ملک میں اندرونی امن قائم رکھے ۔

دویم۔ یہہ کہ ملک کو بیرونی دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھے۔

ہندوستانی ریاستون مین فوج رکھنے کیغرض

اب ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستانی ریاستون مین بھی فوج انھین اغراض سے رکھی گئی ہے یا کسی اور غرض یا اغراض سے۔ جہانتک ہمارا علم ہے کسی ہندوستانی ریاست کو بیرونی حملہ سے اپنی ریاست کو محفوظ رکھنے کا کبھی خیال بھی نہین آتا۔ نہ یہہ خیال اونکے دلمین گذرتا ہے کہ کوئی پڑوسی ریاست ہماری ریاست کو دبا دیگی۔ بیرونی دشمن کے واسطے جو کچھہ فکر ہے وہ گورنمنٹ انگلشیہ کو ہے۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے رعب و داب سے یہہ بات ناممکن ہوگئی ہے کہ ایک ریاست دوسری ریاست کو دباوے اس سے ظاہر ہے کہ اس غرض سے کسی ریاست مین فوج نہین رکھی جاتی۔ البتہ کسیقدر ریاست کے اندرونی حصہ مین امن قایم رکھنے کیغرض سے رکھی جاتی ہے۔ مگر رعب و داب سلطنت انگلشیہ سے علی العموم ریاست کے اندرونی حصہ مین بھی کوئی سر اوٹھانیکی کم طاقت رکھتا ہے۔ پھر ہماری غرض ریاست مین فوج رکھنے سے کچھہ اور ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ ریاست مین فوج نمود کیواسطے رکھتے ہین۔ یا یہہ کہ جیسے اور کتنے ہی امور ریاستون مین بلا کسی خاص غرض کے رسم و رواج کی پابندی سے عادتاً کئے جاتے ہین اسیطرح فوج بھی رکھی جاتی ہے۔ اور کبھی یہہ غور نہین کیا جاتا کہ اس سے کیا کام لینا چاہئے یا جس کام کے لئے فوج موضوع ہوئی ہے اوس کے لائق اوسے بنانا چاہئے۔

جہان فوج کی بھرتی سے یہہ اغراض وابستہ ہون وہان اوسپر کوئی توجہ نہین کرتا۔ یہی سبب ہے کہ اکثر اوقات۔ اسپ سوار بے جو منہ زین در گرد میباشد یا گھوڑا آتا سپاہی کو ملتا ہے۔ تنخواہ کا منہہ چہہ چہہ مہینے نہین دیکھتے اور جب تنخواہ آخر کبھی ملنے لگتی ہے تو اوسمین سے اول بگڑو آٹے کی قیمت کاٹی جاتی ہے اڈہی بتیون کا (جبرئیل فنڈ کیواسطے) چندہ کاٹا جاتا ہے۔ ریاست کے شاہزادون اور شاہزادیون کی شادی کیواسطے چندہ کاٹا جاتا ہے۔ بخشی صاحب (پے ماسٹر جنرل) جبتک اپنے ہاتھہ نہ گرماوین تنخواہ کا بل پاس نہین کرتے اور اہلکار جبتک اپنا عشر نہ لین سپاہی کو کچھہ نہین دیتے۔

اسکے عوض یہہ سپاہی کہتے ہین کہ جیسے تیرا لینا دینا ویسا ہمارا لگانا بجانا۔ وہ بسا اوقات اپنے گھر کھیتی باڑی کے کام مین مصروف رہتے ہین کبھی ضرورت ہو تو دو چار دن کے لئے منہہ دکہا گئے اور پھر افسرون کی منت خوشامد کرکے چھپتے ہوئے۔ اونکے ہتیار علی العموم وہ ہوتے ہین جسکو سرکار انگریزی نے اس روز افزون کے زمانہ ترقی مین نکما سمجھ کر مدت ہوئی کہ اپنی فوج سے دور کردیا تھا۔ وہ نئے ایجاد شدہ ہتیارون کے مقابلہ مین ایسے ہوتے ہین جیسے یکہ ریل گاڑی کے آگے۔

اونکے دو الے پرتلے اونکی وردی بھی علی العموم وہی ہوتی ہے جو سرکاری فوج کی نکمی سمجھہ کر اوتاردی تھی۔ اور کباڑیون نے نیلام مین خرید کر بیانیتو[illegible]

کی فوج کے ناتجربہ کار ہاتھ تھا۔

دیسی ریاست کی فوج کے افسر علی العموم وہ ہوتے ہین جن کے باپ دادا کسی
زمانہ مین افسر رہ چکے تھے اور یہہ عہدے اُن جنگی افسرون کو ورثہ مین ملتے
ہین۔ ان افسرون کو جنگی امور سے اسیقدر بعید نسبت ہوتی ہے جس قدر
سورج بنسیون کو سورج سے۔ اور چندر بنسیون کو آجکل چاند سے ہے۔ ان
افسرون کو فن جنگ مین کسی قسم کی تعلیم نہین دیجاتی۔ وہ فن جنگ سے
بالکل کورے ہوتے ہین۔ اگر کسی نے بہت کمال پیدا کیا تو وہ یہہ ہوتا ہے
کہ کسیقدر نوشت و خواند مین مہارت کرلے۔ ان کی صورت اُنکی روزمرہ
کی خفگی۔ اون کے مشاغل۔ اونکے مذاق۔ یہہ جملہ امور ثابت کرتے ہین کہ گو وہ
کیسے ہی اور پیشہ کے لائق ہون مگر جنگ کے بالکل لائق نہین ہین۔
فوج کے اعلی افسرون مین فن جنگ کی (علمی) سائینٹفک۔ اصول پر رانفیت
درکار ہے یہہ جہالت کا اگلا زمانہ نہین کہ تلوار پکڑ کو پڑے اور "علی علی
یا شیطان ہنومان" کہکے گھسان مچا دیا یہہ زمانہ تہذیب اور ترقی کا ہے
جسطرح یہہ زمانہ ریل اور تار برقی کے ایجاد سے مشہور ہے اسیطرح یہہ زمانہ فن
جنگ مین روز افزون ترقیات کرنے سے مشہور ہے۔ انسان کی ہلاکت کے
واسطے ایسے آلات و سامان اس تہذیب اور حکمت کے زمانہ نے مہیا کر دیئے ہین کہ
طرفۃ العین مین دور کھڑے ہوئے وارے نیارے ہو جاتے ہین اور سٹراٹگ

گن - گیٹلنگ گن - ہٹرہی ارٹلنی - سینڈٹر - بریچ لوڈر رئفل - یعنے اقسام مذکورہ
بالا کی توپون اور بندوقون کو دیکھو اور اپنی جہالت کے زمانہ سے دیسی ریاستون
مین جو حالت تہذیب اور ترقی کی آج ہے اوس سے اس ترقی اور تہذیب کے
زمانہ کا مقابلہ کرو - پہر تمکو معلوم ہو جائیگا کہ آج فن جنگ بھی ویسا ہی دقیق
ہوگیا ہے جیسا کہ علم طبعیت اور مابعد الطبعیت ہوگیا ہے اور کوئی فوج کام
کی نہوگی جبتک اوسکے افسر فن جنگ سے سائن ٹی فک اصول پر واقفیت
نرکہتے ہونگے -

کیا سبب ہے کہ دیسی سپاہیون سے یا دیسی امراءین سے سرکار انگریزی کمانیر یا کپتان
نہین بناتی علاوہ اور سببون کے ایک بڑا بھاری سبب یہ ہے کہ فن جنگ سے
دیسیون کو علمی اصول پر واقفیت نہین ہوتی -

اسمین اگرچہ ہم سرکار کو معذور سمجھتے ہین لیکن ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیون
وہ صیغہ جنگ مین تعلیم کا دروازہ اسیطرح دیسیون کیواسطے نہین کہولدیتی
جسطرح سول سروس کا دروازہ کہولدیا ہے -

گریز

لیکن اس بحث کو مین اسوقت اسی جگہہ چہوڑے دیتا ہون -
مجہے اسوقت دیسی ریاستون کی فوج سے غرض ہے جب مین اس بحث سے فارغ
ہو لونگا تو اس چہوڑی ہوئی بحث پر توجہہ کرونگا -

دیسی ریاستونکی فوج

مینے جو کچھہ دیسی ریاستون کی فوج کی نسبت اوپر لکہا ہے وہ مین خیال

میں راست شمار

اگر مانا ہو کہ علی العموم صحیح ہے کہ آجکل بہت تعلق کسی بعض میں تو بعض میں [illegible] ہی ہی [illegible]
حکم کل پر دیا جاویگا تو اوس پر کچھ یقین نہین دیا جاتا ۔

دیسی ریاستونکی فوج کی ابتر حالت کیوجہ کیا ہے

لیکن اسقدر بیان سے کہ مشاہدہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمین یہہ دیکھنا ہے کہ دیسی ریاستونکی فوج کی ایسی حالت کیون ہے ۔ ترقی کرنے کے واسطے نمونہ کی بڑی ضرورت ہوتی ہے ۔ دیسی ریاستون کی یہہ خوش قسمتی ہے کہ یہہ نمونہ ہر جگہہ اونکی آنکھون کے سامنے ہے وہ ہماری سرکاری فوجکو اپنے گرد وپیش ہمیشہ دیکھتے ہین ۔ پھر وہ اوس نمونہ کی تتبع کیون نہین کرتے ۔

اسکے دو سبب

اگر مین غلطی پر نہون تو اوسکے دو سبب ہین ۔ ایک تو یہہ کہ بعض ریاستون مین اہلکار لائق نہین ہین ۔ دوم یہہ کہ سرکار انگریزی یا یون کہ بعض [illegible] اجسے زیادہ محتاط احکام انگریزی ریاستونکی فوج کو اندیشہ اور شک کی نظر سے دیکھتے ہین وہ خیال کرتے ہین کہ اگر دیسی ریاستونکی فوج برجستہ ہوگی تو مبادا کسی موقع پر وہ ہمارے مقابلہ کی تدبیرین سوچے ۔ اگر ہمارا حافظہ صحیح ہے تو ہمنے اس قسم کے مدبران یوروپ اور مدبران انڈیا کی متعدد تحریرین دیکھی اون محتاط اور اندیشناک مدبرون کو بہ نسبت دیسی ریاستون کی فوج سے اندیشہ ہوا ہے کہ اونہون نے گورنمنٹ کو یہہ صلاح دی ہے ۔ کہ اس فوجکو یک قلم موقوف کرا دین ۔

مہاراج سندہیا کا مذاق جنگی

ہمارے راجاؤن مین سے مہاراج سندہیا کی طبیعت کو فن جنگ سے خاص طرح کا لگاؤ تہا - اور شغلون سے زیادہ اون کا دل اس شغل مین لگتا تہا وہ خود روز مرہ اپنی فوج کی قواعد لیتے تہے وہ اپنی فوج کے سرپر ایک جنرل کی صورت مین ہر روز نمایان ہوتے تہے - اون کا یہہ شوق تہا یہہ شغل - اون کے یہہ پریکٹس - ہماری سرکار کے دور اندیش مدبرون کو نہ بہائی - انہون نے ہزار طرح کے داؤ پیچ سے مہاراجہ سندہیا پر ظاہر کردیا کہ اونکی یہہ تکلیف بے سود ہے اونہون نے بتایا کہ اس سے زیادہ مفید کام ریاست کے اندرونی انتظام کے مہاراج کی توجہ کے محتاج ہے - ایسے امن کے زمانہ مین تہذیب اور شایستگی اندرونی کا خیال چہوڑکر فوج کی آراستگی کا خیال رکہنا محض بے محل تہا - اونکو کسی اندرونی اور بیرونی دشمن کا خوف نہ تہا - اونکو کسی پڑوسی ریاست کے دستبرد کا اندیشہ نہ تہا - یہہ فوج کا آراستہ کرنا فضول تہا - اونہون نے انہین پندونصایح پر اکتفا نہ کی وہ کچہہ اس سے بہی آگے بڑہ گئے یہانتک کہ مہاراجہ سندہیا کو چاروناچار وہ شغل چہوڑنا پڑا جسکے [illegible] اونکی طبیعت ازبس موزون تہی -

مہاراج سندہیا کے مذاق جنگی پر روک ٹوک ہونے سے اور ریاستون پر

آخر تو اس چہیڑ چہاڑ نے اور دیسی ریاستونکو فوجکی طرف عدم توجہی کی ترغیب دی بقول شخصے - ترکی کی تادیب تازی کو عقل آتی ہے - کچہہ اونکا میلان خاطر بہی پہلے سے اسطرف کم تہا

کیا اثر ہوا

اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوج دیسی ریاستون کی تہذیب اور ترقی
کیجانب کسیکو توجہ نرہی یہانتک کہ پیرامونٹ پاور (Paramount power)
(گورنمنٹ شاہنشاہی) نے بہی دیسی ریاستونکی کم توجہی کو جو اون سے صیغہ
جنگ مین ظہور مین آتی تہی غنیمت سمجہا اور سب باتون مین گورنمنٹ شاہنشاہی
کیجانب سے ترقی و تہذیب کی تاکید ہوتی رہی۔ فوجکی تہذیب و ترقی کے واسطے
ایکحرف بہی کبہی نہین کہا گیا۔ اسکا نتیجہ جیسا کہ توقع ہوسکتی تہی یہہ ہوا کہ کسی
دیسی ریاست کی فوج آج عمدہ اور قابل کار نہین ہے۔ یہہ اور بات ہے کہ
نمایش کے واسطے اسکو نئی وردی اور ساز و سامان پہنا دئیے اور اس سے
وہ ذرا خوشنما نظر آئے۔ یا پانچہزار سے دو سو گہوڑے اور دو سو جوان
چن لائے اور وہ قابل کار معلوم ہوئے۔ عید کے دن بچے جہمجہاتے ہوئے
کپڑے پہنکر اتراتے ہین مگر جاننے والے جانتے ہین کہ باسی عید کو وہی تو وہ
خاک ہوگا اور یہہ بچے اوس سے کہیلتے ہونگے اسیطرح گندم کے گہن کہائے ہوئے
ڈہیر مین سے تم احتیاط سے ایک دو مٹہی دانہ اچہے چن کر دکہا دو۔ مگر چاہو
کہ سارا ڈہیر واقعی ویسا اچہا ہوجائے یہہ ناممکن ہے۔

دور اندیش مدبران انگلشیہ کیدیسی ریاستون کی فوج کی ابتر حالت پسند تہی

ہماری دیسی ریاستون کی فوج کی ایسی ہی حالت ہے دور اندیش مدبروں کو پسند
تہی۔ یا یون کہو کہ اون کے دلمین اوسوقت اور بہی زیادہ
ٹہنڈک ہوتی۔ جب اس سے زیادہ ابتر حال وہ دیکہتے اور

اگر وہ معدوم ہوجاتی تو اونکی خوشی کی انتہا نہ رہتی کہ اس صورت مین اونکے اندیشے بھی معدوم ہوجاتے پس اونکو یہ حالت یا اس سے بھی بدتر حالت دل سے پسند تھی اور وہ خدا کا شکر ادا کرتے ہونگے کہ اونکی من مانگی مراد حاصل ہوئی سنہ ۵۷ء الحمد للہ ہر آن چیز کہ خاطر میخواست * آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

اونکی اندیشون کی جانچ پڑتال	لیکن آج ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ اونکے یہ اندیشے کہانتک سچا تھے اور اگر وہ سچا نہ تھے تو سید صاحب کو کیا کرنا چاہیے ۔

سنہ ۵۷ء کا زمانہ ہماری سرکار کے لیے بہت نازک زمانہ تھا ۔ اوسوقت ہمارے ہندکے راجاؤن اور نوابون کی اوسی بغاوت بہت خرابی ہوئی اگر سکی بہی سب بجا ہین مگر دیکھنا چاہیے ریاستون کا ساتھ سرکار انگریزی کے ساتھ رہین ۔ نظام حیدر آباد نے دکن مین انتظام رکہا ۔ نیپال نے لکہنو کی فتح کرنے کے واسطے گورکہا فوج بہیجنے سے مدد دی ۔ اودے پور جے پور اور جودہ پور ثابت قدم رہے رامپور اور بہوپال وفادار رہے ٹونک اور جاورہ سرکار کی خیر خواہی کا دم بہرتے رہے گوالیار اگرچہ باغیون کے نرغہ مین ہینا مگر سرکار کی خیر اندیشی اوسکے دل پر نقش رہی ۔ اندور ۔ بھرت پور ۔ الور بھی مددگار رہے ۔ بیکانیر جیسلمیر ۔ بردوان ریوان ۔ جاورہ ۔ جہالرا پاٹن اور کوٹہ بہی امتحان وفاداری مین ثابت قدم نکلے ۔

ریاست ہائے پنجاب	اور راجگان و نوابان پنجاب کو کیا کہنا ہے جسقدر مدد اونہون نے

> کن مد وشد کی [illegible] ہو سکے وہ ہم سے پوچھیے۔

[illegible] سرکار کا [illegible]

> [illegible] میں اگر دیسی ریاستوں [illegible] تو [illegible] کا الزام کس پر ہے۔

آگر [illegible] دیسی ریاستوں میں [illegible] ریاستوں [illegible] قصور نہیں ہے [illegible] سرکار کا [illegible] قصور ہے کہ سرکار [illegible]

[illegible] فوج [illegible] دیسی ریاستیں [illegible] جیسا اندیشہ [illegible] آج [illegible] ریاستوں سے [illegible] ضرورت کے وقت قابل [illegible] تو [illegible] ہم [illegible] کہ ہمیں اونکا اتنا قصور نہیں ہے جتنا اون [illegible] دیسی ریاستوں میں عمدہ فوج رکھنے کے روادار نہیں ہیں۔

> جو کچھ دیسی ریاستوں سے ظہور میں آچکا ہے اوس سے کس نتیجہ کی امید ہے

اس امر کو اسوقت یہیں چھوڑ دو۔ پہلے تم یہ سوچو کہ آزمودہ را آزمودن شاید ہماری سرکار رشتہ ہاے نازک وقت مین دیسی ریاستونکی وفاداری اور نمک حلالی کا تجربہ کر چکی ہے۔ اور اوسوقت سے اسوقت مین بڑا تفاوت ہے۔ اوسوقت ای۔ نک سیشن کی (الحاق کی) پالیسی کا زور تہا۔ کسی رئیس کو یہ یقین نہ تہا۔ کہ آج جس ریاست پر مین حکمران ہون کل وہ مجہہ سے چہین نہ لیجاویگی اور اگر میرا صلبی

پھر کوئی نہ ہوا تو میرے خاندان کے کسی اور شخص کو ملجاویگی۔ نہ یہہ یقین تھا کہ لاولدی کی صورت مین سرکار ہمین کوئی لڑکا متبنی کرنے دیگی۔ اب وہ ایسی نہین ہے اب ہر رئیس جانتا ہے کہ یہہ ریاست ہمیشہ ہمارے خاندان مین رہیگی۔ بڑودہ کے معاملہ نے یہہ یقین اور بھی پختہ کرادیا۔ بڑودہ کا مقدمہ ایسا سنگین اور پیچیدار ہوگیا تہا کہ سبکو یقین ہوگیا تہا کہ یہہ ریاست قلمرو انگریزی مین شامل کرلیجاویگی مگر ہماری سرکار نے باوجودیکہ مہاراجہ سابق کے ذمہ جرم ثابت کیا تاہم ریاست کو غصب نہین کیا۔ اوسکو بدستور اوسی خاندان مین رہنے دیا۔

دیسی ریاستوں مین تہذیب نے بڑا اثر پیدا کردیا ہے

علاوہ اسکے عام تہذیب کی ترقی سے آج دیسی ریاستون مین بہت کچھہ فرق آگیا ہے کم کوئی دیسی ریاست ایسی ہوگی جسمین سے ریل اور تار برقی کا گذر نہین ہوتا جسکے رئیس کو زبان انگریزی سے آگہی نہین۔ جو انگریزی۔ پولے ٹکز (علم سیاست مدن) نہین سمجھتا جسکی رعایا مین تعلیم کی روشنی نہین پھیلتی۔ جو انگریزی سلطنت کے شان وشوکت اور اقتدار بحری اور بری سے واقفیت نہین رکھتا۔ جو ممالک یورپ کی دیگر دولتون کی طاقت سے دولت انگلشیہ کی طاقت کو زیادہ نہین مانتا۔ اب ایسے رئیس بہت کم رہ گئے ہین جو غوک چاہی کیطرح اپنے چاہ کو بحر ذخار سمجھتے ہین۔ غرض اگر آجکے دن کا شاہ کے ساتھہ مقابلہ کیا جاوے تو ہر ریاست مین

آسمان کا فرق نظر آویگا - گو ہمین اعتراف ہے کہ کسی ریاست مین تہذیب و شائستگی ایسی نہین جیسی کہ قلمرو انگلشیہ مین پہیلی ہوئی ہے -

دیسی ریاستون کیطرف سے مدد سرکار کے واسطے آمادگی کا ظہور	پہر جب دیسی ریاستون نے روس کا خرخشہ سنا تو وہ بیان مال سے فوج سے ہر طرح سے اپنی سرکار کی مدد کو تیار ہو گئے ہین انہون نے یکے بعد دیگرے ہر طرح کی مدد دینے کی درخواست

گورنمنٹ کو بہیجی - جوش وفاداری سے خیر خواہی مین ایک نے دوسرے پر سبقت لیجانی چاہئے - جہانتک اونکے قلم اور زبان مین زور رہا انہون نے اپنی نمک حلالی کے جوش کو سرکار پر ظاہر کیا - اور ہم نہین سمجہہ سکتے کہ وہ اپنی وفاداری کے یقین دلانے کا اور کونسا طریق اختیار کرتے -

امور ذیل سے کس نتیجہ کی توقع ہو سکتی ہے	اب غور کرو کہ جب ۱۸۸۵ء مین دیسی ریاستون کی وفاداری محک امتحان پر کامل اوتری -

(۲) جب اونکو ہر طرح سے یقین ہو گیا - کہ ہماری ریاستون پر سرکار کا دانت نہین ہے -

(۳) جب اونکی تہذیب و ترقی اس ۲۸ برس کے عرصہ مین بہت سی بڑہگئی

(۴) جب اونکی نمک حلالی نے اونکو اس وقت جوش دلایا کہ جو پورانا دشمن سرحد پر ہماری سرکار سے برسر پرخاش ہے اوسکو سب ملکر نیچا دکہا دین تو اب کونسی بات باقی رہ گئی کہ ہماری سرکار دیسی ریاستون کی خلوص

دلی اور نیک نیتی پر ایمان نہ لے آوے -

اعتبار کی ضرورت

بے اعتباری کی مضرت

زمانہ جانتا ہے بے اعتباری سے بے اعتباری ہی پیدا ہوتی ہے اور اعتبار سے اعتبار پیدا ہوتا ہے - جو تعلقات چاہئیے سرکار انگلشیہ اور دیسی ریاستون کے قایم ہین اونکے استحکام کے واسطے سب سے زیادہ ضروری چیز اعتبار ہے - میری دانست مین اول اعتبار کا ظہور اعلی سے ادنے کیطرف ہوتا ہے جیسے کہ باپ کیجانب سے بیٹے کیطرف شوہر کیجانب سے بیوی کیطرف عاشق کیجانب سے معشوق کیطرف - جہان اعلی کیطرف سے ادنی کیطرف اس اعتبار کا ظہور ہوا اور ادنی نے اعلی کی خیر خواہی کا دم بھرا -

شمشیر کی دھار پر بھروسہ رکھنے کا زمانہ گذر گیا

ایک زمانہ ایسا تھا جب باہمی اعتبار کے ہماری سرکار کو باڑہ شمشیر پر زیادہ بھروسہ تھا مگر وہ زمانہ گذر گیا - اسوقت دیسیون کی ریاستون پر غلبہ پانے کے واسطے اعتبار سے زیادہ کوئی شے کارگر نہین - ہمارے دیسی رئیس اب اپنے اقبال اور زوال کو سرکار انگریزی کے اقبال اور زوال کے ساتھ وابستہ جانتے ہین وہ سمجھتے ہین کہ ہندوستان اگر زمین ہے تو دولت انگریزی اوسمین درخت ہے اور دیسی ریاستین اوس درخت کی شاخین ہین اونکا خیال ہے کہ کوئی شاخ درخت سے جدا ہوکر سرسبز نہین رہ سکتی - ہر شاخ کو سرسبز اور بشر ہونے کے

لئے تنہ اعلیٰ کے ساتھ رابطہ ضروری ہے ۔

دوراندیش پولیٹیکل آفیسرون کو زجر

پس کہان ہین ہمارے دوراندیش اور محتاط پولیٹیکل آفیسر جو توہمات باطلہ کے جوش سے تنہ سے شاخ اور شاخ سے گوشے جدا کرتے ہین وہ آوین اور دیکہین کہ جو کچہہ ممکن تہا ہر شاخ نے اپنے تئین تنہ اعلیٰ کے ساتہہ مربوط رکہنے کیواسطے کوشش کی لیکن ساون کے اندہے کو اگر ہرا ہی ہرا سوجہے اور کچہہ نہ دکہائی دے تو آپین انہین کا قصور ہے

دیسی ریاستون کی فوج کام کے لائق ہو جاوے

جو کچہہ مختصر طور پر یہانتک مینے دیسی ریاستون کے متعلق کہا ہے ۔ میرے خیال مین اوس سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ دولت شاہنشاہی کے دل و جان سے خیرخواہ ہین اور اس بات کو تسلیم کر کے مین یہ دیکہنا چاہتا ہون کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے کہ ہماری دیسی ریاستون کی فوج کام کی ہو جاوے ۔

دیسی ریاستونمین فوج رکہنے کی ضرورت پر غور

پیشتر ازان کہ مین اس بحث کو چہیڑون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین یہہ دیکہون کہ دیسی ریاستون مین فوج رکہنی چاہیے یا نہین چاہیے ۔

اس بارہ مین سب سے بڑا اعتراض وہی ہے جو مین پیشتر نقل کر آیا ہون ۔

اس بحث کے متعلق اعتراض

(۱) دیسی ریاستون کو اندرونی انتظام کے واسطے فوج رکہنے کی ضرورت نہین ہے ۔ (۲) کوئی بڑی سی ریاست اونکو

چھیڑ نہین سکتی - (۳) بیرونی دشمن سے بھی اونکو کچھ اندیشہ نہین ہے بیرونی دشمن کا جو کچھ اندیشہ ہے وہ دولت شاہنشاہی کو ہے - اوّل و دوم نمبر کے اعتراض کے ایسے ہین کہ شاید یہہ دولت شاہنشاہی پر بھی برابر عاید ہون [illegible] ہم دیکھتے ہین کہ باوصفیکہ اندرونی انتظام سرکار انگلشیہ کا ہر طرح سے قابل اطمینان ہے تاہم اوسنے ملک کے حصص اندرونی مین بھی عساکر کی [illegible] کو لازم سمجھا ہوا ہے - اور پولیس اسکے علاوہ ہے -

سرکار انگریزی کے انتظام اندرونی سے دیسی ریاستونکی انتظام اندرونی کی ساتھہ مقابلہ
ریاستونکی بدنظمیان

اگر مین غلطی پر نہ ہون تو گو رعب و داب انگلشیہ سے انتظام اندرونی ریاستونکا بظاہر قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے - تاہم بمقابلہ انتظام سرکار انگریزی کے وہ انتظام مثل بدنظمی ہے - زمانہ کے حالات پر نظر رکھنے والے بھول نہ گئے ہونگے کہ ٹونک کے سابق نواب کس بدنظمی کی وجہ سے معزول ہوئے تھے - پھر حیدرآباد مین جو ہنگامے ہوتے رہتے ہین وہ سب کو یاد ہون گے - سب سے پچھلا نواز جنگ کا پرشور واقعہ جو اخبارون مین درج ہوا تھا - اوسکی سیاہی بھی ابھی نہ سوکھی ہوگی - اسیطرح اور ریاستون کے ٹھاکرون اور بھائی برادرون کے مناقشے ہر روز ایسے بروئے کار آتے ہین جن کے روکنے کے واسطے جسقدر عقل درکار ہوتی ہے اوس سے کم بعض اوقات لشکر درکار نہین ہوتا - پھر ریاستون مین جو خودسرانہ سازشین اور منصوبہ بازیان ہوتی ہین - اگر اونکا مفصل

ذکر کرون تو طوالت ہوجاوے۔

ایک ریاست دوسری ریاستون کے مقابلہ مین فوج مین بھی رشک کرتی ہے

اسکے علاوہ جہان ریاستین اپنے ہمسرون کے مقابلہ مین اور بڑھ کر بھی شان و شوکت کے واسطے نظر رکھتی ہین۔ وہان فوج بھی اونکی نظر مین رہتی ہے۔ جیسا کہ مین پہلے بیان کر آیا ہون یہہ اور بات ہے کہ اوسکی جانب جیسی توجہ چاہیئے ویسا ہو یا نہو

از روئے عہدنامہ کے بعض ریاستون پر کمک دینا فرض ہے۔

پھر بعض ریاستون کے عہدنامہ مین یہہ بھی شرط درج ہے کہ بوقت ضرورت دولت شاہنشاہی کو وہ ریاستین فوج سے امداد دیوین گی۔

ریاستین دولت شاہنشاہی کی ید و بازو ہین

ماورائے این ہمہ بعض کو یہہ بھی خیال ہے کہ اگرچہ دولت شاہنشاہی کی ظل عاطفت مین ہم سکھ کی نیند سو رہے ہین تاہم چونکہ دولت شاہنشاہی کے ہم ید و بازو ہین۔ اسواسطے ہمین پر پرزہ سے درست رہنا چاہیئے۔ گو بعض وجوہ سے یا مزاحمتون سے جو دور اندیش۔ پالیٹی۔ یشین کیجانب سے ظہور مین آتی ہین۔ وہ حسب دلخواہ کیل کانٹے سے درست نہین ہوسکتی۔

استنباط

ان سب امور پر لحاظ کر کے عام اس سے کہ یہہ ضروری ہون یا غیر ضروری دیسی ریاستون مین فوج رکھنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ اگر بالفرض یہہ ضرورت ان امور کے لحاظ سے تسلیم نہ بھی کیجاوے تو بھی اسقدر تو بدیہی ام

ہے کہ دیسی ریاستون سے فوج یک قلم دور نہین ہوسکتی۔ اور جب یہہ بات مسلّم ٹھیری
تو اب یہہ دیکھنا چاہیے کہ دیسی ریاستون کی فوج ایسی ہی نکمی رہنی چاہیے جیسی
کہ وہ آج ہے یا اس سے عمدہ حالت مین اوسکو لانا چاہیے۔

دیسی ریاستونکی فوج کی تہذیب کی راہ مین بڑا حصہ

دیسی ریاستونکی فوج کی ترقی اور تہذیب دور اندیش پالی
ٹیشن۔ اسواسطے پسند نہین کرتے کہ اونکو اندیشہ ہے کہ
جسقدر وہ زیادہ لایق اور قابل کار ہوگی اسیقدر وہ دولت شاہنشاہی کے
واسطے زیادہ تر موجب خطر ہوگی۔

رفع حجت

لیکن میرا خیال ہے کہ جو کچھہ اس بارہ مین پیشتر ذکر کیا گیا
اوس سے ثابت ہوگیا ہے کہ اون کے یہہ اندیشہ بیجا ہین اور اب وقت آگیا ہے
کہ ہم دیکھین کہ اب ہمکو کیا کرنا چاہیے کہ دیسی ریاستون کی فوج کام کی ہو جاوے

دولت شاہنشاہی کا توجہ دیسی ریاستونکی فوج کے واسطے ضروری ہے

میرے خیال مین دیسی ریاستون کی فوج کی درستی کے واسطے
سب سے اول دولت شاہنشاہی کی توجہ درکار ہے۔ کوئی دیسی
ریاست اپنی فوج کی آراستگی مین مصروف نہین ہوسکتی۔
جبتک کہ اوسکو یقین نہو جاوے کہ دولت شاہنشاہی اب بدظنی کی نظر سے ہماری
ریاستی فوج کو نہین دیکھتی۔ بلکہ بجاے بدظن ہونیکے اب دولت شاہنشاہی دیسی
ریاستونکی فوج کو آگزلیری (مددگار) فوج سمجھتی ہے۔

اب تیہہ زیادہ ان

لیکن دیسی ریاستون کی فوج کی درستی کیواسطے اسقدر کافی

ہمارے پیچھے ظاہر کرنا چاہئیے

سمجھتے ہین جیسے اوسکی بابت کچھہ توجہ درکار ہے اور بابت سے اوسکے کالمی تحریر کرنا چاہئیے ۔

دیسی ریاستون کی فوج کی از سر نو ترتیب انگریزی جنرل کی مدد سے

سنہ اول ساری دیسی ریاستون کی فوج کو از سر نو ترتیب آرگنائیز درست کرنا چاہئیے جس انگریزی جنرل کے ڈویژن مین کوئی ریاست واقع ہوا سے ڈیپوٹ کرنا چاہئیے کہ وہ ساری موجودہ فوج کا ملاحظہ کرے اور دیکھے کہ اوسمین قابل کارگذاری کتنے ہین ۔ اور ناقابل کارگذاری ہین جسقدر ناقابل کار ہون اونکو رواج ریاست کے بموجب کچھہ دیکر علیحدہ کیا جاوے اگر معزول سپاہیون کے بیچے قابل کار ہون تو وہ بھرتی کئے جاوین ورنہ ریاست مین سے وہ لوگ بھرتی کئے جاوین جنکا کسی زمانہ مین پیشہ ہی جنگ تھا ۔ اور اگرچہ غیر مستعمل کنجی کیطرح اونکی جنگجو طبیعتون مین زنگ لگ گیا ہے تاہم اونکے کوشش سے وہ زنگ دور ہوسکتا ہے اور اونکے تحریک سے اونکی طبیعتون پر جلا آسکتی ہے ۔

بھرتی کا پیمانہ بھی اعلے رکھنا چاہئیے ۔

یہان اتنا اور یاد رہے کہ پیمانہ بھرتی کا اعلے رکھنا چاہئیے اس سے مراد یہ ہے کہ [illegible] جوان بھرتی کئے جاوین [illegible] کی بھرتی نہ کیا جاوے ۔

تنخواہ مقرر کرنیکا اصول

پھر تنخواہ بھی حسب حیثیت زمانہ کے مقرر کیا جاوے ۔ آجکل ضروریات بڑھ گئی ہے ۔ زمین کی قدر بڑھ گئی ہے نرخ اشیاء خوردنی گران

ہو گیا ہے۔ اسواسطے تنخواہ بہی سپاہی کی ایسی مقرر کرنی چاہئے کہ خوشی سے اچہے سپاہی ہاتہہ آسکین۔ ہمارے ملک مین اکثر نوکری پیشہ اہل سیف زیادہ ہین کون ہے جو رامپور کے روہیلون۔ جے پور۔ جودہپور کے ٹہاکرون۔ رجپوتون کو نہین جانتا۔ پہر مسلمان راجپوت ہندو اور مسلمان جاٹ اور شیخ سید مغل پٹہان سے کیسی عمدہ سپاہ مرتب ہو سکتی ہے۔

گہوڑونکی بہرتی جب ہر ریاست کی سپاہ اسطرح مرتب ہوجاوے تو گہوڑونکی بہرتی بہی اسیطرح چہانٹ کر کیجاوے۔ خواہ وہ توپخانہ کے لئے ہون خواہ رسالہ کے لیئے۔

اچہے قسم کے اسلحہ ہتہیار جو پرانے وقتون کے دیسی ریاستونکی فوج مین ہین وہ بہی وقت کے اعلیٰ ترین ہتہیارون سے بدلے جاوین۔

دیسی ریاستونمین آرسنل یامیگزین کی ضرورت ہر ریاست مین ایک آرسنل (میگزین) بنایا جاوے۔ وردی اور رووالی۔ توشدان ایسا ہی بہم پہونچایا جاوے جیساکہ سرکاری نیٹو آرمی کو ملا ہوا ہے۔

دیسی ریاستونکی فوج کے واسطے افسر تنخواہ ماہ بماہ ملنے کا انتظام کیا جاوے اور جب یہہ سب کچہہ ہو چکے تو فوج کیواسطے بہت احتیاط سے افسر مقرر کئے جاوین اگر موجودہ افسر لائق نہ ہون تو وہ سیکنے اور کام نہیں تک جاوین انکی جگہہ اور افسر مقرر کئے جاوین ہر گورنمنٹ مین ایک کرنیل ایک میجر ۲ کپتان۔ ۲ لفٹنٹ اور ۲ سبالٹرن ہونے

چاہئین - ان افسرون مین سے ایک اجنبٹ - دوسرا کوارٹر ماسٹر بنایا جاوے

افسر کون بنائے جاوین کمان کن کو ملے

ان بڑے عہدون پر دیسی امیرزادہ ہون بلکہ اگر ممکن ہو
تو ہر رجمنٹ کا کمان ریاست کے کسی بھائی بند کے سپرد کیا
جاوے -

شرط

مگر کسی امیرزادہ یا ریاست کے بھائی بند کو ایسے بھاری عہدے
نہ دیئے جاوین جبتک کہ اُسے فن جنگ مین ویسی ہی تعلیم نہ پائی ہو جیسی کہ
ہماری سرکار انگریزی کے افسر تعلیم پاتے ہین -

دیسی ریاستونکی فوج کے افسرونکے واسطے فن جنگ کی تعلیم کیلئے سنٹرل کالج کی ضرورت

ان امیرزادون کو ولایت جاکر فن جنگ مین تعلیم پانیکی تحریص
دینا - ایک کوشش قبل از وقت ہوگی پر جو کچھ عملی طور پر اسوقت
کرنا مناسب ہے وہ یہہ ہے کہ فن جنگ کی تعلیم کے واسطے
ایک سنٹرل کالج ریاستون کے خرچ سے قائم کیا جاوے -
اُسمین نوجوان امیرزادے تعلیم پاوین - اور امتحان دیکر بھاری عہدون پر
مقرر ہون -

عارضی کمان

جبتک یہہ صورت نہ ہوسکے ایسے بھاری عہدونکا عارضی طور
پر انتظام کر دینا چاہیئے - اور سردست کمان ہر رجمنٹ کی برائے چندے ایک انگریزی
افسر کو دینی چاہیئے - جب دیسی امیرزادے ایسی لیاقتین پیدا کرین - تو کمان
اونکے سپرد کر دیجاوے -

دیسی ریاستوں کی فوج کے واسطے تنخواہ دار عہدہ جنرل مقرر ہو

جب تک فوج کسی ریاست میں ہر قسم کی بہبودی سے ہو وہ اپنا خلفشار
جنرل اپنے سپرد رکھے اور ایک اعلیٰ جنرل مقرر رہے کہ رئیس
کی فوج کی بہبودی ... جنگ سے اوس کی طبیعت کو
خوش رکھنا مناسب ہو۔

انگریزی جنرلوں کی نگرانی میں فوج ہو جاوے

مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ جس انگریزی جنرل کے ماتحت
میں وہ ریاست واقع ہے وہ سارے نگران ہو جیسے کہ اپنے فوج
کی ہر چھاؤنی کی فوج کا نگران ہے ویسے ہی ریاستوں کی فوج کا نگران حال رہے۔ اور جب تک
میں ریاست میں جاکر دو چار دفعہ جنرل قواعد ہی لیوے۔ اور جب کبھی کوئی بڑی
ترین چھاؤنی میں جنرل ہو تو ریاست کے جنرل کو مع فوج کے اس میں شریک
کر لیوے۔ اور جس صوبہ میں ریاست واقع ہے۔ اگر اس میں کیمپ۔ اور اگر
ایکزرسائز قائم ہو۔ تو اس صوبہ کی ریاستوں کی فوج کو بھی تعلیم پا لیوے
اور سال میں ایک دفعہ انگلش کمانڈر انچیف بھی ریاستوں کی فوج دیکھ لیا کریں

خرچ میں کفایت کیونکر ہو سکتا ہے

جو تدبیریں ہم نے بتائی ہیں ان سے شاید دیسی ریاستوں کو زیادہ
خرچ سے زیرباری کا اندیشہ ہے۔ لیکن زیادہ خرچ اس طرح کم
ہو سکتا ہے کہ جہاں کہیں فوج ۱۰ ہزار ہے وہاں پانچ ہزار یا چھ ہزار رکھ
لیوے۔ اس سے نقصان برابر ہو جاویگا۔

دیسی ریاستوں کے

دیسی ریاستوں کے ترتیب تربیت دار کو فوج کا جنرل انگریز مقرر

تربیت یافتہ اور تجربہ کار فوج پیدا ہونے کے فوائد۔

اگر ان کو فوج کی [illegible] وہ اپنی لیاقت [illegible]
ثابت کر سکے [illegible]
ہندوستان کو بہت کچھ فائدہ اُن [illegible] کی [illegible]
ہوگا۔ اور امیرزادوں کو ہماری [illegible]
فارسی مثل مشہور ہے۔ مرد بیکار [illegible]
ہے کہ بیکار آدمی ہمیشہ نیا نکارہ کچھ پیدا رہتا [illegible]
اور امیرزادہ فوج کے شغل میں مصروف ہو جاوینگے۔ تو [illegible]
وہ بچ جاوینگے۔ اس سے نہ صرف ریاست کے [illegible]
بلکہ سرکار انگلشیہ کو وقت پر ہندوستان کی ایسی ثابت قدم لائق [illegible]
ہاتھوں سے بڑی مدد پہنچیگی۔

اگر رئیس خود اپنی فوج کی کمان کرے تو اور بھی بہتر ہے

اور اگر کسی ریاست کا رئیس اپنی فوج کی کمان کسی ضرورت کے
وقت لینا چاہے تو ہماری سرکار انگلشیہ کو اس سے وہ
نمایاں کمک ملیگی جو کسی اور طرح ممکن نہ تھی۔

انگریزی فوج کی ایک تہائی ریاستوں کی نگرانی کے واسطے رہتی ہے

حیدرآباد کے عالی دماغ۔ پولیٹیکل۔ ڈی۔ سٹین۔ مولوی مہدی
علیصاحب نے لکھا ہے کہ اسوقت سرکار انگریزی کو ایک تہائی فوج
ریاستوں کے قریب جوار میں اس نظر سے رکھنی پڑتی ہے کہ وہ
سرکشی نہ کرنے پاویں یا کہ انکی ریاستوں کی بدنظمی ایسی ہے کہ اونکی روک کے واسطے

فوج انگریزی کے اون کے قرب وجوار مین رکہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر ہمارے اصول کی پابندی کیجائے تو فوج کی ایک تہائی سبکدوش ہو سکتی ہے

لیکن اگر ہماری سرکار اعتبار کرلیوے اون وجوہ پر جو ہمنے پیشتر بیان کئے ہین۔ اور پہر دیسی ریاستون کی فوج آراستہ ہوجاوے اون اصول پر جو ہمنے بتائے ہین تو ہماری رائے مین تخمیناً تہائی حصہ انگریزی فوج کا دیسی ریاستون کی فوج کے اندیشے سے اونکے قرب وجوار مین رکہنا بیفائدہ اور عبث ہوگا۔ اور اس سے وقت ضرورت کے واسطے علاوہ اس امداد کے جو دیسی ریاستونکی فوج سے متصور ہے ہماری سرکار انگلشیہ کی اپنی فوج کا ایک بہاری حصہ گارنزن ڈیوٹی (حفاظت کرنے کی خدمات) سے سبکدوش ہوجاویگا۔

روس کے مقابلہ مین کسقدر فوج اسوقت ہندوستان کی جاسکتی ہے

اسوقت کہ روس نے چہیڑ چہاڑ شروع کی ہوئی ہے ایکبارگی وقت ہمارے عالی ودماغ مدبرون کو یہہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم میدان جنگ مین ایک لاکہہ اسی ہزار فوج مین سے ساٹہہ ہزار فوج سے زیادہ بہجوات بالانہین لیجاسکتے۔ اور یہہ تعداد روس کے مقابلہ کے واسطے کافی نہین ہے۔ اور اسواسطے ہوم گورنمنٹ نے کم سے کم ہزار فوج انگلشیہ انگلینڈ سے اوربہیجنے کا وعدہ کیا ہے اور مصر مین جو فوج ہے وہ بہی ہندوستان کو بہیجدیجاویگی تاکہ کافی تعداد ضرورت کے وقت حاصل

ہوجاوے ۔

سر لیپل گریفن کی رائے

اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہ ہو تو سر لیپل گریفن نے یہہ اندازہ کیا ہے کہ دیسی ریاستونکی ڈہائی لاکہہ فوج سے تیس ہزار قابل کار ہوگی ۔

ہماری رائے

ہم کمال افسوس کے ساتہہ اسقدر اور اضافہ کرتے ہین کہ شاید پیدل بکام کی ہوگی کہ جو رسد کمسریٹ کہین پیچہے یہہ اونکے ساتہہ چلی جاوے میدان جنگ مین دشمن کے مقابلہ کے لائق ہوگی ۔

ہماری رائے پر عمل کرنیسے ایک لاکہہ اسی ہزار کارگزاری فوج مین ڈیرہ لاکہہ فوج قابل کار کا اضافہ ہوسکتا ہے

لیکن اگر ہماری بتائی ہوئی رائے پر دیسی ریاستونکی فوج بہی مرتب کیجاوے تو گو وہ سپاہ ڈہائی لاکہہ کے ڈیرہ لاکہہ بچ جاوے گی تاہم وہ ڈیرہ لاکہہ سرکار انگریزی کی ایک لاکہہ اسی ہزار فوج کے ساتہہ ملکر ۳ لاکہہ ۳۰ ہزار فوج ایسی عمدہ ہوجاویگی جو غرس روس کو خوب ناچ نچاویگی ۔

لارڈ ڈفرن کی خدمت مین التماس

اگرچہ چہوٹا منہہ اور بڑی بات ہے مگر مین کمال ادب سے لارڈ ڈفرن کیخدمت مین گزارش کرتا ہون کہ وہ میرے ان نوٹون پر توجہ کرین اور دیکہین کہ کہانتک یہہ (پریکٹیکل) قابل عمل ہین اور اونپر عمل کرنے سے کہانتک ہماری گورنمنٹ اور ہمارے ملک کا فایدہ متصور ہے

لارڈ رپن کی تقریر

مین نے ابہی پڑہا ہے کہ لارڈ رپن نے ایک جلسہ مین یہہ فرمایا ہے کہ مجہے روس کے ارادونکی خبر تہی ۔ اسواسطے مین نے ہندوستان کے

باشندونکی تالیف قلوب اسطرح کی کہ کار حکومت مین سلف گورنمنٹ کے طریق سے اونکو شریک کیا - اور باتون مین بھی اونکو مساوات کی نظر سے دیکھا -

لارڈ رپن کی پالیسی کا اثر

حقیقت مین لارڈ رپن نے جو نتیجہ نمایان ان باتون سے ہم ہندوستانیون کے دلون پر پایا ہے وہ کسی گورنر جنرل نے نہین پایا -

لارڈ ڈفرن سے توقع

مگر جو کچھ ہمنے لارڈ ڈفرن کے حالات پڑھے ہین اُنسے ہمکو توقع ہے کہ وہ لارڈ رپن کی فتوحات کو صرف سنبھال کر محفوظ رکھینگے بلکہ دیسی ریاستون اور ہندوستان کے باشندون پر یہانتک اعتبار بڑھا دینگے کہ ہم اونکو اپنا اور وہ ہمکو اپنا سمجھنے لگین گے -

اسکا نتیجہ کیا ہوگا :

جسدن یہہ نوبت مفتوح اور فاتح کے درمیان ہندوستان مین پہونچے لارڈ ڈفرن باور کرین پھر ہندوستان کو خرس روس کی ہیبت سے ہرگز اندیشہ نہ رہیگا -

ہندوستانیون کے دلون پر فتحیابی کی ضرورت روس پر فتحیابی کی ضرورت سے کم نہین زیادہ ہے -

جسقدر روس کی فتح پر فتحیابی کی ضرورت ہے اس سے زیادہ ہندوستانیون کے دلون مین گھر کرنیکی ضرورت ہے اور دانا ہوگا وہ گورنر جنرل جو ہندوستانیونکی تالیف قلوب کا بھی اسیقدر خیال رکھیگا جتنا روس کے اوپر فتح حاصل کرنیکا رکھتا ہے -

ہمارا مدعا

ہم جو کچھ چاہتے ہین وہ یہہ ہے کہ سرکار ہمکو اپنا سمجھے اور اجازت

دے کہ ہم اپنائیت کا ثبوت سرکار کو دے سکیں جتنے شکوک ہماری دیانت اور ہماری وفاداری کی نسبت ہیں وہ سب اوٹھا دو گورے کالے میں ناحق کا امتیاز مت رکھو۔ پھر دیکھو جہاں گورے کا پسینہ ٹپکے وہاں ہم اپنا خون بہانے کے واسطے تیار ہیں یا نہیں۔

اعلے طبقہ کے خیالات اونپے کو اپنی طرف کھینچ لاویں گے۔

ہم یہہ نہیں کہتے ہیں کہ ساری خلقت ہندوستان کی ہمارے سے خیالات رکھتی ہے۔ مگر ہم اتنا ضرور کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ذی رسوخ طبقہ تعلیم یافتہ اور شرفاء کا خیال ضرور ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے اور جب یہہ طبقہ ہماری سرکار کی جانب ہو تو نیچوں کو تو ہم خود جوتیاں مار کر سیدھا کرلیویں گے۔

مجوزہ تجویز پر ریاستوں کی توجہ ہونی چاہئے

میں جو کچھہ نوابوں اور راجاؤں کی فوج کی درستی اور تہذیب کے بارہ میں لکھہ آیا ہوں اوسپر میری آرزو ہے کہ دولت شاہنشاہی نواب اور راجا غور کریں اور جانچیں کہ کہاں تک میری صلاح ماننے کے قابل ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ بعض دیسی نواب اور راجا اس سے یہہ سمجھیں گے کہ میں نے انگریزوں کو اونکی ریاستوں میں زیادہ دخل دیدیا ہے مگر میرے خیال میں جسقدر دخل انگریزونکو اسطرح ملتا ہے وہ صرف عارضی ہے جوں جوں نوابوں اور راجاؤں کے بھائی بند کمان لینے کی قابلیت پیدا کرتے جاویں گے۔ انگریزوں کے مداخلت کم ہو جاویگی۔ اور پہر جو حقیقتاً سی مداخلت

درستگی یعنی ریاستونکی فوج کی تہذیب اور ترقی کیطرف جو باقی درستگی۔ اور
جسقدر ریاستونکا انتظام ہے مین سمجہتا ہون ان کیلئے درستحال ضروری ہوا ہے ۔

تجویز [illegible] کی ترقی
سے [illegible] مین درستی
ریاستونکی اور دولت
شاہنشاہی کی [illegible]

میرا خیال ہے کہ جو کچہہ مین نے تجویز کیا ہے اوس سے فوج
دولت شاہنشاہی اور اوسیطرح دیسی ریاستون کو ایک
درجہ سے پر ہے جنگ مین اعتبار ہوجاوے تا اس مین سمجہتا
ہون کہ جب جنگ مین اعتبار مین دولت شاہنشاہی
اور دیسی ریاستون کے پیدا ہوسکے دیسی ریاستونکی فوج کی درستی
اور تہذیب ممکن ہے اور وہ اعتبار درستی فوج ریاست ہاے دیسی کے بارہ
مین دولت شاہنشاہی اور ریاستون مین نہین پیدا ہوسکتا ۔ الا اس صورت
مین کہ فوج ریاستونکی درستی اسی طور پر کیجاوے جسطرح مین نے بتایا ہے ۔

اس نازک وقت مین
کون [illegible] کا [illegible]

اس نازک زمانہ مین مبارک ہے وہ دیسی ریاست جو موقع
کو غنیمت جانکر خواب غفلت سے بیدار ہو اور دولت شاہنشاہی
کے نقل ثابت مین اپنی فوج آراستہ کرلیوے ۔ اوس طریق پر جو مینے بتایا ہے
اور دانا ہوگی ہماری گورنمنٹ شاہنشاہی اگر وہ اسوقت دیسی ریاستون کو
اونکی جوش وفاداری مین اونکی فوج کی درستی کرلینے دیوے ۔ اسی طرح جسطرح
سوجہائی ہے ۔ اگر یہہ موقع ہاتہہ سے دیدیا گیا تو پہر دونون پچہتائینگے

یہاں پہنچکر فیوڈل سسٹم کے متعلق یہ دو نکتے ضروری ہیں - ایک زمانہ یورپ میں ایسا گذرا ہے جبکہ ایک شاہنشاہ وقت کا شہنشاہ ہوتا تھا جو تمام راجہ اور جاگیرداروں کے [illegible] اور تمام ملک ہی شاہنشاہ کا خیال کیا جاتا تھا - یا یوں کہو کہ شہنشاہ نواب اور راجا [illegible] کو اپنی مملکت سے بعض حصے [illegible] دیتے تھے - اور یہ لوگ نواب اور راجا - اپنا گذارہ ان [illegible] کی آمدنی سے کرتے تھے - اور فیوڈل سسٹم (باجگذار) کہلاتے تھے اور [illegible] شاہنشاہی کے [illegible] ہوتا تھا کہ جب کبھی شاہنشاہ کو ضرورت ہوتی تو وہ فوج سے شاہنشاہ کی کمک کرتے -

شاہان مغلیہ کے عہد میں بھی یہی دستور تھا -

شاہنشاہان مغلیہ کے عہد میں [illegible] ہندوستان میں بھی بالکل یہی دستور تھا جب کبھی شاہنشاہ کو ضرورت ہوتی تو جاگیردار نواب اور راجا باجگذار شاہنشاہ کی مدد کے واسطے تیار ہوجاتے تھے - جب سے راجپوت راجاؤں نے شاہنشاہان دہلی سے رشتہ داری [illegible] وقت سے وہ اس فرض کو اور بھی زیادہ شوق سے بجا لاتے تھے - جیسا ظاہر ہے کہ جیسے حالات زمانہ کے لحاظ سے کبھی کوئی پیش آیا ہو -

بارکلی صاحب کے ہدایت نامہ مالگذاری سے اس اصول کی تائید -

بارکلی کے ہدایت نامہ مالگذاری میں بھی لکھا ہے کہ کل زمین شہنشاہ کی ہوتی ہے - مگر چونکہ وہ خود سب زمین کا [illegible] انتظام نہیں کر سکتا - اس واسطے [illegible]

پر اپنے ملک کی زمین تقسیم کر دیتا ہے اور بدین خیال کہ یہہ اوسکی آبادی مین زیادہ توجہ سے مصروف ہون اونکو کسیقدر حقوق بہی اوس زمین مین عطا کر دیتا ہے اور بصلۂ اون حقوق کے اُنسے خراج وصول کرتا ہے یا اور کچہہ خدمت کراتا ہے۔

دیسی رئیسون پر فوڈل سسٹم کی اطلاق پر شبہہ

جو تعلق اسوقت دیسی نوابون اور راجاؤن کو گورنمنٹ شاہنشاہی کے ساتھہ ہے۔ وہ ہم ٹہیک نہین کہسکتے کہ فوڈل سسٹم کے موافق ہے یا نہین۔ گو اسمین شک نہین کہ وہ باجگزار من وجہ ضرور گنے جاتے ہین۔ حالانکہ بعض اونمین کے کچہہ بہی نہین اور بعض محض برائے نام کچہہ باج سرکار انگریزی کو دیتی ہین۔ یا بوقت ضرورت فوج سے مدد دینے کے واسطے پابند ہین۔

لیکن ساتھہ ہی اسکے۔ عام اس سے کہ وہ کسی عہدنامہ کے رو سے فوڈل سسٹم کے پابند کئے گئے ہون یا نہ کئے گئے ہون عہد مغلیہ کا دستور اون کے حافظہ مین ہنوز تازہ ہے۔ اور جسقدر پورانے دستورون کی دیسی ریاستین پابند ہین کوئی اور نہین ہے۔

فوڈل سسٹم کے اطلاق کے بغیر دیسی رئیس اسکے پابند ہین۔

مگر بے آنکہ اُن پر فوڈل سسٹم کے مطابق زور ڈالا جاوے وہ خود فرط وفاداری سے دولت شاہنشاہی کے واسطے جان سے مال سے۔ اور فوج سے حاضر ہین۔ اور یہہ اونکی

آمادگی اوس سے کہین زیادہ ہے جسکے واسطے اونکو فوڈل سسٹم مجبور کرتا

سرکار انگریزی اس حالت سے کیونکر استفادہ کرے

اب جبکہ صورت حال یہہ ہے تو ہماری سرکار کو ان کی امن وفا شعار آمادگی سے مستفید ہونا چاہیے۔ اور اگر سرکار ایسا کرے تو مشکلات جنگ کا بہت کم ہو جاوین گی۔

لیکن مجھے یہہ دیکھنا ہے کہ ہماری سرکار نواب اور راجاؤن کی آمادگی سے کیونکر مستفید ہووے۔

ناکون پر دیسی ریاستون کی تعیناتی

جب نواب اور راجاؤن کی فوج کی درستی اور ترتیب ایسی ہوجاوے جیسی ہمنے سوچا ہی ہے تو اونمین سے مشہور مشہور نواب اور راجاؤن کو سرکار انگریزی کچھہ ناکے سپرد کردے اگر خیال ہو کہ وہ اکیلے ناکے نہ سنبھال سکین گے۔ باوصفیکہ اونکی فوج کی ترتیب از سر نو ہوگئی ہو تو اونکے ساتھہ کچھہ انگریزی فوج ملا دینی چاہیے اس طرح سے مین امید کرتا ہون کہ جو ناکا اونکے سپرد ہوگا اوسکی وہ بخوبی حفاظت رکھینگے۔

ناکہ چترال پر مہاراجہ صاحب کشمیر کی تعیناتی

بعض پالی۔ ٹی۔ شین کا گمان ہے کہ روسیونکا ارادہ چترال کیطرف سے ہی ہندوستان پر یورش کرنیکا ہے۔ اگر اسکی کچھہ اصل ہے تو بہتر ہوگا کہ مہاراجہ کاشمیر چترال کا ناکا روکین اور ضرورت ہو تو اس کام کے واسطے اونکو کسیقدر انگریزی فوج سے بھی مدد دیجاوے

مہاراجہ سندھیا اور نظام

مہاراجہ سندھیا کو درہ خیبر سپرد کرین۔ نظام حیدرآباد کو

کٹھنا کا۔

تھوڑا سا کویٹہ کی حفاظت حوالہ کرین۔ اسطرح جو جس ناکے
کی حفاظت کے قابل ہو اُسے وہان تعنیات کردین۔ اور سب کے ساتھ جب
ضرورت فوج انگریزی اور برٹیش صلاح کارون کی کمک رہے۔ پھر کہین
ان ناکہ بندیون سے خرس روس کبھی توڑا کر کیونکر اسطرف رُخ کرتا ہے۔

ان تعنیاتیون سے کس
نتیجون کی توقع ہو سکتی ہے

اگر ہمارے نواب اور راجا اسطرح مشغول اور مصروف
کیے جاوین۔ تو مجھے امید ہے کہ اُنسے جو زنگ اونکی طبیعتون
مین لگا ہوا ہے وہ آمادگی کی گرما گرمی سے یک لخت دور ہو جاویگا۔ اور
وہ عرصہ قلیل مین سرکار انگریزی کے چمکے ہوئے آلات رزم ہو جاوین گے۔
یہہ کام اونکے رگ وریشہ مین نئی جان ڈالدیگا۔ اور نامردانہ سستی
اور کاہلی کا دھبہ جو اونکے دامن پر لگا ہوا ہے یک لخت دہویا جاویگا۔

واجد علیشاہ اگر ایسے
ہی کسی شغل مین مصروف کیے
جاتے تو ۱۸۵۷ء مین انکو
الزام نہ آتا

اگر واجد علیشاہ کی توجہ اندر سبھا کی طرف سے اوٹھاکر
کسی ایسے جنگی کام پر معطوف کرائی جاتی یا کوئی اور شغل مفید
اونکے واسطے مہیا کر دیا جاتا تو ۱۸۵۷ء مین جس الزام
کی بدولت وہ لکھنو کی گدی کھو بیٹھے اوس سے کبھی اونکا
دامن ملوث نہ ہوتا۔

تاکون یہہ ریاستیون کو
سیکھا جاوے تاوقتیکہ اونکی

لیکن یہہ یاد رہے کہ جبتک دیسی ریاستون کی فوج سر نو مرتب
نہ ہو جاوے۔ اوس اصول پر جسکی مین نے سفارش کی ہے

فوج ازسرنو مرتب ہوجائے

مین ہرگز روا نہین رکھتا۔ کہ ایسے نازک وقت پر کوئی
دیسی رئیس لگایا جاوے۔ حالانکہ اوسکی ملک کے واسطے سرکار انگریزی [illegible]
کی اپنی فوج بہی مددگار رہی کیون نہو۔

موجودہ حالت مین رئیسون سے کس قسم کی امداد مانگی جاوے۔

موجودہ حالت مین دیسی نوابان اور راجاؤن سے [illegible]
توزر نقد کی یا۔ باربرداری یا رسد رسانی کی [illegible] دیسے
[illegible] ہماری قرضہ کے واسطے [illegible]
معارف جنگ [illegible] لے گئے ہین۔ وہ قرضہ ہمارے دیسی رئیس [illegible]
سے سرکار کو دیوینگے۔ اور ہمارے اس [illegible]
کیجانب سے محض ایجاب کی ضرورت ہے بلکہ ناظرین کو یاد [illegible]
بہی یہہ وفادار رئیس مال وجان سے اپنی آمادگی ظاہر کرچکے ہین اور وہ
اس طور پر نہین کہ وہ قرضہ دینے کے واسطے کوئی مخالفت [illegible] ہین بلکہ بلا
کسی آڑ کے جو سرکار چاہے وہ دینے کے واسطے آمادہ ہین۔ اور اگر قرضہ کا
ایجاب کیا جاوے۔ تو اوسکی قبولیت سے وہ ثابت کردیوینگے۔ کہ وہ سرکار
انگریزی کے قیام اور استحکام کے کیسے خواہشمند ہین۔ یہہ اور بات ہے کہ
بعض مدبران انگلشیہ اپنی ہٹ دہرمی سے اونکی وفاداری پر اعتبار نہ کرین

تاسف

افسوس ہے اوس عروس وفادار پر جسکی جانب سے چندان وفاداری
کا ظہور ہووے۔ اوس کا دولہا اتنا ہی اوسکی وفاداری پر شک کرتا جاوے

اور قابل رحم ہے وہ رعایا جو جس قدر نمک حلالی کا دم بہرے اوسیقدر گورنمنٹ اوس سے بدظن ہوتی جاوے۔

مہارانی جمنا بائی والی ریاست بڑودہ

حال مین مہارانی جمنا بائی نے جہانسی آمادگی جنگ کے موقع پر جانے اور عدو سے دو بدو لڑنے کی ظاہر کی ہے۔ اوس سے ہماری اوس رائے کا ثبوت ملتا ہے جو ہمنے اوپر ظاہر کی ہے کہ دیسی نواب اور راجہ (جو جس ناکے کے قابل ہے اوس) ناکے پر بہیجا جاوے۔

اس سے زیادہ اور کیا خوش وفاداری کا ثبوت ہوگا کہ ہمارے ملک کی رانیان اور بیگمات بہی سرکار کی حمایت کے واسطے مردانہ وار مستعدی ظاہر کرتی ہیں۔

نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ ریاست بہوپال

اگر ہمارا حافظہ غلطی پر نہو تو چند ماہ بیشتر نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بہوپال نے بہی سرکار انگریزی کو اسطرح مدد دینے کی خواہش ظاہر کی تہی

برٹش نیٹو آرمی

تلنگون کی فوج

ہندوستان مین قدم جماتے ہی سرکار انگریزی نے دیسی فوج بہرتی کی اگر مین غلطی پر نہون تو ہسپانیہ والون اور [illegible] نے [illegible] فوج بہرتی کی ہتی۔ شاید سب سے پہلے تلنگانہ سی فوج کیلئے آدمی لئے گئے اور غالباً یہی وجہ تہی کہ اوسی نام سے ساری ہندوستانی فوج تلنگو کی فوج کہلانے لگی۔

دیسی فوج کی بہرتی کی وجہ

ظاہر ہے اگر انگریزی فوج کافی ہوتی تو ابتدائی زمانہ مین ایسی جلدی ہندوستانی فوج بہرتی نہ کیجاتی۔ لیکن انگریزی فوج کی کمی سرکار کو ہندوستانی فوج رکہنے کی ترغیب نہ دلاتی۔ اگر سرکار کو یہہ یقین نہوتا کہ دیسی ہماری خیرخواہی کا دم بہرتے ہین۔

قیاصرہ رومائی کیرُو سرکار برٹیش کا اصول بہرتی

ہمنے رومیون کی تاریخ مین پڑہا ہے کہ جب اونہون نے گریٹ بریطن کو فتح کیا تو وہان کے باشندونکو وہین کے لئے کبہی فوج مین بھرتی نہین کیا۔ اونکی یہہ پالسی رہی کہ گریٹ بریطن کے باشندون سے جو فوج بہرتی کرتے اوس سے کسی اور ملک مین کام لیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ رومیون کو شُبہ تہا کہ اگر باشندگان گریٹ بریطن کی فوج گریٹ بریطن مین رہیگی تو موجب خطرہ ہوگی۔

انگریزونکے آنے کے وقت ملک کیحالت

لیکن ہماری سرکار کو کبہی یہہ اندیشہ پیدا نہین ہوا اوسنے ہندوستان مین قدم رکہتے ہی ملک کو اپنی طرف پایا۔ مغلیہ سلطنت کیحالت اسوقت جان کندنی کیحالت ہتی۔ ہر قطع اور ہر گوشہ مین طوائف الملوکی کا زور تہا۔ سول وار کی آگ ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہڑکی ہوئی ہتی۔ بدنظمیون کی آندہیان چل رہی تہین۔ جان و مال رعایا کا خطرہ مین تہا۔ لوٹ مار کا ہلڑ ہر طرف مچا ہوا تہا۔ عدل و انصاف اور امن و امان کیصورت دیکہنے کو لوگ ترس رہے تہے۔ وہ دعا مانگتے تہے کہ کوئی ایسا زبردست آدے

جو ملک کی ہل چل مٹا دے -

انگریزون کی قدم رنجہ فرمائی کو خلق اللہ رحمت سمجھی

اسوقت انگریزون کے قدم رنجہ فرمانے کو لوگ خدا کی جانب سے رحمت سمجھے اور خوشی دل سے جون جون سرکار کو ضرورت ہوئی - لوگ فوج مین جوق جوق بھرتی ہو گئے -

باہمی اعتبار

جتنا لوگون نے سرکار پر بھروسہ کیا - اوتنا ہی سرکار نے اپنے نمکخوارونکی نمک حلالی پر بھروسہ کیا - اور نتیجہ یہہ ہوا کہ رفتہ رفتہ ایک نیٹیو اسٹانڈنگ آرمی مرتب ہو گئی -

دیسی فوج کس غرض سے موضوع ہوئی

لیکن جہانتک غور کی جاتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ فوج صرف ملک کے اندر کام دینے کے واسطے بہرتی کی گئی تہی اسکی بہرتی سے ہرگز یہہ مقصود یقینی تہا کہ وہ ملک سے باہر ہی کبہی جا کر لڑیگی اور روسیون یا کسی یوروپین پاور کے مقابلہ مین ہندوستانی فوج بہیجنے کا تو خیال ہی کبہی کسی مدبر انگریزی کے دماغ مین نہ آیا ہوگا -

ہر کسی را بہر کارے ساختند

قاعدہ یہہ ہے کہ جو شے جس مقصد کے واسطے موضوع کیجاتی ہے اوس مقصد کے مغایر اگر اوس سے کام لیا جاوے تو وہ قاصر رہتی ہے - جو بندوق پرندون کے مارنے کے واسطے بنائی جاوے اوس سے شیر نہین مرتا - گو زخمی ہو جاے

دیسی فوج کی ابتدائی کانسٹی ٹیوشن

دیسی فوجکی کانسٹی ٹیوشن ہی ابتدا ہی مین اس قسم کی تہی جس سے ظاہر ہوتا تہا کہ وہ باہر بہیجے جانے کے لائق نہین ہے - اوس

مین ایسی ذات اور صفات کے آدمی بھرتی تھے۔ جو جہاز پر چڑھنا اپنے دہرم کے مخالف سمجھتے تھے اوس جہالت کے زمانہ مین ذات پات اور ظاہرداری کا اتنا زور تھا کہ تلنگے اسی سبب سے صرف ایک وقت روٹی کہاتے تھے۔ اور تواری جی پانڈے جی اور دوبی جی کے اشنان۔ دہیان گہنٹا گہنٹال بجانے اور رون مین ایک دفعہ رسوئی تیار کرنے مین کم سے کم ۲ گہنٹہ لگ جاتے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انقلاب

۱۸۵۷ء کے بعد اس قسم سپاہ سے رستگاری ملی۔ اور پہر جو فوج بہرتی ہوئی کچھہ تو خود زمانہ نے اور کچھہ خود اون کی اپنی کم توجہی نے اس چہوت چہات کے کہٹراک کو دور کر دیا۔ اور درحقیقت فوج مین اس بارہ مین ایک عمدہ ترقی ہوئی۔ گو بعض اور باتون مین تنزل ہوا جنکے ذکر کرنے کا یہان موقع نہین ہے کہین آگے چلکر ذکر کرونگا۔

مقصود بہرتی بعد از ۱۸۵۷ء

مگر ۱۸۵۷ء یا اوسکے بعد جو ترتیب فوج کی ہوئی اوس سے بہی یہہ مقصود فی نفسہ نہ تہا کہ یہہ فوج سطرح مرتب کیجاوے کہ روسیون کے مقابلہ مین یا کسی اور یوروپین پاور کے مقابلہ مین پیش کیجاوے۔

شاہ شجاع کے زمانہ سے روس کا خیال

یہہ سچ ہے کہ شاہ شجاع کے زمانہ سے کچھہ نہ کچھہ روس کیجانب سے پیشقدمی کا خدشہ ہوا تہا۔ اور اگرچہ حفظ ما تقدم کے اصول پر شاہ شجاع کو اپنا بنا کر تخت کابل پر متمکن کیا تہا تاہم مدبرون کو یہہ یقین نہین تہا کہ روس صدیون پیشتر کبہی ہندوستان کا رخ کریگا۔ اور بعض تو ابتک یہی

رائے رکہتے ہین کہ ہم ناحق روس سے خائف ہین وہ اور سو برس تک ہندوستان کی حد کیطرف نہین بڑہ سکتا۔

ان سب کا ما حصل

ان سب باتون سے یہہ حاصل ہوتا ہے کہ بالخصوص بیرونی یورپین دشمن سے مقابلہ کے واسطے ہندوستانی فوج بھرتی نہین ہوئی تہی اور شاید یہی وجہ ہے کہ۔

(۱) اوسکی بھرتی کا پیمانہ بہت اعلے نہین رکہا گیا۔

(۲) اوسمین افسران انگریزی زیادہ نہ بہرتی ہوئے۔

(۳) بعض پلٹنون اور رسالون مین وقت کے سب سے عمدہ ہتہیار نہین دئے گئے۔

(۴) دیسی شرفاء کو فوج مین اعلے عہدے نہین دئے گئے۔

لیکن یہہ نقص ایسے ہین کہ انکی درستی اسوقت ہی بہت سہولیت سے ہوسکتی ہے اور جب یہہ نقص رفع ہو جاوین تو ہم نہین سمجھتے۔ کہ پہر روسیون سے ہماری دیسی فوج مین کسی قسم کی کمی رہجاوے۔

روسیونکی فوج کی کانسٹی ٹیوشن۔

ہمکو یہان یہہ ہی بتانا چاہئے کہ روسیون کے پاس ہماری فوج یوروپین نہین ہے۔ بہت سا حصہ روسی فوج مین کاسکون ہے۔ جہانتک ہمین اون کے حالات سے واقفیت ہوا انہون یہہ کاسک ویسے ہی ہین جیسے کسی زمانہ مین ہمارے ہندوستان مین پنڈارے تہے۔ کاسکون کے

علاوہ روسیون نے بہی ہماری سرکار انگریزی کیطرح ترکمانون کی کنٹنجنٹ بہرتی کی ہے۔ کاسکون اور ترکمانون کے مقابلہ مین مجھے یقین ہے کہ ہماری ہندوستانی فوج اعلی رہیگی۔ اور جب اوسکے نقص رفع کردئے جاوین تو وہ اعلے ترین اور نگی

قبل از غدر اور بعد از غدر فوج کی کانسٹی ٹیوشن مین کیا امتیاز ہوا۔

یہان مین یہہ بہی بتانا چاہتا ہون کہ غدر ۵۷ء سے پیشتر ہندوستانی فوج کی کیا ترتیب تہی اور اب کیا ہے۔ علی العموم اوسوقت کلاس رجمنٹ کا اصول جاری تہا یعنے قریباً جملہ رسالہ اور پلٹنین علی العموم ایک قسم کے جوانون سے بہرتی تہین۔ بعد غدر کے کمپنی رجمنٹ کا اصول بہرتی کے واسطے مقرر ہوا۔ چنانچہ اب کسی پلٹن مین چار کمپنیان سکہون کی ہین تو دو کمپنیان پنجابی مسلمانون کی ہین ایک کمپنی ڈوگرونکی ہے اور ایک پٹھان مسلمانون کی ہے۔ یہی حال رسالہ کے ترپون کا ہے۔

کلاس رجمنٹ کے اصول کا تعیہ

مگر کلاس رجمنٹ کے اصول کا ظہور بہی کچہہ کچہہ ابہی باقی چلا جاتا ہے۔ اور اوسکی مثال گورکہون کی پلٹنین ہین۔ ان مین اور اجزا کی آمیزش نہین ہے۔ یہہ سب ایک ہی قسم کے گورکہا جوان ہین۔ نزہیون کی پلٹنین بہی اسی قسم کی ہین۔

کمپنی رجمنٹ کے اصول کے اختیار کیوجہ

کمپنی رجمنٹ کا اصول غالباً اس لحاظ سے اختیار کیا گیا ہے کہ اگر خدانخواستہ بار دیگر غدر ہو تو ساری فوج مین ایک قسم کے ہونے سے غدر کی دبا نہ پہیل جاوے۔ اگر ایک قسم کے آدمیو نہین

وباؤ کی بغاوت پہلے تو دوسری قسم کے آدمی اوسکی روک تھام کے واسطے موجود ہون گویا اس ترتیب سے کام بے کنے شن (سازش) کا خطرہ کم ہوگیا ہے شاید اس سے یہہ بہی مقصود ہو کہ ایک قسم کے آدمی دوسری قسم کے آدمیون سے کارزار مردانہ مین رشک کھاکر ایک دوسرے کو زیادہ ممتاز کرنا چاہین ۔

اس کے نقصان

جہان کمپنی رجمنٹ کے اصول کے یہہ فایدے ہین وہان نقصان بہی ہین ممکن ہے کہ اس ترتیب سے جملہ پلٹن مین وہ ہمدردی اور سازنہ ہو جسکی بعض اوقات ازبس ضرورت ہوتی ہے جب بوقت کارزار ایک قسم کے آدمی کسی سخت موقع پر پہنچ جاوین تو اون باہمی سناشی کی عدم موجودگی سے جو اس تفرقہ کا نتیجہ ہوگی دوسری قسم کے آدمی اونکی حمایت کیواسطے جان نہ لڑاوین ۔ یا جیسے اتفاقی برادرانہ سے ایک قسم کے آدمی کسی مورچہ پر یورش کرتے ہین یا گہسان مچاتے ہین ویسی یکدلی سے یورش نہ کرین اور اس سے جو خرابی متصور ہے وہ ہر کمانیر کا دل ہی جانتا ہے ۔

اس نازک بحث پر زیادہ تر لایق آدمیونکی توجہ ضرور ہے

اسوقت کمپنی اصول کا دور کر دینا ایک بڑا بحث طلب امر ہے ممکن ہے کہ اس پائینٹ کے اور بہی پہلو ہون اور اسواسطے مین اپنے سے زیادہ لایقون کے واسطے اس بحث کو چہوڑتا ہون جو کچہہ مین یہان کہنا چاہتا ہون وہ اسیقدر ہے کہ ہمکو ایک بہاری دشمن کے مقابلہ مین ایسی فوج درکار ہے جسمین علاوہ اور صفتون کے ایک یہہ صفت بہی ضرور ہوگی

ضرور ہونی چاہئے کہ ایک پلٹن یا رسالہ مین جتنے جوان ہون وہ ایک دوسرے پر جان فدا کرنیوالے ہون اور کوئی تفرقہ ایسا اونمین نہ ہووے جس سے ایک گروہ کو دوسرے کے ساتھہ سرد مہری ہو۔

سنہ ۱۸۵۷ع کے ہنگامہ پر سرسری نظر

یہان پہونچکر مین سنہ ۱۸۵۷ع کے افسوسناک ہنگامہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا چاہتا ہون مدبران انگریزی سنہ ۱۸۵۷ع کے ہنگامہ کیوجہ اور حقیقت معلوم کرنے مین بہت بہٹکتے ہین اور افسوس یہہ ہے کہ اکثرون نے اس تحقیقات مین بہت دہوکے کہائے ہین۔ ہم دیسیون کو اسکی اصلیت معلوم کرنے مین کچہہ بہی مشکل نہین ہوئی گو ہم سے اکثرون نے اسہا ہنگامہ کو اپنی آنکہہ سے نہ دیکہا ہو یا ہماری ہوش سے پیشتر کا یہہ سانحہ ہو۔ تاہم ہمنے اوس کے وجوہات ایسی ہی آسانی سے دریافت کر لئے ہین جسطرح کوئی شخص کسی شہر کے بازار مین کسی ہنگامہ کے واقع ہوجانیکی وجوہات دریافت کرلیتا ہے۔

ملک مین پہلے سے سوچے ہوئے خیال بغاوت کا عدم

حقیقت یہہ ہے کہ سنہ ۱۸۵۷ع مین ملک ہرگز کسی بغاوت کے خیال مین پہلے سے نہ تہا نہ ویسی فوج نے پہلے سے کوئی منصوبہ بغاوت کا باندہا ہوا تہا مگر بعض کوتہ اندیش مدبرون کی ضد نے مجبوراً وہ حالت کردی کردی جسکے واقع ہونے سے خود وہ لوگ ہزار افسوس کرتے تہے جنکی جانب سے ارتکاب ہنگامہ کا ہوا تہا۔

زیادہ آگاہی کے واسطے سید احمد خانصاحب کے رسباب بغاوت ہند دیکھو	اس پر اس سے زیادہ بحث کی یہان گنجایش نہین ہے جسے دیکھنا ہے سید احمد خانصاحب کی اسباب بغاوت ہند نامی کتاب دیکھہ لیوے ۔
جو کچھہ کہا گیا ہے اس سے مقصود	یہان جو کچھہ کہا گیا ہے اوسکا ماحصل یہہ ہے کہ ہندوستان کی طبعیت سے خیال بغاوت کا ہزارون کوس دور ہے ہندوستان

سرکار انگریزی کا ہر طرح سے ممنون ہے اسکے سیکڑون ہزارون باشندے بچشم خود انگلستان سے اور یورپ کی سیر کر آئے ہین وہ اپنی آنکھہ سے دیکھہ آئے ہین کہ بلاد فرنگستان مین انگلستان سب سے اول درجہ کی بحری اور بری طاقت ہے۔ہندوستان کے لاکہون باشندے انگلستان کے حالات سے ایسے ہی واقف ہین جیسے عام انگلستان کے رہنے والے واقف ہین ۔ یوروپین علوم اور تاریخ اور جغرافیہ نے اسملک کو انگلستان سے بہت کچھہ آگاہ کر دیا ہے ۔ اور گو ترقی علوم سے یہہ سچ ہے کہ ہندوستانی اپنے حقوق زیادہ زور سے مانگنے لگے ہین مگر اس سے یہہ ہرگز مترشح نہین ہوتا کہ وہ حقوق نہ ملنے کے سبب سے ناراض ہین اور موقع کے منتظر ہین ۔ وہ انگلستان کے سب سے زیادہ اسواسطے گرویدہ ہوئے ہین کہ وہ جان گئے ہین کہ انگلستان نے جسطرح ہمکو ہمارے حقوق سے مطلع کیا ہے اسیطرح وہ ہمکو ہمارے حقوق دینے کے واسطے آمادہ ہی ہے ۔

قیصرہ ہند کی فیاضی	کون بادشاہ ہے قیصرہ ہند سے زیادہ فیاض اور عادل جسنے

اور عدل

اپنے اشتہار مین صاف صاف کہدیا ہے کہ اوسکی نظر مین فاتح اور مفتوح برابر ہین - کیا کوئی نظیر ہے - ایسی دنیا مین جس سے اعتبار رنگ و روغن اور ملت و مذہب کا سب دور ہو گیا ہو جس سے قوم مفتوح پر یہہ ظاہر ہو گیا ہو کہ جیسے ہم مفتوح اپنے بادشاہ کی رعایا ہین ویسے ہی یہہ فاتح ہمارے بادشاہ کی رعایا ہین - اگر ایسی کوئی اور نظیر ہے تو لاؤ پیش کرو -

اور مہذب سلطنتہاے یورپ مین نظیر عدل و شتباب نہ ہونا

مین سچ کہتا ہون کہ مین نے ایسی نظیر کی تلاش مین یوروپ کے مہذب سلطنتون کی تاریخین جہان ارین مجھے کہین نہین ملی - میری جسقدر تلاش بڑہتی گئی اور جسقدر ایسی نظیر کے ملنے سے مجھے مایوسی ہوتی گئی اسیقدر اپنی قیصرہ ہند کے عادلانہ اصول کا نقش میرے دلمین گہرا بنتا گیا -

اوسپر عملدرآمد ہونیکی بحث

یہہ اور بات ہے کہ اس اصول پر پورا عملدرآمد ابتک نہین ہوا اور جب کبہی لارڈ رپن سے عادل حاکم نے اسپر زور دیا تو بعض کوتاہ اندیش انگلو انڈین نے شور و غل مچایا - اور اونکی عملدرآمد کی راہ مین مزاحمتین پیدا کین اور کہا کہ اس اشتہار کو قانون کا اثر حاصل نہین ہے -

اچہا وقت

مگر وقت آچلا ہے کہ حسب اشتہار جناب قیصرہ ہند دام اللہ ملکہا کی یہہ امتیاز روز بروز گہٹتا جاویگا - یہانتک کہ فاتح اور مفتوح مین کوئی خاص تمیز باقی نہ رہیگی -

جیسی رعایا ہو ویسیا گورنمنٹ کو ہونا چاہتا ہے

کتنا سچا اصول ہے کہ جیسی رعایا ہو ویسا ہی گورنمنٹ کو ہونا پڑتا ہے اگر ہم ہندوستان کے باشندے اپنے تئین لایق بنا دین اور سچا آزاد ثابت کرین۔ تو ہم نہین دیکھتے کہ جس ملکہ نے اصول مین غلامی کا پٹہ ہماری گردن سے اُتار دیا ہے اوسکی گورنمنٹ عملدرآمد مین وہ پٹہ ہماری گردن سے نہ اوتار دیگی۔

گریز

ہندوستانکی طبعیت

افسوس ہے کہ یہہ جملہ معترضہ بیچ مین آگیا اس سے گریز کر کے مین پہر اصلی مقصود کیطرف رجوع کرتا ہون۔ اور وہ یہہ ہے کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ ہندوستانکی ۱۸۵۷ء والی بغاوت Premeditated (پہلے سے سوچی ہوئی) نہین تہی۔ نہ طبایع باشندگان ہندستانکی اوسطرف مائل ہین تو ترتیب فوج ہندوستانی مین حد سے زیادہ محتاط مدبرون کی پالیسی کسی ایسی تدبیر برتنے کی ضرورت نہین ہے جو محض حفظ ما تقدم کے لحاظ سے اونمین بغاوت روکنے کیغرض سے سوچی گئی تہی اور جسپر عمل کرنے سے من وجہ قوت فوج کی کم ہو گئی ہو۔

قبل از غدر کمیشن افسرکے تقرر کا اصول حال کے اصول سے جدا تہا

قبل از غدر ہندوستانی فوج مین رینک (یعنے سپاہی) سے کمیشن افسر بنتے تہے۔ کوئی ایسی پالسی نہ تہی جسکے رو سے شرفاء اور امراء مین سے یک لخت کسی کو کمیشن اوسوقت ملجاتی۔ مگر کچھہ مدت سے شرفاء اور امراء مین سے یک لخت کمیشن بعض کو ملنے لگی ہے

حال کے اصول کے فوائد

اس سے یہہ فایدہ ہوا کہ ہے کہ کمیشن افسروں کا اسٹیٹس بڑہ گیا ہے وہ فوج مین اوسیقدر قابل ادب تصور ہوتے ہین جسقدر اپنی حیثیت کی اقتضا سے وہ عوام مین قابل ادب تصور ہوتے تہے۔

کمیشن افسر فہم و فراست مین عقل وکیاست مین جیسے کہ توقع ہوسکتی تہی ان کمیشن افسروں سے بدرجہا فائق ہین جو رینک سے کمیشن افسری کے عہدہ پر پہونچے تہے۔ انکا رعب و داب زیادہ ہے ان سے خواہ مخواہ سپاہ کو اپنے ملک کے دستور کے بموجب جہکنا پڑتا ہے۔ غرض اس سے فوج مین ایکنا ایسی ترقی کی بنیاد پڑی ہے جسکی بڑی ضرورت تہی۔

استثنا

مگر اس سے ہماری یہہ مراد نہین کہ بعض اوقات فوج مین جو شرفا بعض سپاہی کی حیثیت سے پڑے ہوئے ہین۔ لیکن ذہن رسا اور طبع موزون اور استعداد کافی اور صلاحیت وافی رکہتے ہین اونکو کبہی اپنے رول پر کمیشن افسر نہ بنایا جاوے۔ جو کچہہ ہمنے کہا ہے وہ اسیقدر ہے کہ زیادہ تر اصول بالا کی پیروی کی ضرورت ہے۔

اگلے زمانہ کے اہل سیف کی نا قدر دانی

مگر صرف یہی کافی نہین ہے۔ غور کرنے والے جانتے ہین کہ اہل سیف زمانہ قدیم کی جو کافی قدردانی نہ ہوئی اسواسطے اون مین سے گروہ کثیر اس سو برس کے عرصہ مین تہ وبالا ہو گئے۔ ہرچند اونہون نے یا اونکی اولاد نے کچہہ عرصہ کے بعد جب اونکی آنکہین کہلین تو سیف

کو قلم سے بدلنا چاہا۔ اور اس مین معدودے چند کو کامیابی بہی حاصل ہوئی لیکن نسلاً بعد نسلاً جنگ جو اور اہل سیف ہونے کے سبب سے اونکی طبیعتون نے اس انقلاب کو سہولت سے قبول نہ کیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ جو اُمراء اہل سیف سے تہے وہ گمنامی ناکامی اور افلاس کے کنارہ پہونچ گئے۔

منشی گری ٹکے سیر اور کلرکی آنہ سیر ہوگئی

پھر اسی پر اکتفا نہین ہوا۔ انقلاب زمانہ کی تاثیر سے اور وقت کی ضرورت پر لحاظ کرکے اونہون نے اور ہر فرقہ کے آدمیون نے متصدی کی اسامی اور کلرکی کے حاصل کرنے کے واسطے اسقدر زور مارا کہ منشی ٹکے سیر اور کلرک آنہ سیر بکنے لگے۔ بلکہ اصل پوچھو تو اس ارزانی پر بہی وہ روزگار سے محروم رہے۔ عام ہندوستان مین لاکہون طالب علم پڑہتے ہین اور اگر میرا تجربہ صحیح ہے تو سب کا مقصد اس تعلیم سے منشی یا کلرک کی اسامی حاصل کرنے کا ہے۔ لیکن جتنے منشی یا کلرک سرکار کو درکار تہے وہ مدت سے بہرتی ہوچکے ہین جتنے سال بہر مین تعلیم پاکر کالجون اور سکولون سے باہر آتے ہین اونکے واسطے کافی اسامیان نہین ہین نہ اونکے لئے کوئی راستہ اپنے لئے روزی پیدا کرنیکا کہولا ہوا ہے۔

روز بروز یہہ وقت بڑہتی جاتی ہے

یہہ دقت روز بروز بڑہتی جاتی ہے جون جون تعلیم کا چرچا لوگون مین زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ تعلیم یافتون کا گروہ بڑہتا جاتا ہے اور روزگار کی راہ تنگ ہوتی جاتی ہے۔

مسٹر جیمس فرگسن سابق گورنر بمبئی کی رائے تعلیم کے بارہ مین

مسٹر جیمس فرگسن سابق گورنر بمبئی نے ہندوستان سے رخصت ہونے سے پیشتر اپنی سپیچ مین فرمایا تہا کہ جو کچہہ ہمکو اشاعت تعلیم کے بارہ مین کرنا چاہیے وہ ہم کرین اور اسبات کی کچہہ پرواہ نہ کرین کہ انجام کو اس عام اشاعت کا کیا اثر اور نتیجہ ملک یا اوسکے باشندون پر پڑے گا۔

دور اندیش مدبر کو اس سے اضطراب

بادی النظر مین مسٹر جیمس فرگسن کا یہہ گر بزخواہ کیسا ہی نظر آوے مگر اصل یہہ ہے کہ غور کرنے والے پولیٹکل رشن کو اس سے بہت کچہہ اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ جون جون اس مسئلہ پر غور کرتا ہے اسکی پیچیدگیان اوسپر ظاہر ہوتی جاتی ہین۔ اوسکا ہر قدم پر مشکلات سے مقابلہ ہوتا ہے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ ملک کی خوش بختی اسبات پر منحصر ہے کہ اوسکی رعایا مطمئن ہو۔ وسائل معاش کی مفقودگی سے حیران اور مضطرب الحال نہ ہو۔ لیکن موجودہ حالت مین معاش کی تنگی سے ایک جم غفیر تعلیم یافتہ کو وہ تنگ حال پاتا ہے وہ اون کے مشاغل اور معاش کی تدبیرین سوچتا ہے مگر کچہہ بن نہین پڑتی۔

ہندوستانی نقل وطن کے عادی نہین

وہ چاہتا ہے کہ یہہ اور قومون کیطرح خدا کی وسیع دنیا مین نقل وطن کر جاوین اور وہان اپنے واسطے سامان معاش پیدا کرین۔ لیکن اسے جلدی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عادت ملک ہند کے خلاف ہے اسکی رعایا ہندوستان کو اوس سے زیادہ عزیز رکہتی ہے جتنا کہ یوسف کنعان

کو عزیز رکہتا تہا۔ اونکی سوسائٹی کی ترکیب (کانسٹی ٹیوشن) ایسے ہی (مثلاً
خاندانون کا مشترک رہنا) کہ وہ اونکو زمین ہند سے ایسا ہی جکڑا رکہتی ہے جسطرح
پیپل اور بڑ کے درخت یہان کی زمین سے جکڑے ہوئے ہین۔

تعلیم یافتہ اہل سیف کی اولاد کی حالت

اس تعلیم یافتہ گروہ مین جو روز بروز تعداد مین بڑہتا جاتا ہے
غور کرنے والا قدیم زمانہ کے اہل سیف اور شرفا و امرا کا
بہی جزو پاتا ہے ان مین اُن شرفا کے اہل اسلام کا بقیہ بہی ملتا ہے جو کبہی اپنے
بزرگون کی اندوختہ دولت و ثروت پر قانع رہکر بسر کرتے رہے تہے اور آخر
جب بیٹہے بیٹہے اونہون نے قارون کے خزانہ بہی خالی کر دیے اور قریب تہا
کہ اون کا جہاز تباہی کے گرداب مین ڈوب جاتا اور وہ آنکہین بند کئے ہوئے
سیدہے تحت الثری کو چلے جاتے تو ایک بوڑہے قوم کے غمخوار ناخدا نے دیکہہ
لیا۔ ڈوبتے ہوئے جہاز پر خود چہوٹا سا ڈونگا لیکر پہونچگیا۔ سوتے ہوؤن کو جگایا
پتوار خود سنبہالی اہل جہاز سے کہا کہ میری ہدایت کے موافق چلو تو بیڑا پار
ہوجائیگا۔ اونہون نے اوسکی بات مانی اور بہزار جد و جہد کنارہ پر اوس ناخدا
کی بدولت پہونچگئے۔

اونکی بے سروسامانی

تک یہان کنارہ پر پہونچکر وہ بے سروسامان ہین ہر طرف نگاہ
کرتے ہین جس سمت اونکو بڑے بڑے باغ نظر آتے ہین اوسطرف دوڑتے ہین
مگر وہان پہونچنے سے پیشتر وہ دیکہتے ہین کہ ہم سے پیشتر ہزارون اس باغ

مین داخل ہوچکے ہین۔ ہزارون اوسکے دروازہ مین کہڑے ہوئے ہین جو کچہہ باغ کی بہار اور فضا ہتی وہ گویا پہلے سے لٹ چکی ہے۔
پیچہے آنیوالون کے واسطے سوائے حسرت اور ناکامی کے اور کچہہ باقی نہین رہا ہے

تدبیر کا تردد

غور کرنیوالا تعلیم یافتون کے جم غفیر کا یہہ حال دیکہکر جسمین قدیم زمانہ کے اہل سیف بہی شامل ہین نہین اون مسلمان شرفاء کی باقیات بہی شامل ہے۔ جو کہ ابہی بہت عرصہ نہین گذرا کہ اس ملک پر حکمران تہے جنہون نے ہزار خرابی بصرہ اپنے تئین زمانہ کے لائق بنایا ہے۔ مگر زمانہ اونکو نہین پوچہتا۔ بہت متردد ہوتا ہے۔

اوسکا فکر

وہ سوچتا ہے کہ اونکے لئے کوئی ذریعہ معاش کا نکل آوے اور جو غور کرنیوالا اس روزافزون ترقی کرنے والے فرقہ کیواسطے کسی صیغہ مین معاش کا راستہ دکہاویوے وہ غالباً خود گورنمنٹ اور اس فرقہ کی شکرگزاری کا مستحق ہوگا۔

صیغہ جنگ مین تعلیم یافتہ اہل سیف کے لئے گنجائش

اگر گورنمنٹ مانے تو اس فرقہ کے معاش کے واسطے ایک اور راستہ کہل سکتا ہے اور وہ صیغہ جنگ مین ہے۔

سارا زمانہ جانتا ہے کہ ہماری سرکار انگریزی نے بڑی فراخ حوصلگی سے ہماری لئے سول سولسروس کا دروازہ کہولدیا ہے ہم اوسمین داخل ہوکر ملک کی حکومت مین حصہ پاتے ہین۔

ہائی کورٹ تک ہندوستان کی رسائی

پھر اس سے بھی بڑھکر ہماری سرکار اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے عدالت کے ہمکو دیتی ہے کلکتہ کے ہائی کورٹ مین کوئی نکوئی بنگالی اور بمبئی کے ہائی کورٹ مین کوئی نہ کوئی پارسی مدراس کے ہائی کورٹ مین کوئی نہ کوئی باشندہ مدراس جج پر اجلاس کرتا ہوا ہمکو دکھائی دیتا ہے اور الہ آباد کے ہائی کورٹ مین ہمارے پیارے سید کا فرزند رشید جسٹس سید محمود اجلاس کرتا ہوا ہمکو نظر آتا ہے۔

پھر صیغۂ جنگ مین ہندوستانیونکو اعلیٰ عہدے کیون نہین ملتے

مگر ہم حیران ہین کہ جہان ملک کی اندرونی انتظام مین ہماری شرکت یہان تک مد نظر ہے وہان صیغۂ جنگ سے ہم کیون یک قلم علحدہ ہین میری مراد یہہ ہے کہ صیغۂ جنگ مین ہمکو کیون اعلیٰ عہدے نہین دیے جاتے۔ ہم کیون اوسمین لفٹنٹ کپتان میجر اور کرنیل کا عہدہ نہین پاتے

اگر صیغۂ جنگ مین اعلیٰ ملازمت کا دروازہ کھلجاتا تو ہندوستانی اپنے تئین اوسکے لائق بناتے۔

یہہ سچ ہے کہ صیغۂ جنگ مین ہمنے کوئی امتحان پاس نہین کیا اور اسواسطے اپنے تئین اس صیغہ کے لائق نہین بنایا۔ مگر اسمین ہمارا قصور نہین ہے۔ اگر سول سروس کیطرح صیغۂ جنگ مین اعلیٰ ملازمت کا دروازہ ہمارے لیئے کھولدیا جاتا تو ہم یقیناً کہتے ہین کہ ہمنے اپنے تئین اوسکے لائق بہت پیشتر بنا لیا ہوتا

بنگالی ڈرپوک بھاگ جاتے

ممکن ہے کہ ہمارے بھائی بنگالی توپ و تفنگ کے نام سے لرز

گئے ہوتے اور اونکا اوجہ سے ... سے منحرف ہوکر صیغہ جنگ کیطرف نہ پہری
ہوتی کہ اونکو اوس کام کے لائق اونکے ملک کی آب وہوا نے یا اونکے طریقہ
زندگی نے یا عادت اور انکی اطاعت نے یا شاید تقدیر نے نہین بنایا ہے ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے — جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ و پروانہ کو جلنا — غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

یا یون کہو

آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

یا یون سمجھو

ہر کسی را بہر کاری ساختند

مگر تو دو اہل سیف ہر قوم کے ضرور اس سے فائدہ اوٹھاتے۔ اور بالخصوص جو مسلمان
آجکل حقیقی پستی مین گرے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔ اگر صیغہ جنگ کی اعلے
ملازمت کا دروازہ اسیطرح کہلا ہوا ہوتا تو جسطرح بنگالی امن و امان کے صیغون
مین اور قومون سے گوے سبقت لے گئے ہین مسلمان صیغہ جنگ مین اپنے
جبلی مذاق کے لحاظ سے گوے سبقت لے گئے ہوتے۔

گذشتہ را صلوات

مگر جو کچھ گذر گیا ہے اوسپر بیان پھر کر افسوس کرنیکا موقع نہین ہے
اب ضرورت یہ ہے کہ ہم دیکہین صیغہ جنگ مین اس تعلیم یافتہ گروہ مین سے
اہل سیف کی باقیات صالحات کو کچھ حصہ دینے کا موقع ہے یا نہین۔ اور اگر

سرقسم سے تو وہ کیونکہ صیغہ جنگ مین ہماری عہدون پر ممتاز ہوسکتے ہین -

ہندستانیون مین اشتباہ ... کی

اس راہ مین سب سے زیادہ اندیشہ اس بات کا تہا کہ مبادا وہ نمک حلال - وفادار اور خیرخواہ سرکار انگلشیہ نکلین مگر جو کچہہ ہم [illegible] مکرر سہ کرر متعدد مقامات پر اس بارہ مین تحریر کر آئے ہین اوس سے ثابت ہو گیا ہے کہ بالعموم رعایائے ہند سرکار انگریزی کی خیرخواہ ہے خاصکر فرقہ تعلیم یافتہ کے دل مین (خواہ وہ کسی قوم سے ہو) سوائے خیرخواہی سرکار کے اور کوئی شے بہری ہوئی نہین ہے -

ہندستانیون کو عہدے ... فوج کے ... دیئے جاوین

اور جب یہہ بات مسلم مان لیجاوے تو اب یہہ دیکہنا باقی ہے کہ ہماری سرکار کسی رجمنٹ کی انڈپنڈنٹ (خودمختارانہ) کمان کسی دیسی کو اسوقت دیسکتی ہے یا نہین - اس سوال کے ہر پہلو پر نظر کر کے ہم اسوقت اسی پر قناعت کرتے ہین کہ سردست خودمختارانہ کمان کسی رجمنٹ کے کسی دیسی کو نہ دیجاوے لیکن کوئی وجہ نہین ہے کہ اون بڑے عہدے لفٹنٹ اور کپتان کے دیسی شرفائے تعلیم یافتہ از قسم اہل سیف کو نہ دئیے جاوین -

اونکی تعلیم کا علاج

یہہ سچ ہے کہ اونہون نے صیغہ جنگ مین ویسی تعلیم نہین پائی ہے جیسی افسران انگریزی کو دیجاتی ہے مگر اوسمین اونکا قصور نہین ہے جیسا مین کسی جگہ پیشتر ثابت کر آیا ہون - اور جب صورت حال یہہ ہے تو جسطرح ممکن

ہو اوسکا علاج سوچنا چاہئے ۔ میرے خیال مین اسکا علاج شاید اسوقت نا ممکن ہو لیکن یہ
ممکن ہے کہ اسوقت قسم مذکورہ بالا کے دیسیونکو عہدہ ہائے جلیلہ پر مقرر کرنے
کے بعد عملی طور سے اونکو اصول جنگ سکہائے جاوین ۔ خواہ تو یہ انتظام کیا جاوے کہ
کمانیر اونکو اصول فن جنگ کی تعلیم کرے خواہ انکو کسی خاص طور سے بہ اجازت
ہر ایسی دیسی فوج مین تعلیم دینے کے واسطے بہیجدیا جاوے جو مقررہ [illegible]
امور کی تعلیم دیتا رہے خواہ کوئی سنٹرل ملٹری کالج کسی مقام پر [illegible] ہندوستان
مین مقرر کر دیا جاوے اور وہان ہر دیسی کپتان یا لفٹنٹ تعلیم پانے کے واسطے
ایک خاص مدت کے واسطے بہیجا جاوے اور آیندہ یہ انتظام کر دیا جاوے
کہ جسقدر دیسی امیدوار عہدہ ہائے جلیلہ کے اہل سیف کی قابلیت ہون انکو
قبل از ملازمت کے جنگی سنٹرل ملٹری کالج کا امتحان پاس کرنے کے واسطے
مجبور کیا جاوے ۔

قدامت لیاقت کے موجود کمیشن افسر دیسی ہی اعلی عہدونپر ممتاز کئے جاوین ۔

ہمکو ایسے تعلیم یافتہ گروہ پر اعلی عہدونکو اسوقت تقسیم کر دینا
خلاف انصاف معلوم ہوتا ہے ۔ دیسی فوج کے موجودہ کمیشنڈ
افسرون مین سے وہ چند دیسی منتخب کر لئے جاوین جو
بہ سبب اپنی تجربہ کاری شاذ لیاقت اور نادر تعلیم کے لائق
ہونگے اور مین یقین کرتا ہون کہ دیسی فوج مین ایسے چند کمیشنڈ افسر ضرور ہونگے

تعلیم یافتہ مقرر کیا

اور آیندہ کوئی اصول مقرر کر دیا جاوے کہ کمیشنڈ افسر [illegible]

ذی استعداد سے اتنے اور اہل سیف کی اولاد و تسلیم یافتہ سے اتنے سپاہیوں کی قواعد مقرر کیجاوے تو بہت سے سپاہی منتخب کئے جایا کرینگے ۔	اہل سیف کی ذریات اور دیسی کمیشن یافتہ افسروں کو رتبہ دینے کا اصول
مسٹر لنڈشین مسئلہ پر غور کرنے والوں سے لفٹیننٹ جنرل	علی خانوف

و دیگر تمام لوگوں کا یہ امر پوشیدہ نہیں رہا ہے کہ علی خانوف ایک ترکمان الاصل مسلمان ہے ۔ اور اسکو روسیوں نے کرنیل کا عہدہ دیا ہوا ہے جا رسٹ سرحدی کمیشن کے افسر مسٹر لیشڈن کا تعیین سرحد کے بارہ میں علی خانوف سے گفتگو کرنے میں کسر شان تصور کرنا اور پھر تحدید کے معاملہ میں علی خانوف کا جنرل لمزڈن کے ساتھ کار نمایان کرنا اوسکو اور بھی زیادہ مشہور کر گیا ہے ۔

اور شاید یہ روسیوں کی پالیسی تھی کہ انہوں نے ایک ایسے آدمی کو معزز عہدہ محض اس غرض سے دیا تھا کہ ہند کی رعایا کو یقین ہو جاوے کہ روسی ملک کے باشندوں پر اسقدر	علی خانوف کو اعلی عہدہ پر مقرر کرنے سے روس کی کیا غرض تھی

اعتبار کرتے ہیں ۔

بعض چند کم فہم آدمیوں نے اس سے روس کی فراخ حوصلگی پر استدلال کیا ہے لیکن یہ اونکا بیجا و بیدلیل گمان ہے کیونکہ روسی سرکار کے	چند کم فہم آدمیوں کا استدلال

ملازموں میں بہت سے شخص ایسے ان کرنیل میں اور سرحد پر رہا کرتے ہیں تو جب پوچھا جاتا ہے اور اسکا تو اونکو کوئی جواب ہی نہیں آیا ۔ کہ تاکی کو رتبہ ہم دینے کی

رسائی ہے۔ البتہ جب اونہون نے کہا کہ یہان کے کرنیل اور میجر انگریزی ہین۔ گو یہہ سچ ہے مگر ساتھہ ہی اسکے یہہ بھی سچ ہے کہ یہان [illegible] کے اور دکھاوے تک کا رواج نہین ہے۔

لارڈ کرزن سے توقع

اور ہمکو یقین ہے کہ اب جو ہماری [illegible] اور خیر خواہی ہماری سرکار پر خصوصاً لارڈ کرزن پر ظاہر ہو چکی ہے تو وہ ہمکو ضرور جنگی محکمہ مین عنقریب ذمہ داریون اور عہدون کے ذریعے [illegible] ممتاز کرینگے اور اس سے ہمارے واسطے ایک اور ترقی اور معاش کا [illegible] کہل جاویگا۔

ہمارے ملک کے دیسی امراء

جو شخص ہمارے ملک کے دیسی امرا اور تعلقہ دارون اور بڑے بڑے زمیندارون سے واقف ہین وہ جانتے ہونگے کہ اونکو عوام پر اپنے متعلقین یا رعایا پر کیا اقتدار حاصل ہے اور وقت ضرورت کے یہہ کسقدر فوج اپنے متوسلین اور لواحقین سے کھڑی کر سکتے ہین جنہون نے غدر کا زمانہ دیکھا ہے یا اوس زمانہ کی تاریخ پڑہی ہے اونسے مخفی نہ ہوگا کہ ان رئیسون نے مشکل کے وقت آناً فاناً کسقدر نئی فوج بہرتی کر لی تہی اور کیسی خوشی سے سرکار کی مدد کو کمربستہ ہو گئے تہے۔ پہر ضرورت رفع ہو جانے کے سبب اونکی خدمات کی سرکار کو ضرورت نہ رہی اور وہ اپنے اپنے گہرون مین واپس جا کر دست بستہ ہو کر بیٹھ گئے۔

مشنداء کے مددگار رئیس آمادگی واسطے مدد کے جنگ افغانستان ۱۸۷۸ء میں

ان رئیسوں میں سے جو باقی تھے اونہوں نے سنہ ۱۸۷۸ء کی جنگ افغانستان میں پھر اپنی خدمات سرکار انگریزی کے حوالہ کرنی چاہیں اور منتظر رہے کہ موقع آوے تو پھر ویسی ہی مدد نمایاں دیویں۔ مگر اب کی بار اونسے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑی اور اب جو روسیا کے ساتھ جھگڑا شروع ہوئی تو اونہوں نے پھر اپنی شمشیر سرکار کی نذر کی لیکن وقت نہیں تھا کہ وہ پھر رکھ لے جاویں۔

ان رئیسوں کی اولاد کا جوش وفاداری

جو رئیس اونمیں سے چل بسے وہ یہہ جوش وفاداری اور مذاق جنگ اپنی اولاد کو اور چیزوں کے ساتھہ ورثہ میں دے گئے اور اونکی یہہ اولاد اپنے بزرگوں سے بھی زیادہ سرکار کے کام آنے کے واسطے تیار ہے غرضکہ امراء ہر قسم کی سرکار کی امداد کے واسطے آمادہ ہیں اور جنگی امور میں سوائے خاص تعلیم کے بہت کچھہ ذاتی اور صفاتی قابلیتیں رکھتے ہیں۔

یہہ رئیس اپنے اپنے گھروں میں ایسے پڑے ہوئے ہیں جیسے سنگ مرمر کان میں پڑا ہوتا ہے

مگر وہ اپنے گھروں میں اسطرح معطل پڑے ہوئے ہیں جسطرح سنگ مرمر کان میں پڑا ہوتا ہے۔ جسطرح سنگ مرمر کو چمکنے اور مجلی ہونے کے لئے آذربت تراش کی دستکاری کی ضرورت ہے ویسے ہی انکو یا انکی اولاد کو فن جنگ میں چمکنے کے لئے ملٹری جنگی کالج کی تعلیم کی اور سرکار کی قدردانی کی ضرورت ہے وہ اپنے آبا و اجداد کے پیشے۔ خاندانی روایات اور طبعی مذاق کے خلاف اور قسم کی

تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہوسکتے اور کمال حیف کی بات ہے کہ جس چیز کی انمیں صفات حیثیت
اور استعداد ہے اوسکے واسطے اونکو تیار نہیں کیا جاتا

اسکا نتیجہ

اونکو اونکی حالت پر چھوڑ دینے سے ملک کا یہہ بہترین فرقہ تمدنی
اخلاقی - مالی - اور ملکی امور میں تنزل پاتا جاتا ہے اور نقصان پہونچتا جاتا ہے
کہ اگر ایسی ہی بے اعتنائی رہی تو چند دنوں کے بعد کسی وقت ہندوستان
میں انکا نام لیوا بھی کوئی باقی نہ رہیگا -

رئیسوں پر انقلاب کا اثر

یہہ تو ہے ہی کہ ان پر ظاہر ہے کہ انقلاب زمانہ سے اعلے ادنے
اور ادنے اعلے ہو جاتے ہیں - مگر مغلیہ سلطنت کو جب زوال
آیا اور سرکار انگریزی کا تسلط ہوا تو اس انقلاب نے یہہ حالت Directly
عہد آئندہ اختصاص کی پالیٹکل امور کے لحاظ سے سرکار نے حتی الوسع طبقہ امرا کو
پنشن اور جاگیریں دیکر زوال اور بربادی سے بچایا - لیکن سو ڈیڑھ سو برس
کے عرصہ میں کثرت اولاد اور دیگر وجوہ سے وہ پنشن اور جاگیریں یا تو بالکل
معدوم ہوگئیں یا برائے نام رہگئیں یا آئندہ تھوڑی دور جاکر معدوم
ہو جاوینگی -

بے توجہی و لاپرواہی کا نتیجہ

انکی جانب سے بے توجہی اور لاپرواہی رہی خاصکر اس امر میں
کہ اون کے مذاق کے موافق اونکی تعلیم اور شغل کے سامان مہیا
نہ کئے گئے اسواسطے اونکو اور اونکی اولاد کو بہت نقصان پہونچا - ہمیں اندیشہ

ہے کہ اگر یہی بے اعتنائی کچھ مدت اور رہی تو ایک بہتر حصہ اس فرقہ شریفہ شان سے
معدوم ہو جاویگا یا ایسا کہ انکا وجود کالمعدوم کے حکم میں آجاویگا ۔

نئے نواب اور راجا

انکی جگہہ جو نئے نواب اور راجا زمانہ کے ساتھ ساز بیدا کرنے سے پیدا ہو گئے ہیں بیچارے خود گو وہ کیسے ہی لائق ہوں مگر میں کمال ادب سے کہتا ہوں کہ یہ جنگی امور کے لحاظ سے کسی لائق نہ نکلیں گے ۔ وہ کوئی رسالہ یا پلٹن کھڑی نہ کر سکیں گے نہ وہ اس لائق ہوں گے کہ کسی رسالہ یا پلٹن کی کمان کریں ۔

مدبر کا کیا کام ہے

اسلیئے مصر مدبر کا یہہ کام ہے کہ جو پورانے امرا یا شرفا یا اونکی اولاد باقی ہے ۔ جہانتک ممکن ہو اونکو نیست و نابود نہ ہونے دے جن وسیلوں سے اونکا انعدام رک سکتا ہے ازانجملہ ایک یہہ بہی ہے کہ وہ اپنے موروثی اور طبعی مذاق کے موافق جنگی شغل میں مصروف کیئے جاویں اور اونکی حیثیت کے موافق اونکو عہدے دیئے جاویں ۔

اس سے فائدہ

اس سے نہ صرف اُن ہی کا فائدہ ہے بلکہ خود سرکار کا بہی کہ قوی وہی انسان کہلاتا ہے جسکے جملہ اعضا قوی ہوں ۔

رفع تناقض

ہمنے یہہ بہی اس آرٹیکل کے شروع میں لکھا ہے کہ ہندوستانی فوج میں انگریزی افسروں کی کمی ہے اور یہہ بہی زور دیا ہے کہ دیسی تعلیم یافتہ از قسم اہل سیف کو اعلےٰ عہدے دیئے جاویں ۔ بظاہر یہہ دونوں باتیں متناقض

معلوم ہوتی ہین۔ مگر ہمارا مقصود ان سے یہہ ہے کہ۔

۱۔ ہر رجمنٹ مین کافی تعداد افسرونکی مقرر رہے عام اس سے کہ وہ یورپین ہون یا دیسی۔

۲۔ ہر دست اگر دیسی افسر زیادہ مقرر نہ ہوسکین تو یورپین افسرون کی تعداد بڑھائی جاوے۔

۳۔ اگر پورانی پلٹنون یا رسالونمین دیسیون کو یک لخت اعلے عہدے نہ مل سکین تو بتدریج ملین۔ نئی پلٹنون اور رسالون مین جب کبھی بھرتی ہون تو دیسی افسرونکا Element جزو انمین زیادہ ہو۔

زیادہ افسرونکی ضرورت کا ثبوت

رسالہ یا پلٹنون مین ہمکو زیادہ افسرونکی ضرورت اوس جنگ سے ثابت ہوگئی ہے جو مصر مین مہدی کی فوج کے ساتھہ ہوئی تہی جنہون نے اس جنگ کا حال پڑہا ہوگا وہ جانتے ہونگے کہ کس قدر افسر اوسمین کام آئے تہے اور افسرون کے کم ہوجانے سے فوج کی راہ نمائی مین کیسی دقت پیش آئی تہی۔

اعلے قسم کے ہتہیار دیسی فوج کو کیون نہین دئے گئے

اس پائینٹ پر اسیقدر لکہنا کافی ہوگا۔ اب مین اسقدر اور گزارش کرنا چاہتا ہون کہ کیا وجہ ہے ساری فوج دیسی مین اوسی قسم کے عمدہ ہتہیار نہین ہین جس قسم کے گورون کے پاس ہین کیا اسمین بہی رنگ و روغن کی ضرورت ہے۔ کیا یہان بہی ہمارے حد سے زیادہ

محتاط مدبرون کو اندیشہ ہے کہ دیسی فوج کے پاس جسقدر اچھے ہتھیار رہونگے وہ اُسیقدر ہمارے لئے زیادہ موجب خطر ہو گی !!! اگرچہ وہم ہنوز باقی ہے تو اسکی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہے۔

> ہندوستان کے ہر صوبہ مین فی ہزار کسقدر آدمی قابل فوج ہین۔

اسکے بعد مین بھرتی کے پیمانہ کی بابت کچھہ لکھنا چاہتا ہون۔ مگر پیش ازانکہ مین اسبارہ مین خامہ فرسائی کرون مین ذیل مین ایک نقشہ درج کرتا ہون جس سے یہہ ثابت ہوگا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ مین فی ہزار کسقدر جوان فوج کے واسطے دستیاب ہو سکتے ہین۔

نام صوبہ	تعداد مردان زائد از ۱۷ سال	[illegible]	تعداد مردان قابل جنگ
بنگال	۲۹۰۴۴۱۵	۱	۱۰۹۰۶
ممالک مغربی شمالی	۱۰۸۱۷۱۰۴	۲	۲۱۷۳۴
اجمیر	۱۲۳۹۶۶۰	۱۰	۱۳۰۳۹
اودھ	۳۶۳۶۱۱۹	۲۰	۷۲۷۲۰
پنجاب	۶۲۰۵۳۸۰	۴۰	۳۴۸۲۰۰
ممالک متوسط	۲۵۲۷۵۴۶	۲	۵۰۹۲
برار	۷۳۱۱۴۲	۲	۱۴۶۲
کورگ	۶۵۸۱۳	۳۰	۱۳۰۰

مدراس	۹۶۵۹۲۲	۳	۲۹۷۷
بمبئی	۵۴۳۱۶۹۷	۳	۱۲۹۲
			۴۹۰۶۲۴

اس تخمینہ مین دیسی ریاستون اور گورکھون کے جوان شامل نہین ہین -

اس تخمینہ کا ماخذ

یہ تخمینہ ولایت کے نامی اخبار پال مال گزٹ نے چھاپا ہے -

قوم وار تخمینہ کی ضرورت

مین بڑا خوش ہوتا اگر اسی قسم کا تخمینہ قوم وار بھی چھاپا جاتا
مین نے کوشش کی کہ قوم وار تخمینہ مین خود چھانٹون - ہر چند اسکے واسطے
مصالح جمع کیا - مگر پورا مصالح بہم نہ پہونچنے کے سبب ایسا تخمینہ نہ بن سکا -
جو مردم شماری ہندوستان مین ۱۸۸۱ء مین ہوئی تھی اوس سے ایسا تخمینہ
شاید تیار ہو سکے - مگر ہر صوبہ کی مردم شماری کی رپورٹ مجھے ہاتھ نہ آسکے
اور اسیواسطے یہ تخمینہ تیار نہ ہو سکا -

مسٹر ہیٹبن اور ڈاکٹر ہنٹر ایسے تخمینے تیار کر سکتے ہین -

میرے خیال مین ایسا تخمینہ یا تو ہیٹبن صاحب حال ڈائرکٹر سررشتہ
تعلیم بنا سکتے ہین یا ڈاکٹر ہنٹر صاحب جو سابق مین ڈائرکٹر
جنرل - آر - اسٹیٹکس تھے - اور اگر ایسا تخمینہ بن جاوے
تو جنگی امور مین وہ بڑے کام کی چیز ثابت ہوگی - مجھے ایسے تخمینہ کے نہ ملنے کا
بڑا افسوس رہا -

پال مال گزٹ کے تخمینہ پر عذر

اب جو تخمینہ پال مال گزٹ سے بنا بنایا ہمکو ملگیا ہے ہم اوسی پر

غور کرتے ہین -

اس سے ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ پنجاب اول درجہ پر ہے اور اودہ - اور کورگ باعتبار اوسط فی ہزار کے برابر ہین - مگر باعتبار آبادی کے پنجاب سے دوسرا نمبر اودہ کا ہے -

اوسط فی ہزار مین اجمیر تیسرے درجہ پر ہے اور باعتبار آبادی کے کورگ سے بڑھا ہوا ہے -

۱۸۴۹ع سے پیشتر کس ملک کے آدمی زیادہ فوج مین تھے	پنجاب کی فتح سے پیشتر یا یون کہو کہ غدر ۱۸۵۷ع سے پیشتر سرکار انگریزی کی فوج پیادہ علی العموم جوانان اودہ سے اور فوج سوار علی العموم پٹھانان روہیلکھنڈ سے بھرتی ہوتی تھی - خاصکر بنگال احاطہ کی فوج کا یہی حال تھا - اور خیال ایسا پڑتا ہے کہ ان

دو قسم کے جوانون کی اور احاطون کی فوج مین بھی قدر تھی -

تلنگون کی فوج کے خال وخط	جن لوگون نے ۱۸۵۷ع سے پیشتر تلنگون کی فوج دیکھی ہے وہ جانتے ہونگے کہ کیسے دیوزاد جوان اسوقت فوج مین

بھرتی ہوئے تھے قد ڈیوڑھے ڈھو - سینہ جیسے چکی کا پاٹ کلائی جیسے شیر کی ٹانگین جیسے گینڈے کی - صورت شکل مین خاصے ہاتھی کے پاٹھے -

اسوقت فوج مین ہلکے جوان نظر آتے ہین	اب اوس تن و توش کے جوان فوج مین بہت کم نظر آتے ہین حالانکہ آج بہ نسبت سابق کے بھرتی کے لئے بہت سے نئے

کہیت ہماری سرکار کے قبضہ اقتدار مین ہین۔ جیسا کہ نقشہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ پہر کیا وجہ ہے کہ ہم سب سے بڑا جوان چہانٹ کر بھرتی نہ کرین

پیمانہ بہرتی کے بڑہانے کی ضرورت

البتہ اگر لوگ جنگی ملازمت سے متنفر ہوتے تو ہمین بہرتی کا پیمانہ بڑہانے مین وقت پڑتی مگر حال اسکے برعکس ہے اگر ایک پلٹن کہڑی کرنی ہو تو دس کے واسطے امیدوار حاضر ہوجاتے ہین پہر کوئی وجہ نہین کہ عمدہ سے عمدہ کڑیل جوان چہانٹ کر بہرتی نہ کئے جاوین۔

اودہ کے جوانون کو بہی فوج مین حصہ ملنا چاہئے

ہمین ایک اور خیال ہے کہ غدر کے بعد سے جوانان اودہ کی بہرتی فوج مین بند ہے۔ شاذونادر اوس ملک سے سپاہی بہرتی کئے جاتے ہین۔

بیشک جو حرکت نازیبا فوج پوربیہ سے سرزد ہوئی خواہ اوسکا سبب کچھہ ہی ہو اوسکا بالطبع یہی نتیجہ ہونا تہا کہ وہ بار دگر فوج مین بھرتی نہ کئے جاوین لیکن جب ہماری فیاض قیصرہ ہند نے اعلان شاہی کے ذریعہ سے اونکا قصور معاف کردیا۔ اور اوس افسوسناک واقعہ کو گزرے ہوئے ایک زمانہ دراز گذر گیا۔ یہانتک کہ اسوقت اون غدارون مین کا شاذونادر ہی کوئی باقی رہا ہوگا۔ تو اب گزشتہ را صلوۃ کہکر اوس ملک کے باشندون کو بہی جنکا نمبر دویم ہے فوج کی ملازمت مین حصہ دینا چاہئے۔

شرط

مگر شرط یہ ہے کہ اول اُسی پیمانہ بہرتی کا خیال رہے جسکا ہم نے

اوپر ذکر کیا ہے۔
دوسرے اون کو سمجھا دیا جاوے کہ جسطرح پنجابی فوج چہوت چہات نہیں مانتی
تری خشکی مین جہان چاہو خوشی سے جانیکو تیار رہے اوسیطرح اونکو بہی کرنا پڑیگا
اگر وہ ایسا نہین کرسکتے تو فوج مین بہی بھرتی نہین ہوسکتے۔ اور جب باقیماندہ
فوج پوربیہ مین چہوت چہات کا زور کم ہوگیا ہے تو ہم نہین سمجھتے کہ رنگروٹ
مین یہ کیون باقی رہیگا۔

اس تجویز سے ہمارا مقصود

و قصہ مختصر ہماری غرض اس تجویز سے یہہ ہے کہ اس نقشہ کے
بموجب جو تناسب ایک صوبہ کو دوسرے کے ساتھہ حاصل ہے اوسکی رعایت فوج مین
ملحوظ رکہی جاوے تاکہ ہر صوبہ کے جنگی نژاد جوانون کو اپنے ملک کی حمایت کا وہ دقم
اور حصہ اوسی تناسب سے ملے۔ جو اون مین باعتبار اصول جنگ کے فیمابین قائم ہے

پنجاب کا نمبر اول ہے

نقشہ مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوچکا ہے کہ باعتبار امور جنگ کے
پنجاب اول نمبر ہے۔ ملک کی قدرتی اوضاع۔ اپنی خاص طبائع۔ اور حالات زمانہ
کے لحاظ سے بیشک آج پنجاب اسی درجہ کا مستحق ہے اسکی سرحدی آفریدی) اور
پٹہان قومین۔ اسکے راجپوت مسلمان اسکے ماجے کے سکہہ۔ گویا فوج ہی کے
کام کے واسطے بنے ہوئے ہین۔ اسنے اس قلیل عرصہ مین ۲۵ برس کی تعلیم وتربیت
مین بھی جو ترقی کی ہے وہ غور کرنیوالے کے لئے موجب انبساط ہے۔ اور سب
سے زیادہ حیرت بھری ہوئی مسرت اس سے ہوتی ہے کہ یہان کے مسلمانون نے

تعلیم انگریزی کیجانب وہ بیجا التعصب اور نازیبا وہم۔ ظہور مین نہین آیا
جو دیگر احاطون کے مسلمانون کی ذات سے اس بارہ مین ظاہر ہوا ہے۔
گو ہمین شک نہین کہ سرحدی مسلمان اوس سے اوسیقدر نافر ہین جسقدر کہ
اونکے بھائی اضلاع مغربی و شمالی مین تھے یا ہنوز ہین پنجاب کی فتح کے
بعد قریب تھا کہ یہ ملک نیا مفتوح ہونے کے سبب سے دب جاتا۔ مگر غدر ۱۸۵۷ء
نے اوسے اوبھار دیا اور در حقیقت اوس نازک وقت مین اسملک نے سرکار
انگریزی کی وہ خدمت کی جو گورنمنٹ کو مدت دراز تک یاد رکھنی چاہیے۔

بعض کمانیر کا میلان بتدرد ہوتا ہے

پنجاب کی بہرتی کے وقت بعض کمانیر صرف ایک ہی قوم پر جھکے ہوئے ہوتے ہین۔ بعض کو آفریدی اور پٹھان پسند ہین۔ دوسری قومون کو وہ پسند نہین کرتے۔ بعض سکھون کو چاہتے ہین اور ان کیصورت سے متنفر ہین بعض پنجابی مسلمان کو اچھا سمجھتے ہین۔ بعض کو ڈوگرے اچھے نظر آتے ہین۔

بصورت موجودہ کسر باہم کا لحاظ رکھنا چاہیے

بصورت موجودہ ہر پلٹن اور رسالہ مختلف الاقوام کی بھرتی سے کھچڑی ہوا ہوا ہے۔ اوسمین ایک کو دوسرے پر ترجیح دینی موجب ملال دیگر فرقون کا ہے۔ جب قوم وار اصول پر فوج بھرتی ہوا کرتی اپنی اپنی پسند کے عمل کرنے کا ہر کمانیر کو اختیار ہوگا۔ اوس سے پیشتر سب کو چشم مساوات کی نظر سے دیکھنا چاہیے۔

پنجاب کے بعض دیگر اقوام فوج کے لائق مثلاً بارکے اسنت

جن قوموں کا نام لیا ہے انکے علاوہ اور بھی قومین پنجاب مین ایسی ہین کہ اونسے عمدہ سپاہی نکل سکتے ہین ازانجملہ ایک بار کے سپاہی ہین۔ یہہ قد و قامت کے بڑے بھاری کڑیل جوان ہوتے ہین۔ علی العموم یہہ بار مین مویشی چراتے ہین اور انکے دودھ ہی پر گزارہ کرتے ہین کاشت اراضی وغیرہ پر بہت ہی کم راغب ہین۔ بگاؤن سے وہ مویشیون کے ریوڑ لیئے ہوئے جنگل بار مین دندنایا کرتے ہین۔

اون کے مشاغل

مویشی کی چوری ان کے مشاغل روزمرہ مین سے ہے جب تک کوئی نوجوان کامیابی سے مویشی چرا کر نہ لاوے سر پر پگڑی نہین باندھتا اس چوری مین یہہ بڑی بڑی مصیبتین جھیلتے ہین۔ دُور دُور دھاوے مارتے ہین۔ مویشی کی چوری کے سواے اور کسی قسم کی چوری نہین کرتے اور عیب بھی اون مین کم پائے جاتے ہین۔

بحالات موجودہ یہہ کیون فوج مین بھرتی نہین ہوتے

موجودہ حالات مین یہہ قوم فوج مین بہت کم بھرتی ہوئی ہے۔ مگر اسکا یہہ سبب نہین کہ وہ بنگالیون اور کشمیریون کی طرح سے بزدل ہین۔ بلکہ اسکا سبب یہہ ہے کہ وہ آزادی زیادہ پسند کرتے ہین اور چوری مویشی کا بالطبع اونکو شوق ہے۔

اونکو ترغیب دینے کی

لیکن ممکن ہے کہ اگر مناسب ترغیب اونکو دیجاوے تو وہ

ضرورت

کیون فوج سرکاری مین بھرتی ہونے سے انکار کرین - اور جب اس قوم سے ایک مناسب تعداد فوج مین بھرتی ہوجاوے تو پھر مین نہین سمجھتا کہ اونکے دیکھا دیکھی اون کے بھائی بند صیغہ فوج مین کیون بتدریج بھرتی ہونے کی درخواست نہ کرین گے -

اسکا نتیجہ کیا ہوگا

اور اگر ایسا ہوجاوے تو ایک ہماری قوم مین نہ صرف عادت چوری مویشی ہی کی جاتی رہیگی - بلکہ فوج مین ایک اچھا جز مل جاویگا -

بھرتی کے لائق جوانون کی تعداد

یہان پہونچکر ہم جتانا چاہتے ہین کہ بروئے اس نقشہ کے تخمیناً ۵ لاکھ آدمی فوج مین بھرتی ہونے کے قابل برٹش انڈیا مین موجود ہے - اور اسکے نصف کے قریب یا کم سے کم دو لاکھ ایسے جوان ریاستون مین فوجمین بھرتی ہونے کے لائق ہونگے - اس سے تخمینہ قریب ۷ یا ساڑھے سات لاکھ کے پہنچ جاتا ہے

اس سامان کے مقابلہ مین خرس روس ہمارا منھ نہین چڑھا سکتا

جب بھرتی فوج کا اسقدر سامان ہمارے سرکار کے پاس موجود ہو - علاوہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار اسٹانڈنگ آرمی کے [illegible] پولیس کی اور ڈھائی لاکھ فوج ریاست ہاے دیسی کی اور ۷ لاکھ اوس فوج کی جو رزرو ملاکر انگلستان مین ہے تو ہم ہرگز نہین سمجھتے کہ پھر ہماری سرکار کے مقابلہ مین خرس روس کیونکر منھ چڑھا سکے گا -

روس کی فوج کی مقدار

روس کی سات لاکھ اسٹانڈنگ آرمی ہے اور رزرو وغیرہ

ملا کر کل ۲۰ لاکھہ فوج ہے - اس تعداد کے سننے سے لوگ حیران ہو جاتے ہین
مگر جب وہ ہماری سرکار کے تخمینہ مذکورہ بالا سے اس میزان فوج روس کو ملا دین
تو کوئی حیرانی باقی نہین رہتی -

ہماری سرکار کی نو آبادیوں کی فوج علاوہ ہے -

پھر ہماری سرکار کی جو نو آبادیان تمام اقطاع عالم مین پہیلی
ہوئی ہین اون کی فوج تخمینہ مذکورہ بالا کے علاوہ ہے -

محض تعداد فضلیت کا معیار نہین ہو سکتی

یہان تو ہمنے روس کی فوج کی تعداد سے اپنی سرکار کی فوج
تعداد کو ٹکرا دیا ہے - اب ہم یہہ دکھانا چاہتے ہین کہ محض
تعداد افضلیت کا معیار نہین ہو سکتی دس خرس کیواسطے ایک شیر کافی ہوتا
ہے - نہ محض حجم افضلیت کا معیار ہو سکتا ہے - رجس کا چہوٹا سا کمایا ہوا چاقو
جو کام دیسکتا ہے وہ ایک بہدے سے لوہار کا بنایا ہوا لمبا چوڑا بہدا چاقو کام
نہیں دیسکتا -

دیسی فوج روس کی فوجکے ہم پلہ کیونکر ہو سکتی ہے -

ہمنے بیشک دیسی فوج کو روسی فوجکے مقابلہ مین کم پایہ گنا
ہے مگر یاد رہے کہ وہ بمقابلہ روس کے اعلی ترین فوج
سے تھا - پھر یہہ بھی یاد رہے کہ جب وہ چہوٹے چہوٹے نقص دیسی فوج سے
رفع ہو جاوین جس کا ہمنے ذکر کیا ہے اور اس زمانہ کے اعلی ترین ہتھیاروں
سے وہ مسلح کیجاوے تو پھر کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ روس کی اعلی ترین فوجکے
ہم پلہ نہ اوترے گی - اور کلہ بہ کلہ جواب نہ دیگی -

ترکمانی کنٹنجنٹ اور کاسکون سے وہ افضل ہے	پھر یہہ بہی یاد رہے کہ وہ ترکمانی کنٹنجنٹ سے بدرجہا افضل ہے جیساکہ ہمنے کہین پیشتر بتایا ہے اور کاسکون سے بہی اسوائے

خونخواری اور وحشیانہ ظلم کے اکسی بات مین کم نہین ہے ۔

روس کی فوج کے اجزا،	اس سے واضح ہوگیا ہوگا کہ روس کی فوج مرکب ہے ا رگیولر وو

آدمی سے نمبر ۲ - کاسکون سے اور نمبر ۳ ترکمانی کنٹنجنٹ سے ۔

دو آخری جزو سے ہماری دیسی فوج کی فضیلت	اور ان مین سے دو آخری جزو کے ساتھہ ہماری دیسی فوج ہمسر سے کچھہ زیادہ ہے ۔
یورپین فوج انگلشیہ بدرجہا افضل ہے	اور ہماری سرکار کی یورپین فوج کا تو کیا کہنا ہے ۔مگر چونکہ اسوقت اس آرٹیکل مین خاص بحث دیسی فوج سے ہے اس

واسطے یورپین فوج انگلشیہ کے متعلق یہان کوئی بحث ہم چھیڑ نہین سکتے کسی اور محل پہ اسکا ذکر کرینگے ۔

یہان ہم دیسی فوج کے متعلق اسقدر اور ظاہر کرنیکی اجازت چاہتے ہین بمجوائے

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو — نفی حکمت مکن از بہر دل عامے چند

دیسی فوج کی ڈسیپلن	کہ فوج مین منجملہ ڈسپ - لن - Dscipline تربیت بہی ایک ضروری امر ہے ۔ روم و روس کی لڑائی مین ناظرین

نے اکثر پڑھا ہوگا کہ فوج روس نے کیسی کیسی بے اعتدالیان کی تہین جو قریہ و قصبہ وہ فتح کرلیتی تہی اوسکی عورات بچون اور بوڑھون کے

ساتھہ جو ظلم وہ کرتی تھی ناگفتہ بہ ہے - مگر ناظرین دیسی فوج کے سارے معرکہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈہونڈہ ماریں - اوس کو ایسے ظلموں کا مرتکب پاوینگے اور یہہ مایہ فخر ہے اون جنگی سپہ سالاروں کے لئے جن کے زیر کمان اور زیر ہدایت دیسی فوج نے تربیت پائی ہے اور خود اوس فوج کے لئے جو ایسی وحشیانہ حرکات کی کبھی مرتکب نہیں ہوئی

نیٹو والنٹیر بحث

راولپنڈی مین پنجاب والنٹیر کور کا معائینہ

مین نے راولپنڈی کے دربار مین والنٹیر کور بھی دیکھا تھا - اوس مین علے العموم یوریشین نیٹو کرسچین اور معدودے چند یوروپین شامل تھے - ان کے دیکھنے سے مجھے خیال آیا کہ دیسی کیون والنٹیر نہین ہوسکتے معاً اس سوال کو بھی مین نے اپنی نوٹ بک مین ٹانک لیا تھا - آج اس مسئلہ پر غور کرتا ہون -

سوالات ذیل ہندوستانیون کی وفاداری کی بحث لے آتے ہین

جب کبھی یہہ سوال پیدا ہون :-

۱ - ریاستون پر کیون بھروسا نہین کیا جاتا -

۲ - ہندوستانیون کو فوج مین اعلے عہدے کیون نہین دیئے جاتے -

۳ - ہندوستانی والنٹیر کیون نہین ہوسکتے

۴ - ہندوستانیون کو بلا لائینس ہتہیار رکھنے کی اجازت کیون نہین ہوتی -

تو خواہ مخواہ ہندوستانیونکی وفاداری کی بحث درمیان آجاتی ہے -

جو بحث وفاداری کے متعلق پیشتر ہم کر چکے اوسکا اعادہ نہ ہوگا

جو مضمون پیشتر ہم لکھہ چکے ہین اوس مین موقع بموقع ہمنے ثابت کیا ہے کہ ہندوستانی علی العموم سرکار انگلشیہ کے کیسے خیرخواہ اور وفادار ہین۔ ہم جو کچھہ اسبارہ مین لکھہ چکے ہین اوسکے اعادہ کی یہان ضرورت نہین دیکھتے۔

پہلی بحث یکرخی تہی اب دوسرے رخ پر بہی نظر ہوگی

مگر پیشتر ہمنے خیرخواہی کے متعلق جو بحث کی ہے وہ یکرخی تہی یعنے محض رعایا کیجانب سے اوسکے متعلق بحث تہی۔ اب اسکے دوسرے رخ پر بہی ہم نظر ڈالینگے۔ کہ تالی دونون ہاتہون سے بجتی ہے۔

وفاداری اور غداری وہ لفظ ہین

سب سے پیشتر ناظرین غور کرین کہ وفاداری اور غداری جو دو لفظ ہین۔ ان دو لفظون سے دو شخص کا وجود پایا جاتا ہے ایک وہ جسکے مقابلہ مین وفاداری یا غداری برتی جاوے دوسرا وہ جسکی ذات سے وفاداری یا غداری کا ظہور ہو۔

دو حیثیتون مین مغایرت حد فاصل ہے

پس ان دو اشخاص کی ذات مین دو حیثیتین بر نہج مذکورہ بالا پائی گئین اور حد فاصل ان دونون حیثیتون مین مغایرت ٹہری

مغایرت کے دور ہونے سے کیا ہو

اگر اس مغایرت کا پردہ درمیان سے اوٹہہ جاوے تو مین سمجہتا کہ غداری کا بہی انعدام ہو جاوے۔

توضیح

مجہے اندیشہ ہے کہ میری اس تحریر کو ناظرین چیستان نہ سمجہے

ہوں اسواسطے میں اسکی ذرہ توضیح کرتا ہوں۔

مسئلہ مسلم

مجہے یقین ہے اس مسئلہ کی تفہیم میں کوئی وقت عاید نہ ہوگی کہ کوئی شخص اپنے ہی خلاف باغی نہیں ہوسکتا۔ اور جو ایسا ہوا وسے پاگل خانہ میں بہیجنے کی ضرورت پڑیگی۔

راقم کا خوف

پہر مجہے خوف ہے کہ اب بہی ناظرین میرا مطلب صاف صاف شاید نہ سمجہے ہونگے۔ اسلئے اب میں اس سے بہی زیادہ وضاحت سے بتانا چاہتا ہوں کہ جب رعایا گورنمنٹ کو اپنا سمجہنے لگے تو وہ اپنے خلاف باغی نہیں ہوسکتی۔

ہندوستانیونکو اپنایت مین شرکت سے ممانعت

ہم سب ہندوستانی مدت سے سرکار انگلشیہ کو اپنا سمجہنا چاہتے ہیں۔ مگر اس اپنایت میں بعض دور اندیش مدبر ہمیں شریک نہیں رہنے دیتے۔

ملکہ معظمہ کا اشتہار

ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے ایک اشرف نگاہ۔ پالے ڈے تشین کے خیال سے ہمیں اپنا بنا لیا۔ اوس عالی ظرف نے علی روس الاشہاد صاف صاف اشتہار دیدیا کہ اوسکو کالے اور گورے دونوں برابر عزیز ہیں۔ کوئی منصب ایسا نہیں جسپر کالے مقرر نہ ہوسکیں۔

اوس حکم کی تعمیل کہانتک ہوئی

مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس حکم فیض توام کی کہانتک تعمیل ہوئی ہے۔

ہندوستانیون کو ملک کی حکومت مین شرکت ہے یا نہین

ہم اسوقت اور عہدون کے ملنے یا نہ ملنے کا رونا نہین روتے ہم اسوقت یہہ دیکھتے ہین کہ ہندوستانیون کو ملک کی حکومت مین شرکت حاصل ہے یا نہین -

رعایا کی عدم مداخلت نظم و نسق مین

زمانہ جانتا ہے کہ کسی صوبہ کے نظم و نسق مین رعایا کو یا رعایا کے قایم مقامون کو کچہہ دخل نہین ہے ہر صوبہ کا اندرونی اور بیرونی انتظام اس طور پر کیا جاتا ہے کہ رعایا سے اسمین کچہہ مشورہ نہین لیا جاتا -

کل ہندوستان کی حکومت کا یہی حال ہے

پھر اس سے آگے بڑھکر کل ہندوستان کی حکومت پر نظر کرو - اوسکا نظم و نسق اندرونی اور بیرونی بہی ایسے شخصون کے ہاتہہ مین ہے جو ہندوستانیون کو بالکل نہین پوچھتے -

کسی امر مین رعایا نہین پوچہی جاتی

محاصل کی ایزادی کی تدبیر سوچی جاوے تو رعایا سے نہین پوچہا جاتا - لائسنس ٹکس لگایا جاوے تو رعایا سے نہین پوچہا جاتا -

کسی سرحدی رئیس یا امیر سے صلح اور جنگ کیجاوے تو رعایا سے مشورہ نہین پوچہا بیرونی دشمن سے مقابلہ اور مقاتلہ کا فکر کیا کیجے تو رعایا سے کوئی نہین پوچہتا

قصہ مختصر

غرض ہر صوبہ مین یا ملک مین جو کام ہوتا ہے اوسمین رعایا کو کچہہ دخل نہین ہے - اگر مین جملہ امور کی تفصیل کرون تو طول بہت ہوجاوے

باوصف این ہمہ تکرار

باوجودیکہ ہندوستانیون کو کاروبار حکومت مین اسقدر کم دخل

ہے تاہم وہ سرکار انگلشیہ کو اپنی سرکار تصور کرتے ہین۔ مگر حیف ہے کہ ہماری زبان سے اس اپنایت کا نام نکلا۔ اور بعض حکمرانون نے ہمارا اٹینٹو الیا۔ ایسے ضرور ہے کوئی تدبیر ایسی سوچی جاوے جس سے یہہ اپنایت ایسے اصول پر حاکم اور محکوم کے درمیان قایم ہووے کہ پہر وہ رشتہ کسی کے توڑے سے نہ ٹوٹ سکے۔

وہ تدبیر

ہماری راے مین یہہ اپنایت اسطرح قایم ہوسکتی ہے کہ ہر صوبہ مین ایک پارلیمنٹ یا کونسل قایم کیجاوے۔ اسمین اصول Representative قایم مقامی کے ذریعہ سے ہندوستانیون کو بہی دخل دیا جاوے جو کام صوبہ کے متعلق ہو اونکی صلاح اور مشورہ سے کیا جاوے۔

اعلی ترین پارلیمنٹ

اور ضرورت ہو تو ان سب سے فوق ایک اعلے ترین پارلیمنٹ کل ملک کے واسطے قایم ہو۔ اور اوس مین صوبہ کی پارلیمنٹ سے ہندوستانی منتخب ممبر شامل ہون۔

اس کا نتیجہ

اس تدبیر سے سارے ملک مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایسی حکومت قایم ہوگی جسکو وے گویا خود اپنی حکومت تصور کرینگے۔ وہ اپنے ملک کی بہبودی اپنے ملک کی بربادی۔ اپنے ملک کی خوشحالی۔ اپنے ملک کی بدحالی پر خود ہی غور کیا کرینگے۔ اون کو جسقدر بلا ضرورت اپنے ملک پر ٹیکس عاید کرنے کا افسوس ہوگا۔ اوسیقدر ضرورت کے وقت اوس ٹیکس کے نافذ کرنیکا خیال ہوگا۔ اونکو لڑائی کے مصارف ادا کرنے کا خود ہی خیال ہوگا

اگر وہ لڑائی کے شروع سے پیشتر اوسکی ضرورت سے آگاہ ہوجاوینگے۔ تو

سارے ملک کا یقین	اور اس تدبیر سے سارے ملک کو یہہ یقین ہوجاوے گا کہ

ہم اپنی ملکہ معظمہ کے زیرسایہ اپنے ملک کے انتظام مین خود مصروف ہین اور ہماری حکمران قوم امور مملکت مین اوستاد و شفیق کیطرح ہماری ممد و مددگار ہے

کون سی قوم فتح نہین ہوسکتی	ناظرین نے تاریخ مین پڑہا ہوگا کہ اوس قوم کو کوئی نہین فتح کرسکتا ہے۔ جو اپنے ملک کیواسطے اپنی آزادی کے

واسطے۔ اپنی عزت کے واسطے اور اپنے بچون کے واسطے لڑی ہو۔

ہندوستانیونکا جوش طبعیت	گو ہم ہندوستانیون کو حکومت ملک مین ہنوز مداخلت نصیب ہوئی تاہم ہماری طبعتون مین یہہ جوش پیدا ہوگئے

ہین۔ ہم بدل سے ملک کے واسطے اپنی آزادی کیواسطے۔ اپنی عزت کے اور اپنے بچون کے واسطے لڑنے کو تیار رہین۔

ہماری شرکت کا نتیجہ کیا ہوگا	ہمین حکومت ملک مین شریک کرلو پھر دیکھو ہمارا یہہ جوش کسقدر زور دن پرچڑہتا ہے۔ لارڈ ڈفرن یقین کرین

جسدن ہماری مداخلت امور حکومت مین جائز سمجھی جاویگی۔ روس کا ہندستان کی طرف رُخ کرنا اوسکی جانب سے ایک لغو حرکت ثابت ہوگی۔

اینگلو انڈین پر اسکا اثر	یہہ سچ ہے کہ جسقدر ہندوستانیون کو امور مملکت مین زیادہ دخل ملے گا۔ اوسیقدر اینگلو انڈین کے واسطے میدان تنگ ہوتا

سکا تنگ ہوتا جاویگا ۔ مگر ساتھہ ہی اسکے اگر انیگلو انڈین کیساہی شور وغل مچاوین
حکومت انگلشیہ کی بنیاد ایسی استوار چٹان پر ڈالی جاویگی جسکو اندرونی
اور بیرونی زلزلون سے کچھہ مقام خوف کا باقی نہ رہیگا ۔

کرنیل بربنائے انجہانی کے سفرنامہ خیوا سے اقتباس

کرنیل بربنائے آنجہانی نے اپنی کتاب سفرنامہ خیوا مین
لکہا ہے کہ مجھسے ایک روسی افسر نے کہا کہ :-

روسی افسر کا مقولہ

"تم روس سے ڈرتے ہو کہ وہ ہندوستان کو لے لیویگا ۔ حالانکہ
تم خود ہندوستان کو اپنے ہاتھہ سے کہونیکی تدبیرین کر رہے ہو ۔ تم ہندوستانیون
کو یوروپین علوم وفنون سکہاتے ہو ۔ اون کو اون کے حقوق سے متنبہ
کرتے ہو ۔ اور وہ اسواسطے وقت کے منتظر ہین کہ تمہین دغا دین" ۔

کرنیل بربنائے کی رائے

کرنیل بربنائے فرماتے ہین مین اوس روسی کی ان باتون
کو نہین مانتا ۔ میرا خیال یہہ ہے کہ جسقدر تعلیم زیادہ پہیلے گی
اوسیقدر سرکار انگریزی کی خیرخواہی کا نقش لوگون کے دلون مین زیادہ
عمیق بنے گا ۔ خاصکر ہمکو گروہ تعلیم یافتہ کی ذات سے سرکار انگریزی کی
وفاداری اور نمکحلالی کی زیادہ امید ہے ۔

کرنیل بربنائی کی رائے سے اتفاق

کرنیل بربنائی نے جو کچھہ فرمایا ہے وہ بالکل راست ہے
طبقہ تعلیم یافتہ اگرچہ سرکار سے لڑجہگر کر اپنے حقوق مانگتا
ہے ۔ وہ ہر صوبہ مین پارلیمنٹ کے تقرر کا خواہشمند ہے وہ ہر صیغہ مین اعلے

مناصب کی آرزو کرتا ہے وہ مساوات کے سلوک نہ ہونے سے آزردہ ہے
غرضیکہ وہ ہزار طرح کی مین میخ نکالتا ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ وہ سلطنت انگلشیہ
کے قیام کا دل سے خواستگار ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہی ایک ایسی قوم ہے جو
کوئی حق کسی کا دبا نہین رکھتی آگے یا پیچھے دے ہی دیتی ہے۔

اپنی کمزوری کا خیال اوسے ساتھہ ہی اسکے اپنی کمزوری بہی معلوم ہے۔ وہ
خوب جانتا ہے کہ جسطرح بچھڑا کھونٹے کے بل کودتا ہے وہ سرکار انگریزی کے
سہارے سے اوچھلتا کودتا ہے اگر خدانخواستہ سرکار انگریزی کے عصا کا
سہارا اوسکے واسطے قایم نہ رہے۔ تو وہ اوسی طرح دہم سے گر پڑے جسطرح بچہ
سہارا الگ ہوجانے سے گر پڑتا ہے۔

اس سے استنباط اس سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ اگرچہ ہندوستانی کاروبار حکومت
مین دخل چاہتے ہین۔ مگر ساتہہ ہی اسکے وہ یہہ دخل زیر نگرانی سرکار انگلشیہ
کے چاہتے ہین۔ اور ہم نہین سمجھتے کہ یہہ معقول درخواست اونکی کیون درجہ قبولیت
نہ پاوے۔

لارڈ ڈفرن کا مقولہ ہمین یاد ہے لارڈ ڈفرن نے کلکتہ کے ٹریڈ ایسوسی ایشن مین
فرمایا تہا۔

مقولہ مین بہروسہ کرتا ہون کہ جسوقت اس ملک سے بہیرے جانے کا
زمانہ آوے گا۔ تو معلوم ہوگا کہ مین نے ظاہرا اس ملک کی ترقی اور راستی

کی واجبی اور جائز خواہشون کے پورا کرنے اور سلطنت انگریزی کی نیکنامی اور استواری مین مدد دی ہوگی"۔

لارڈ ڈفرن سے ہماری گذارش

ہم لارڈ ڈفرن سے بکمال ادب گذارش کرتے ہین کہ وہ غور فرماوین۔ کہ۔

۱- ہماری یہہ خواہش کہ ہر صوبہ مین پارلیمنٹ مقرر ہو۔ دیسیون کو کاروبار حکومت مین دخل ہو۔ واجبی ہے۔ یا نہین۔

۲- ہماری یہہ خواہش کہ ہم دیسیونکو فوج مین اعلے عہدے دئے جاوین واجبی ہے یا نہین۔

۳- ہماری یہہ خواہش کہ ہمارے نوابون اور راجاؤن کی فوج کا انتظام کیا جاوے اور ان پر بہروسہ کیا جاوے واجبی ہے یا نہین۔

اگر ہماری یہہ خواہشین جائز اور واجبی ہین تو خدا سے ہماری یہ دعا ہے

اگر ہماری یہہ خواہشین جائز اور واجبی ہین تو ہم خدا سے دعا کرتے ہین کہ ان کے پورا کرنے کا افتخار لارڈ ڈفرن کو حاصل ہو۔ اور جب وہ ساحل ہندپر یہہ بڑے بڑے کام پورے کرکے بعزم ولایت واپس پہنچین۔ تو ہر صوبہ کے پارلیمنٹ کے۔ نیٹیو اپلیمنٹ سے شکریہ کا ایڈریس اون کے ساتھ ہو۔

لارڈ رپن کی نظر

لارڈ رپن کو ہماری ایسی خواہشون پر نظر تہی۔ اونہون نے اسی خیال سے لوکل سلف گورنمنٹ کے ذریعہ سے اصول حکومت مین ہندوستانیونکو

تعلیم دینی شروع کی ۔

لارڈ ڈفرن کا کام اب یہہ کام لارڈ ڈفرن کا ہے کہ ادن کے شروع کرائی ہوئی تعلیم کی تکمیل کرادین ۔ پہر دیکہین سلطنت کس مستحکم بنیاد پر قایم ہوتی ہے جو کسی کے ہلائے نہ ہلیگی ۔

ہماری استدعا کیوجہ جو کچہہ ہم نے اپنی سرکار سے مانگا ہے وہ اس نظر سے مانگا ہے کہ جیسی تہذیب یا سلطنت ہماری سرکار کی ہے ایسی سلطنت خود بخود رعایا کو یا رعایا کے قایم مقامون کو کاروبار حکومت مین دخل دینے سے اپنی استواری اور استحکام تصور کرتی ہے کچہہ شک نہین ۔ کہ تنگ ظرف اور پست خیال آدمی بہی ہر قوم مین ہوتے ہین ۔ مگر اور قومون کے مقابلہ مین انگلش قوم مین اس قسم کے آدمی کم ہین وہ ابتدائے پیدایش سے آزاد پیدا ہوئے ۔ وہ آزادی مین پلے وہ آزادی مین بڑہے ۔ وہ آزادی کے نام کے جسطرح خود عاشق ہین اسیطرح وہ چاہتے ہین کہ دنیا کی اور قومین اس آزادی سے لطف اوٹہاوین اونہون نے روئے زمین سے غلامی اوٹہادی اونہون نے رفاہ عام کا سبق ۔ سلف گورنمنٹ کا سبق ۔ خلق اللہ کو ایکسرے سے دوسرے سرے تک سکہا دیا تو پہر کیا وجہہ ہے ۔ کہ وہ ہم ہندوستانیون کو امور مملکت مین شریک ہونے کے روادار نہون گے ۔

حملے کا اندیشہ مجہے اندیشہ ہے کہ خود غرض اور دنی الطبع میری اس تنا ہیر حر

کرینگے وہ اور باتون مین ایک یہہ عذر بہی پیش کرینگے کہ ملک مین ولیسی ہنوز اس
قابل نہین کہ زمام سلطنت کسیطرح ان کے ہاتہہ مین دیجاوے -

راقم کا سوال

مگر مین پوچہتا ہون کہ اگر سو برس مین بہی انگریزی تعلیم تمام ملک
مین ایک معقول تعداد ایسے لایق دلیسیون کی پیدا نہین کر چکی ہے تو یہہ تعلیم
نہین محض بچون کا کہیل ہے -

حقیقت نفس الامری کیا ہے

پہر اسے جانے دو نفس الامر پر غور کرو اور ایمان سے دیکہو کہ جتنے
لایق آدمی ہر صوبہ کے واسطے درکار ہونگے وہ اس صوبہ مین
نکلین گے یا نہین نکلینگے - مین تو اپنے تجربہ اور مشاہدہ کے رو سے کہتا ہون
کہ ضرور نکل آوینگے -

خوف طوالت مانع تفصیل ہے -

اگر طوالت کا خطرہ نہوتا تو جن صوبون کے حالات سے مجہے زیادہ
واقفیت ہے ان کے اشخاص لایق کی فہرست سے مین ناظرین
کو آگاہ کر دیتا -

خودغرضونکا شور وغل

مجہے یہہ بہی اندیشہ ہے کہ خودغرض یہہ بہی شور وغل مچاوینگے کہ ہندو
ستانی وفادار اور نمک حلال نہین ہین اسواسطے بہی یہہ حکومت مین شریک نہین ہونے
چاہئین - اور ہندوونکی نسبت وہ زیادہ تر اسبارہ مین مسلمانون پر حملہ کرینگے
اسواسطے مین چاہتا ہون کہ کہ یہان ٹہرکر اس امر پر بہی تہوڑی سی غور کرون -

عام طور پر ثبوت وفاداری

میرے آرٹیکلون کے پڑہنے والونکو یاد ہوگا کہ عالم پیری مین نے

پیش ہو چکا ہے	ہندو اور مسلمانون کی خیرخواہی کا ثبوت موقع بموقع اپنے

آرٹیکلون مین دیا ہے ۔

یہان مسلمانونکی وفاداری کی نسبت مخصوص بحث ہے	یہان مین بالخصوص مسلمانون کی نسبت بحث غور کرنا چاہتا ہون کہ وہ سرکار انگریزی کے خیرخواہ ہین یا نہین ۔
ہندوستانمین مسلمانون پر ایک زمانہ عجیب گزرا ہے	ایک زمانہ مسلمانون پر ہند مین ایسا گذرا ہے کہ خواہ تو وہ اپنے غرور اور بیوقوفی سے ۔ خواہ خودغرض ملّانون کی غرضمند

دہوکا دہی سے خواہ سرکار کی بے توجہی سے سرکار سے اور دوسے ہمزیادہ الگ تہلگ رہے اور اہل غرض مفتیون ۔ اور اعدا نے اون کی اس کنارہ کشی کو طرح طرح کی بے عنوانیون پر محمول کیا ۔

خواب غفلت سے بیداری	مگر زمانہ نے خواہ زمانہ کی رفتار پر غور کرنے والے مسلمانون نے

اپنی قوم کو خواب غفلت سے جگا دیا ہے ۔ اور اگرچہ وہ خرگوش کیطرح خواب خرگوش مین پڑے رہنے سے کچہوے سے بہت پیچہے رہ گئے ہین مگر اپنی جبلی طبعیت سے وہ خرگوش کیطرح تیز رو ہین ۔ اور کوشش کر رہے ہین کہ اوچہل کود کر اور دوڑ دہوپ کر کر آگے والون سے جا ملین ۔

ملانون کے پہندہ سے رہائی	وہ پرسیٹ کرافٹ کے پہندے سے بہی نکل گئے ہین ۔ وہ خدا کے کلام اور اوس کے رسول کے اقوال پر خود غور کرنے لگے ہین
انقلاب زمانہ کا ثبوت	وہ خدا کے کلام مین تلک الایام نداولہا بین الناس

خداکے کلام سے	بگڑ کر انقلاب زمانہ کے قابل ہوگئے ہین۔
اونکا ایمان	وہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

پر ایمان کامل رکہتے ہین۔ وہ جانتے ہین کہ قیصرہ ہند اولے الامر ہے اوس سے پہر جاتا اپنے خدا اور اپنے رسول سے پہر جاتا ہے۔

مسئلہ امن ستامن وغیرہ	پہر اون کو یہہ بہی معلوم ہے کہ ہندوستان مسلمانون کا امن ہے اسمین وہ اپنے مذہب کے شعایر اس آزادی سے بجالاتے ہین

جو اون کو خود مسلمانی سلطنتون مین بہی حاصل نہین ہے یہان شیعہ اور سنی وہابی اور بدعتی۔ وہم پرست اور نیچری اپنے اپنے عقیدے کے موافق معبود حقیقی کی پرستش کرتے ہین۔ ایک دوسرے سے معترض نہین ہوتا۔ اگر کسی اسلامی سلطنت مین یہہ فرقے جمع ہوکر اپنے اپنے عقیدہ کے موافق خیالات کا اظہار کرین تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے کی نوبت پہونچی۔

امن وامان آزادی	یہہ امن وامان اور آزادی اونکو کس نے دی ہے۔ ہم کہتے ہین

سرکار انگریزی نے دی ہے۔ پس ایسا امن اور ایسی آزادی چاہیے ایسا امن اور ایسی آزادی دینے والی قوم سے۔ اپنے مذہب کے رو سے ہرگز نہین پہر سکتے۔ اور اگر وہ پہرین تو اپنے خدا اور رسول سے پہرین گے۔

مسئلہ جہاد کی تحقیق	مسلمانون کو جہاد کے نام سے بہی بدنام کیا جاتا ہے خواہ اس کا

باعث بدنام کنندہ کی غلط فہمی ہو خواہ افترا پردازی ہو۔ خواہ کچہہ اور سبب ہو

مگر یہان ایک اس مسئلہ نے شور و شغف حاصل کیا ہے کہ خود غیر قومون نے اس مسئلہ کی تحقیق
کیجانب بڑی توجہ ظاہر کی ہے اور خدا کالاکہہ لاکہہ شکر ہے کہ محققین پر یہہ امر ابہ
مخفی نہین رہا ہے کہ رسول مقبول کے جملہ غزوات مدافعت پر مبنی تھے جب عرب میں ۰ ۳۶ بت پوجے جاتے تھے - اور خدائے وحدہ لاشریک لہ کو سب بہول گئے تھے
یہانتک کہ اوسوقت کے یہود اور نصارا بہی بت پرستی مین مشغول تھے - تو وہ نبی
برحق - خدائے واحد کی پرستش کا وعظ کہنے کو اوٹہا اور پکار کر کہدیا کہ :۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

یہہ سنکر کفار مکہ اُسے اذیت پہونچانے پر آمادہ ہوئے اُس نے کہدیا کہ مین تو

بشیر اور نذیر ہون

تم نہین مانتے تو نہ مانو مگر مجہے میرے عقیدے کے موافق عبادت کرنے دو لیکن
اونہون نے اوسکی ایک نہ مانی چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ جب وہ خدائے واحد کی
عبادت کرتا ہوا مکہ مین سربسجود ہوا تو موذیون نے اوس پر اوجہڑی ڈالدی
پہر اسی پر قناعت نہ کی بلکہ اوس کے قتل کے درپے ہوئے اور اسے ناچار اپنا
وطن مالوفہ خدا کی خاطر چہوڑنا پڑا -

ہجرت مین بہی مردم آزارون نے اُسے آرام سے اپنے خدائے واحد کی پرستش
نہ کرنے دی وہ وہان بہی اوسکے ایذا پہونچانے بلکہ قتل کرنیکی تدبیرین سوچتے
رہے - اسپر ناچار وہ غزوات وقوع مین آئے - جو محض حفاظت خود اختیاری

مین کبھی کبھی یہہ بہی ہوتا ہے کہ جب کبھی انسان یہہ سنتا ہے کہ ڈاکو ڈاکہ ڈالنے ہین تو قبل از اسکہ وہ ڈاکہ ڈالین - وہ خود چڑہ جاتا اور اون پر چہاپا مارتا ہے

یہہ ہے حقیقت جہاد کی

یہہ بہی سچ ہے کہ قرآن مین لکہا ہے

وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ

مگر یہہ حکم اوسی وقت تک نافذ رہتا ہے جبوقت تک کہ موذیون کیجانب سے اذیت کے پہونچنے کے سبب سے جنگ شروع رہے - جب جنگ ختم ہوجاوے تو پہر تاوقتیکہ کوئی خواہ مخواہ اذیت نہ پہونچاوے -

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِين

کی ہدایت بزل ہوتا ہے کہ تمہارے لئے تمہارا دین اور ہمارے لئے ہمارا دین تم اپنے مذہب پر رہو ہم اپنے مذہب پر رہین -

اس سے اونہم حکم قرآن

اس سے بہی صاف حکم قرآن کا یہہ موجود ہے -

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّين

دین مین جبر و اکراہ نہین ہے

پس غور کرو کہ مسئلہ جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے اور خود غرضون نے اسکی صورت کیسی مسخ کرکر دکہائی ہے -

پر سوشیل امور مین تو قرآن نے اہل کتاب کے ساتہہ ہمارا ایسا ربط اور اتحاد بڑہایا ہے کہ ہم مین اور اہل کتاب مین غور کرو تو کچہہ تفرقہ باقی نہین رہتا -

اونکا کھانا ہمارے لئے حلال ہے اور ہمارا کھانا اونکے لئے حلال ہے۔
وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ

پھر اہل کتاب سے نکاح بھی جایز ہے اور ظاہر ہے کہ جو محبت زوج کو اپنی زوجہ سے ہوتی ہے وہ دوسرے سے نہین ہوتی۔

استنتاج

پھر اگر اہل کتاب سے محبت رکھنی منع ہوتی تو نکاح اہل کتاب سے کیونکر جایز ہوتا۔ پس کتنی غلطی پر ہین۔ وہ فتنہ پرداز جو یہہ کہا کرتے ہین کہ مسلمان انگریزون سے دشمنی رکھنا فرض سمجھتے ہین۔

تحمل

پھر ذرہ نئی تہذیب والے روشن ضمیر اس پر

کہ مسلمان والدہ کے مسلمان فرزندون پر یہہ حکم ہے کہ اگر اون کی بڑھیا ان گرجا مین نماز کے واسطے خود چلکر نہ جاسکے تو اون کے مسلمان فرزند اسے کندھے پر چڑھا کر گرجا لیجا دین اور نماز پڑھا دین۔
خیال کرین اس سے زیادہ Toleration کی اور کیا مثال ہوگی۔ اگر کسی مذہب مین ہے تو دکھادو۔

ملکہ معظمہ کی حکومت مین دو کروڑ مسلمان ہین

اس کے علاوہ ہند کے مسلمان یہہ بھی جانتے ہین کہ ملکہ معظمہ کے قلمرو مین سب سے زیادہ مسلمان آباد ہین۔ روم یعنے ٹرکی مین اگر ایک کروڑ مسلمان بستے ہین تو ہند مین ۵ کروڑ مسلمان بستے ہین۔

انگلستان کے سبب سے روم

اور روم محض انگلینڈ کی مداخلت کے سبب سے روس کے پنجہ سے بچا

روس کے پنجہ سے بچا چلا آتا ہے۔

چلا آتا ہے۔ ورنہ کبہی کا یہہ گورکہہ دہند اگڈ گیا ہوتا۔ اگر ستون ہتا ہماری ہو نکار زمین پر گر پڑا ہوتا۔ یہ سمان گیا۔

حال کی لڑائی مین اگرچہ روم کو انگلستان نے مدد نہین دی۔ تاہم آخر جب روسی قسطنطنیہ کے نزدیک پہونچ گئے تہے تو انگریزی جہازون کے بیڑے نے اوس عین نازک وقت پر پہونچکر روس کو جہان کا تہان روک دیا اور انگلستان کی فوج جزیرہ سائپرس مین پہونچ جانے سے روسیون کو یقین ہوگیا کہ اس سے زیادہ مداخلت ہماری انگلستان گوارا نہ کریگی۔ اسواسطے روس نے روم سے عہدنامہ کیا اور واپس ہوگیا۔

مسلمانان ہند کا جنرل فیلنگ روم کی نسبت کیا ہے۔

ٹرکی سے مسلمانان ہند کو اگرچہ directly چندان واسطہ نہین ہے۔ مگر ہند کے مسلمانون مین جنرل فیلنگ یہہ ہے کہ خدا کرے روم۔ روس کے پنجہ سے بچا رہے اور جب وہ انگلستان کو ٹرکی کا طرفدار پاتے ہین تو اون کے دل انگلستان کیجانب اور بہی زیادہ جہکجاتے ہین اور اگر ٹرکی اور انگلستان مین سرنو Offensive and defensive allowance آ۔فن۔سو۔ اور۔ڈی۔فن۔سو۔الائی۔انس۔قایم ہوگیا تو مین یقین کرتا ہون کہ اس سے ہندوستان کے مسلمان اور بہی انگلستان کے ممنون احسان ہون گے۔

راقم کی بہبودی رعیت کی بابت

یہہ جو کچہہ مین نے لکہا ہے۔ میرے ۰ ا برس کے غور کا نتیجہ ہے اور

کا یہہ خیالات نتیجہ ہین

چونکہ مین مسلمان ہون اسواسطے مین سمجھتا ہون کہ مین اپنے برادران دینی کے خیالات سے بہت کچھہ واقفیت رکہتا ہون خاصکر اس وجہ سے کہ اس واقفیت کے حاصل کرنیمین مین نے سالہا سال سے جدوجہد بہی کی ہے

استدعائے توجہ

پس جو کچھہ مختصر آیہان مسلمانون کی وفاداری پر مین نے لکہا ہے اُسے لارڈ ڈفرن اور ہماری متمدن قوم انگلشیہ ذرہ نظر توجہ سے دیکہے اور سوچے کہ حقیقت حال یہی ہے یا نہین - جو مین نے بیان کی ہے -

خود غرضون نے اگر سیفہ پولیٹکل مین جہاد کو اپنی مطلب براری کا آلہ بنایا تو یہہ اور بات ہے -

یہہ اور بات ہے کہ بعض خود غرض بادشاہان سلف نے یا ہنگامہ پرداز اوباشون نے یا جنگجو اور انقلاب پسند اشخاص نے یا فناٹک (fanatic بمعنی دین کے دیوانون) نے صیغہ پولیٹکل مین جہاد کو اپنے مطلب براری کا آلہ بنایا ہو اور ایسی طبعیت کے اشخاص کو ہنوز جہاد اپنی آرزوئین پوری کرنیکا آلہ نظر آتا ہو -

اگرچہ برائے چندے حقیقت جہاد پر پردہ پڑگیا تہا لیکن تاہم وہ اس طرح چمکتا رہا جیسطرح خاکستر مین کُندن دمکتا ہے -

اگرچہ اس سے برائے چندے حقیقت جہاد کا نور تہ خاک ہوگیا تہا تاہم وہ اس طرح ہر آن اور ہر شان مین چمکتا تہا -

که ہو خاک مین جیسے کُندن دمکتا

اور جنکی آنکھون پر تعصب اور خود غرضی کا پردہ نہین پڑا ہوا تہا وہ اوسکی چمک اور دمک سے ہدایت پاتے تہے -

آخر کو حقیقت جہاد کہل گئی	اور اگرچہ کچہہ مدت اونکی بصیرت کے اوپر شک وشبہ

رہا لیکن آخر الامر بقِواے۔

اَلحَقُّ یَعلُو وَلَا یُعلٰی

جب تعصب اور خودغرضی کی پٹی مطلب پرستون کی آنکھون سے اُتر گئی

تو اونکو بہی ؎

جہلکا اک نظر آیا ادا سے

اب کسی مسلمان کو حقیقت جہاد پر شک نہین	اور اب اس وقت خدا کا شکر ہے کہ جو حقیقت جہاد کی ہمنے بتائی ہے اوسپر کسی مسلمان کو شک نہین رہا ہے۔
اونکو یقین ہے کہ اسلام سے غلامی بہا دور ہو گئی ہے	اونکو یہہ بہی ساتھہ ہی اس کے یقین آگیا ہے کہ آیتہ۔

اما منا بعد واما فدا

نے اسلام سے غلامی بہی یک لخت دور کر دی ہے۔

جہاد کے اصل مین کیا معنے تہے وہ کیونکر الٹے گئے	وہ یہہ بہی جان گئے ہین کہ لفظ جہاد جن معنون مین آجکل مشہور ہو گیا ہے وہ خودغرضون کی کیسی کیسی کارستانیون

سے اپنے اصلی مطلب معانی سے پہیر اگیا ہے۔

خوف طوالت مانع تفصیل ہے۔	اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو جو امور جہاد کے متعلق مختصر طور پر ہمنے ذکر کئے ہین اون سے ہر امر پر یہان ٹہر کر مفصل بحث کرتے
بنظر ما نحن فیہ سے دور پڑ جانا	لیکن اندیشہ ہے کہ اُسے ہم علاوہ طوالت کے ما نحن فیہ سے

دور جا پڑین گے اور جو بحث والنظیر کی ہمنے چھیڑی ہوئی ہے وہ بہت دور جا پڑیگی

مسئلہ والنظیر پر غور

اسلئے ناچار بعد اسقدر تحریر کے ہم اب مسئلہ والنظیر پر غور کرتے ہین

ناظرین کے حافظے سے اپیل

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا۔ ہم اوپر لکہہ آئے ہین کہ ہم سرکار انگریزی کو اپنا سمجہنے لگے ہین۔ ہماری طبیعتون مین جوش بہرا ہوا ہے کہ ہم سوائے اپنی محسن قوم انگلشیہ اور کسی کو حکمران نہ دیکہین۔

روس کی مفصلہ ذیل عادات اور اخلاق کے ماخذ

ہمنے کرنیل برنبائی کے سفرنامہ خیوا مین اور مسٹر شلر کے رسالہ مین اور جب روم و روس کی لڑائی ہوتی تہی تو اخبارون مین پڑہا ہے کہ

شراب خوری

"روسی وحشی ہین۔ شراب پیکر بدمست ہونا اونکے لئے مایہ فخر ہے۔ جو افسر جسقدر شراب پیوے وہ اسیقدر بہادر تصور ہوتا ہے"۔

ظلم و تعدی

"ملک مفتوحہ مین کوئی ظلم اور تعدی ایسا نہین جو وہ نہ کرتے ہون بلگیریا کے مسلمانون کی بہو بیٹیون کے ساتھ فوج روس نے وہ وہ کام کئے ہین جسسے سارا یوروپ شکر برانگیختہ ہوگیا تہا"۔

روک ٹوک کے آئین

"وہ آزادی کے سخت دشمن ہین وہ مفتوح رعایا کے حق مین سخت روک ٹوک کے آئین بناتے ہین"

رشوت خواری

"رشوت خواری اونکے افسرون مین اسیطرح پہیلی ہوئی ہے جسطرح عہد سکہان مین ویسی عمال مین تہی"۔

انجیل مقدس کی اشاعت

اونکا دعوے ہے کہ سنٹرل ایشیا ء وحشی ہے خدا کی پاک کلام انجیل سے واقف نہین ہے وہ محض خدا کی کلام پہونچانے اور اونکو راہ نجات دکہانے کے واسطے بہت تکالیف فتوحات کی گوارا کرتے ہین۔ !!!!"

روس کی انگریزون سے شکایت

"وہ شاکی ہین کہ انگریزون نے باوصف ایکصدی سے زیادہ حکومت کے ہندوستانیون مین بہت تہوڑا تبدیل مذہب کیا اگر روس کی عملداری ایکسو برس تک ہندوستان مین رہتی تو آدہی سے زیادہ ہندوستان مسیح کا کلمہ پڑہتا ہوتا"

جہاد کے مشن کے نام سے روس شرم آتی ہے

وہ آجکل کے تہذیب کے دعوے سے اپنے مشن کو جہاد کے مشن نہین کہتے مگر درحقیقت نام اور طرز بیان کے سوا اونکا یہہ کام بہی جہاد سے بہی بدتر ہے۔

سویلائزینگ مشن کے پردہ مین روس کی کارستانی

وہ سویلائزینگ مشن کے پردہ مین ساری ایشیا اور ٹرکی کو مفتوح کرنا چاہتے ہین اور سلاطین یورپ سے جو کوئی اونکے عزم پر معترض ہوا سے وہ بددین یا سست اعتقاد کا خطاب دیتے ہین اسلئے

ہندوستانیون مین ظہور جوش کے وجوہات

نمبر ا۔ کچہہ تو حقیقت حال کے معلوم ہونے سے۔

نمبر ۲۔ کچہہ بوجہ وہ امن وامان کے قایم رکہنے کی خواہش سے

نمبر ۳ - کچھہ اپنی سرکار کا روسیون کی سرکار سے مقابلہ کرنے اور نتیجہ نکالنے سے۔
نمبر ۴ - کچھہ شکرگذاری کی تحریک سے جو ممنون رعایا کے دل مین اپنے حاکم مہربان کیطرف سے جاگزین ہوتی ہے۔
نمبر ۵ - کچھہ سرکار انگریزی کو اپنا سمجھنے سے۔ ہم ہندوستانیون کے دلونمین یہہ جوش پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ ہمنے پیشتر بیان کیا ہے کہ۔

جوش کی تفصیل

ہم اپنے ملک کی خاطر۔ اپنی عزت کی خاطر۔ اپنے مذہب کی خاطر۔ اپنے بال بچون کی خاطر۔ اپنی آزادی کی خاطر۔ اور اپنے جان و مال کی حفاظت کی خاطر۔ روسیون سے جان بکف ہو کر لڑنے کو تیار ہین

ہمارا یہہ جوش قابل قدر ہے

ہمارا یہہ جوش ہمارا یہہ خروش خواہ اُن اسباب سے پیدا ہوا ہو جنکا ہمنے ذکر کیا خواہ اور اسباب یا وجوہ سے بڑے قدر کے قابل ہے اور وہ نا ہو گی وہ گورنمنٹ جو ایسے موقع پر فایدہ اُٹھاویگی اور اسے سمجھینہ ویگی۔

ہندوستانیون مین ایسے جوش کے پیدا ہونیکی بڑی ضرورت ہے

ہندوستانیون مین ایسے جوش کے پیدا کرنے کی بڑی ضرورت تھی اور اب جو واقعی طور پر وہ پیدا ہو گیا ہے اور ظہور اسکا ہمالہ سے راس کماری تک اور برہم پتر سے پشاور تک اُسی تیزی سے ہوا ہے جس تیزی سے امریکہ کے جنگلون مین آگ پہیلتی ہے تو اب حق ہے کہ اس سے بہترین کام نکالا جاوے۔

قاعدہ

قاعدہ ہے اگر گرمجوشی کے مقابلہ مین سردمہری کہائی جاوے

تو وہ گرمجوشی بہی سرد ہو جاتی ہے ۔

اس سے کیا لازم آیا ۔

اسواسطے ہماری سرکار کو زیبا یہہ ہے کہ اس گرمجوشی کو سردی سے مبدل نہ ہونے دے ۔

یہہ کسطرح ممکن ہے

اور وہ منجملہ دیگر طریق کے ایک طریق یہہ اسطرح بہی ممکن ہے کہ جو ہندوستانی والنٹیر ہونا چاہتے ہین محض اس جوش کی تحریک سے جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اُنہین فی الفور بہرتی ہونیکی اجازت دین ۔

اس جوش کی تیز رفتاری

اس سے یہہ جوش ہندوستانیونکی رگون مین اُسیقدر تیزی سے دوڑیگا جسقدر تیزی سے تار مین برقی پیام دوڑتا ہے ۔

ہماری سرکار کی آرزو

ہماری سرکار اور ہماری سرکار کے بڑے بڑے دانا رات دن اسی فکر مین غلطان پیچان رہتے ہین کہ جب باہر سے فساد کا اندیشہ ہو تو اندرون ملک مین جوش وفاداری کا زور ہو ۔

اس آرزو کی تکمیل کی تدبیرین

اور اس خواہش کے پورا کرنیکے واسطے بہتیری تدبیرین سوچتے ہین جنمین سے ہماری نظر مین ایک بہی کارگر ہونے کے لائق نہین ہوتی ۔

ہمارے نزدیک کونسی عمدہ تدبیر ہے

سب سے بہتر تدبیر یہہ اثر پیدا کرنے کے لئے ہم پہلے ہی بتا آئے ہین اور اب پہر بتلاتے ہین یہہ ہے کہ ہندوستانیونکو سرکار بہی اپنا سمجہے اور اب جو ہندوستانیون کو یہہ سمجہا گئی ہے کہ سرکار ہماری اپنی ہے اور ہم اوسکی حمایت مین جان و مال سے دریغ نہ کرینگے اُن کی اس سمجہ کی یا اس جوش

کی قدر کرے اُس طریق سے جو ہمنے بتایا ہے ۔

وفادار کی وفاداری پر شک کرنیسے وفادار کو ازحد رنج ہوتا ہے	کسی وفادار اور نمک حلال کو اِس سے زیادہ اور کسی بات سے رنج نہین ہوتا۔ کہ اُسکی وفاداری اور نمک حلالی پر یقین نہ کیا جاوے یا اگر یقین بھی کر لیا جاوے تو اوسکی قدر نہ کیجاوے ۔
ہندوستانیون کے والنٹیر نہ بننے دینے کے دو سبب	ہمین جو والنٹیر بننے کی اجازت نہین ہوتی اسکے دو ہی سبب ہون گے۔

ایک تو یہہ کہ ہماری وفاداری اور نمک حلالی پر سرکار کو یقین نہ ہوگا۔ دوم اگر یقین بھی ہوگا تو پھر قدر دانی نہ ہوگی ۔

چونکہ ہم اِس وفاداری کے متعلق بار بار لکھہ آئے ہین۔ اُس سے ہماری وفاداری پر جیسا سرکار کو شک کی گنجائش باقی نہین رہی ۔

پھر بعد شک رفع ہوجانے کے بھی اگر ہم والنٹیر نہین بنائے گئے تو مجبوراً یہی کہا جاوے کہ ہماری وفاداری کی قدر دانی نہین ہے ۔

اینگلو انڈین کی رائے	ہمین اب بھی بعض اینگلو انڈین ایسے نظر آتے ہین جو ہندوستانیون

کو والنٹیر بنانا سرکار کی ایک بڑی بھاری غلطی تصور کرتے ہین ۔

اونکا مقولہ	وہ کہتے ہین کہ

والنٹیر فوج اسواسطے موضوع ہوئی ہے کہ جب پلٹنی فوج لڑائی پر باہر کہین جاوے تو اندرونی انتظام قایم رکھنے کے واسطے والنٹیر فوج موجود رہے ۔

اونکا خیال

اونکا خیال ہے کہ:-
"یہہ ہماری غلطی ہے کہ ایسے وقت مین کہ جب ملک سے باہر اپنی فوج جنگ مین بہیجی ہوئی ہو تو ہندوستانی والنٹیر ملک کی اندرونی حفاظت کے واسطے تیار نہ کیے جاوین۔

اونکو وفادار اور غدار مین تمیز حاصل نہین

وہ یہہ بہی کہتے ہین کہ:-
ہم نہین پہچان سکتے ہین کہ ہندوستانیون مین وفادار کون ہے۔ غدار کون ہے ہم ایک یوروپین اور ایک دیسی کے درمیان تمیز تو کر سکتے ہین۔ مگر دیسی کے درمیان نہین کر سکتے۔ ہمین سب [illegible] نظر آتے ہین"

اونکے دلائل کا لب لباب

یہہ لب لباب اون دلائل کا ہے جو انگلو انڈین کیجانب سے یا اون کے پریس کیجانب سے ہم ہندوستانیون کو والنٹیر نہ بنانے کے واسطے پیش کیے جاتے ہین۔

ان دلائل کا ضعف

مگر جن صاحبون نے ہماری آرٹیکل پڑہے ہین یا جو کچھہ ہم کلکتہ والنٹیر کے متعلق ہم پیشتر لکہہ آئے ہین اوسکو پڑہا ہے انپر خود بخود واضح ہو گیا ہوگا کہ یہہ دلائل ؎

اَوہَنُ مِنْ بَیْتِ الْعَنْکَبُوت

ہین۔ اور بغیر تردید کے خود بخود رد ہو جاتے ہین۔

الفاظ کا الٹ پہیر	خواہ الفاظ کا کچھہ ہی اُلٹ پہیر ہو۔ جیسا ہم پہلے کہہ آئے

ہین اس مسئلہ مین ہندوستانیون کی خیر خواہی کی بحث ضرور آجاتی ہے اُسی بحث کو اینگلو انڈین نے مختلف طور پر ادا کیا ہے۔

ہندوستانیونکی وفاداری کا ثبوت کس درجہ تک پہونچا دیا گیا ہے	مگر ناظرین کو واضح ہوگیا ہوگا کہ ہندوستانیونکی وفاداری کا ثبوت کس درجہ تک ہمنے پہونچا دیا ہے۔
اس ثبوت سے ان دلائل کا مقابلہ	اور اُس ثبوت کے مقابلہ مین اینگلو انڈین کی یہہ حجتین کیسی بے اعتبار اور کیسی بُرے دل سے نکلی ہوئی معلوم ہوتی ہین
ان دلائل کی لغویت کہولنے کی وجہ	اسی واسطے ہمارا ارادہ نہ تہا کہ ہم ان دلائل کی تردید کے واسطے خاص توجہ کرین۔ مگر بعض دوستون کے سمجہانے

سے ہم بہتر سمجہتے ہین کہ ان دلائل کے Fallacy (لغویت) ذرہ زیادہ وضاحت سے کہولدین۔

پہلے امر سے ہمین اتفاق ہے	جس غرض سے والنٹیر فوج کا موضوع ہونا بیان گیا گیا ہے

ہم بہی اوسکو مانتے ہین۔

تعجب خیز امر	لیکن ساتہہ ہی اسکے ہم کہتے ہین کہ کتنی نادانی کی بات ہے

کہ میدان جنگ مین تو ہندوستانیونکی آئینی فوج پر ہماری دشمن کے مقابلہ مین اعتبار کیا جاوے اور اندرون ملک مین ہندوستانی والنٹیرون پر اعتبار نہ کیا جاوے

میدان جنگ مین بنسبت اندرون	اگر ہندوستانی بدخواہ ہین تو اونسے زیادہ اندیشہ کرنا چاہئے

ملک کے ہندوستانیوں پر زیادہ بہروسہ کرنا کیا معنے رکہتا ہے

ہم میدان جنگ میں جہاں ہماری دشمن سے مقابلہ ہو
بہ نسبت اُس جگہ کے جہاں بالکل امن و امان قائم ہو۔

کسی کو یہہ خیال نہیں کہ میدان جنگ میں ہندوستانی فوج وقت پر دغا دیگی۔

کہ میں نہیں خیال کرتا کہ سوائے کسی کم فہم کے کسی اور کو
بہی کبہی یہہ خیال گزرا ہو کہ میدان جنگ میں ہندوستانیوں
کی آئینی فوج وقت پر دغا دیجاویگی۔

برٹش انڈیا کی تاریخ پر نظر

اگر برٹش انڈیا کی تاریخ ہمیں صحیح یاد ہے تو ہم یقین
کرسکتے ہیں کہ چار دانگ ہندوستان دیسی فوج کے ذریعہ سے انگلستان کے قبضہ میں
آیا ہے یا یوں کہو کہ اُس کے حصول میں دیسی فوج نے بڑی بہاری معاونت کی ہے

سرکار کا ہندوستانی فوج پر بہروسہ

اور ابتدائی زمانہ سے آجتک سرکار انگریزی نے دیسی فوج
پر ہمیشہ بڑا بہروسہ کیا ہے۔

سرکار کا یہہ اعتبار جائز اور سچا ثابت ہوا ہے۔

اور پیچہلے سنہ کے افسوس ناک حادثہ کے [illegible] وقوع پر
حاکم اور محکوم دونوں نے از حد تاسف کیا تہا۔ جیسا ہم
کہ ہمیں پیشتر تحریر کر آئے ہیں کوئی امر ایسا وقوع نہیں ہوا جس سے سرکار کا
وہ اعتبار جائز اور سچا تصور نہ ہوتا۔

سرکار کی موجودہ پالیسی سے ہندوستانی فوج کی قدر

جو کچہہ انگلستان کی پالیسی دیسی فوج کے بارہ میں اب ہے اس سے
بہی ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار انگلشیہ اسے اپنی قوت کا ایک
بڑا بہاری جزو خیال کرتی ہے۔

استنتاج

پھر کتنے بے ڈھنگے ہیں وہ عذر جو ہندوستانیوں کو والنٹیر بننے سے روکتے ہیں ایسی وجوہ پر جنکا ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے ۔

دیسیوں میں نیک و بد میں تمیز نہ کر کے کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے

یہہ کہنا کہ ہم دیسی رعیت کے درمیان تمیز نیک و بد نہیں کر سکتے سب بہیڑونکو [illegible] لاتے یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے کہ جس گروہ میں نیک و بد کی تمیز نہ ہو سکے اسمیں سے والنٹیر کوئی بھرتی نہ کیا جاوے ۔

سوال

ایک منٹ کے لئے ہم اس لغو دلیل کو فرضاً صحیح مانکر پوچھتے ہیں کہ یہہ کیا کہ یہہ بدتمیزی ۔ والنٹیر کی بھرتی کے واسطے روک ہو ۔ اور دیسی فوج آئینی بھرتی کے واسطے روک نہ ہو ۔

کونسی عینک ایک موقع پر کام دیتی ہے دوسرے پر نہیں دیتی

ہمیں نظر نہیں آتا کہ دیسی آئینی فوج میں بھرتی کے وقت ہمارے مدبر کونسی عینک لگاتے ہیں جس سے خیر خواہ اور بدخواہ میں اوسوقت اونکو تمیز ہو جاتی ہے ۔ اور پھر خدا جانے ہندوستانیوں کے والنٹیر فوج میں بھرتی ہونے کے وقت وہ عینک اُن سے کونسی کوچہ میں لیجاتی ہے

کونسی مخفی قوت اونکو بدخواہوں کی بھرتی سے باز رکھتی ہے

یا خدا جانے اُنہوں نے کونسی پوشیدہ قوت پہرہ پر بٹھائی ہوئی ہے جو دیسی آئینی فوج میں بدخواہان گورنمنٹ کو بھرتی ہونے سے باز رکھتی ہے ۔

مگر والنٹیر میں بھرتی ہونے سے وہ بدخواہان سرکار کو باز نہ رکھ سکیگی ۔

کیوں والنٹیر ہونا چاہتے ہیں

اگر میں غلطی پر نہ ہوں تو میری رائے میں والنٹیر ہونے کے

واسطے خاصکر وہی اشخاص آرزومند ہین جو تعلیم یافتہ یا مشہور وفادار خاندانون مین سے ہین۔

دیسی فوج مین ستا سپاہی کی بہرتی	برعکس اسکے دیسی فوج آئینی مین ایسی ستا سپاہی کی بہرتی ہے کہ ممکن ہے کہ جسقدر بدخواہ چاہین بآسانی اپنے تئین اسمین

بہرتی کرالیوین۔

انگریزی گورنمنٹ سے نفرت کرنیوالا کہانتک اپنی نفرت کو کہینچتا ہے	ہمین یہہ بہی یقین ہے کہ غور کرنیوالون پر یہہ امر پوشیدہ نہوگا کہ جو کوئی گورنمنٹ انگریزی سے ناراض ہے وہ کوئی انگریزی شے پسند نہین کرتا۔ اعلے انسٹیٹیوشنون کو چہوڑ دو وہ

انگریزی بوٹ تک سے بہی نفرت کرتا ہے اور نا ممکن ہے کہ وہ والنٹیر ہونے کی کبہی آرزو کرے۔

خیرخواہ ہی والنٹیر بننے کی آرزو کریگا	والنٹیر بننے کی آرزو وہی کرے گا جو سرکار انگریزی کا دلی خیرخواہ ہے۔

اندیشہ	مجہے اندیشہ ہے کہ جلد یا قبل مین جو مین نے یہہ کہا ہے کہ بدخواہ

والنٹیر ہونا نہین چاہتا اس سے معترض کہے گا اچہا تو تم ہندوستانیون مین بقول تمہارے بدخواہون کا بہی وجود پایا جاتا ہے۔

ہماری تسلیم	ہمین اس سے انکار نہین ہے بیشک ہم مین معدودے چند

ایسے بہی ہین مگر ہم انکو خوب پہچانتے ہین ۵ من خوب میشناسم پیران پارسا

اور اپنی چال ڈھال اور نمونہ سے اُمید کرتے ہین کہ اونکو بہی راہ راست پر جلد لے آوین گے ۔

ہمارا التعجب

ہمین از بس تعجب پیدا ہوتا ہے جب ہم یہہ سنتے ہین کہ مُدبّران انگریزی ہندوستانیون مین نیک و بد نہین پہچان سکتے ۔

یہہ کس کا قصور ہے

اگر باوصف سو برس سے زیادہ کی عملداری کے ۔ باوصف اسقدر روز افزون معلومات کے ۔ باوصف اسقدر میل ملاقات کے بہی ہماری حکمران قوم ہماری گروہ سے نیک و بد نہ پہچان سکے تو ہم ادب سے پوچھتے ہین کہ یہہ کس کا قصور ہے ۔

اصلیت

اصل یہہ ہے کہ ہمارے مُدبّران سلطنت ایسے جاہل نہین ہین جیسا کہ مخالفین نے محض اپنی بات وزن رکہنے کے واسطے اونکو ظاہر کیا ہے ۔ وہ بہت اچہی طرح سے جاننے اور پہچاننے کے وسیلہ اور ذریعہ رکہتے ہین کہ وفادار کون ہے ۔ غدار کون ہے یا وفادار کتنے ہین اور غدار کتنے ہین ۔

افسوس

اور جب حقیقت حال یہہ ہے تو افسوس ہے کہ خلاف واقعہ اونکی جہالت ہندوستانیون کی والنٹیر فوج مین بہرتی ہونے کے واسطے کیون ایک مزاحمت خواہ مخواہ ہو جاوے ۔

ہمارا اس تحریر سے منشا کیا ہے ۔

جو کچھہ ہمنے لکہا ہے اُس سے ہمارا منشا یہہ نہین ہے کہ سارا ہندوستان والنٹیر ہو جاوے ۔

ہم والنٹیر فوج مین بہرتی ہونے کے واسطے لائق تصور کرتے ہین -

والنٹیر فوج کے لائق کون کون ہین -

۱ - تعلیم یافتہ گروہ کو

(۲) مشہور وفادار خاندانی آدمیونکو

۳ - ایسے متوسط درجہ کے آدمیون کو جنکی وفاداری پر کچہہ شک و شبہہ نہین ہے

درخواست قابل پذیرائی ہے

اور ہم امید کرتے ہین کہ ہماری ایسی درخواست ہے جسکو درجہ اجابت بخشنے کی ضرورت ظاہر ہے

دو امور غور طلب

یہان پہونچکر اس مسئلہ کے متعلق دو باتین اور غور طلب باقی ہین

اول

اول یہہ کہ دیسی والنٹیرون کی تعداد کہان تک ہو -

دوم

دوم ہندوستانی والنٹیر انگریزی والنٹیرون کے ساتھ ایک ہی بیڑے مین رہین - یا ہندوستانی والنٹیرون کا بیڑا علحدہ رہے -

اسکے لئے اصول کارروائی

تعداد مقرر کرنے سے پیشتر ہر صوبہ مین اون اقسام سہ گانہ کی تعداد اول معلوم کرنی چاہئے - جن سے والنٹیر فوج مرتب کیئے کا اشارہ ہم نے کیا ہے اور جس تناسب سے ان اقسام مین افراد ہر صوبہ مین پائے جاوین - اوسی تناسب سے حسب آرزوے امیدواران مشتاق بہرتی کی اجازت دیجاوے -

ہندوستانی اور ولایتی ایکہی بیڑے مین والنٹیر ہون

دوسرے امر مین رفع شک کے لیے بہتر ہے کہ انگریز اور ہندوستانی ایک ہی بیڑے مین والنٹیر ہوکر کام کرین -

مجبوری

لیکن اگر انگریز والنٹیر ہندوستانیون کو اپنے مین ملانا

مناسب تصور نہ کرین ۔ تو ہندوستانی والنٹیرون کے بیڑے بہ مجبوری عہدہ بر آئے بن جاوین

کمان والنٹیران ہندوستانی کے بیڑے کی بہر حال صاحبان یورپین کو ملیگی ۔

پہر بہی کمان اون کے بیڑے کی اسوقت صاحبان یوروپین کو دیجاوے ۔

بحث قانون اسلحہ

اس بحث کو مین یہانتک پہونچا کر اب قانون اسلحہ کیطرف متوجہ ہوتا ہون ۔

استثناء

اس قانون کے روسے باستثنائے معدودے چند کے کوئی ہندوستانی بلا لائیسنس ہتہیار رکہنے کا مجاز نہین ہے ۔

قانون اسلحہ کس قیاس پر مبنی ہے

یہہ قانون ــــــ کس قیاس پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ سارا ہندوستان علی العموم اعتبار کے لائق نہین ۔ الا ما شاء اللہ

دوسرا احتمال

یا یون کہو کہ سرکار انگریزی ہندوستانیون کی وفاداری پر اعتماد نہین کرتی ۔

تیسرا احتمال

یا یہہ کہ اسکو اندیشہ ہے کہ اگر انکے پاس ہتہیار رہون تو مبادا کیسیوقت اونکا بد استعمال کرین ۔

ایک اور وجہ موجبہ

یہہ سب غلط ہے شاید اصل یہہ ہے کہ ہمارے مدبران انگلشیہ کو وقت واقع ہوئی تمیز نیک و بد کرنے مین فیمابین ہندوستانیون کے ۔ اور جسطرح اس وقت سے

فتوے

بچنے کیواسطے اونہون نے یہہ فتوے دیدیا کہ جس گروہ خلایق مین ہم خیر خواہ اور بد خواہ نہ پہچان سکین اوس گروہ مین سے کسی فرد کو خواہ وہ کیسا ہی

خیرخواہ ہو والنٹیر نہین بنانا چاہئے (خدا جانے اوس گروہ مین سے آئینی فوج کے واسطے کیون لاکھون جوان لئے گئے) اسیطرح یہہ بہی فتوے دیدیا کہ اوس گروہ مین سے کسیکو ہتہیار رکہنے کی اجازت بسبب ہماری اس بدتمیزی کے نہین دینی چاہئے ۵

آشنائیون سے اگر ایسے ہی بیزار ہو تم ٭ تو ڈبو دو انہین دریا مین سفینہ بہر کے

مشابہت دو اصول مین

اس سے ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ جس اصول پر ہندوستانیون کو والنٹیر فوج مین بہرتی ہونے سے ممانعت ہے اوسی اصول پر انہین ہتہیار رکہنے سے ممانعت ہے

اسکا نتیجہ

اسلئے پہلے اصول کی لغویت ہماری تحریر سے ناظرین پر اسیطرح ثابت ہوگئی ہے اوسیطرح ہماری تحریر سے اس کی لغویت بہی ثابت ہے ۔ قصہ مختصر یہہ کہ جو کچھہ ہمنے مسئلہ والنٹیر کے متعلق تحریر کیا ہے وہ مساوی طور سے اس مسئلہ اسلحہ قانونی پر بہی صادق آتا ہے ۔

درخواست والنٹیر جس اصول پر مبنی ہے اوسی اصول پر درخواست ہتہیار رکہنے کی مبنی ہے ۔

اور جس اصول پر ہمنے فوج والنٹیر مین ہندوستانیون کی بہرتی چاہی ہے بعینہ اوسی اصول پر ہم چاہتے ہین کہ سرکار ہندوستانیون کو بلا روک ٹوک ہتہیار بہی رکہنے دے مگر یہہ غلطی نہ کہانا وے کہ ہماری یہہ استدعا ہے کہ بلا تمیز سارے ہندوستان کو ایکسرے سے دوسرے سرے تک ہتہیار دیدئے جاوین ۔

پہر ہم کیا چاہتے ہین

اسوقت جو کچھہ ہم چاہتے ہین وہ صرف یہہ ہے کہ اقسام سہ گانہ سے (جو کچھہ ہمنے بتائے ہین) جو والنٹیر نہ بننا چاہین ۔ اگر ہتہیار رکہنا چاہین اونکو بلا

لوگ کو ہتہیار رکہنے کی اجازت دیجاوے -

ہندوستانیون مین ہتہیار چہین لینے سے ہمت مردانہ جاتی رہی	ہندوستانیون کے ہاتہیار چہین لینے سے علاوہ اور خرابیون کے سب سے بہاری خرابی نئے پود مین یہہ پیدا ہوگئی ہے کہ اونکو (ڈکنس اون لیجس حصه مه عه سه مع) ہمت مردانہ بالکل زائل ہوگئی ہے

بیشک نئی روشنی اور نئی تعلیم سے انکا دماغ روشن ہے اونکے قوائے ذہنی آراستہ ہین اونکے قوائے اخلاقیہ پیراستہ ہین - وہ ہرطرح کی علمی مجلس مین - عمدہ لکچر دیسکتے ہین یہانتک کہ کبہی کبہی ہاوس آف کامنس پولے ٹکس - مین بہی عمدہ بحث کرتے ہین - مگر عملی طور سے وہ باعتبار اپنی قوت جسمانی اور ہمت مردانہ کے کچھ بہی نہین - انکے تصویر ایک عالیدماغ مصنف نے خوب کہینچی ہے یہان اوسکا نقل کرنا خالی از لطف نہ ہوگا -

اقتباس	نیپال کی ترائی مین شیر کا شکار "نواب وجاہت علیخان اور ثریا

بیگم شیر کا شکار کرنے نیپال کی ترائی مین گئے - ثریا بیگم کو یہہ معلوم نہ تہا - کہ نواب شیر کے شکار کو جاتے ہین -

ان کے ساتہہ دو بنگالی بابو بہی یہہ سمجھکر چلے گئے تہے کہ پرند کا شکار ہوگا خوب مزے اوڑائینگے - ایک کا نام کالیچرن گہوس تہا - دوسرے کا نام شب دیب بوس تہا -

راستہ مین ایک جہیل ملی - آدمیون نے کہا کہ قد آدم پانی ہوگا ہاتہی جلد عبور کرجائینگے چنانچہ نواب صاحب کے ہاتہی تو جہٹ پٹ عبور کر گئے - بابو صاحبونکا ہاتہی ذرہ پیچہے رہگیا

جب اونہون نے سنا کہ نواب میر کے شکار کو آئے ہین تو اون دونون مین یون گفتگو ہونے لگی

بوس - مہاشا ئی یہہ تو بڑی بات ہوئی ہکو نواب نے بڑا دہوکا دیا - ہم نہین جانتے تہے کہ نواب ہمارے دشمن ہین - دوست نہین ہین -

گہوس اوشالا یہہ لوگ ہمارا دشمن ہے اچہا ہم ان سے سمجہے گا - اوشالا ٹہیل کا بان ہکو بہت لیجائے گا -

رازونی ہیل کا بان - فیلبان کی خرابی ہے -

یہہ بابو صاحب کا ایجاد ہے - ایجاد بندہ اگرچہ گندہ فیلبان منسوڑ آدمی تہا اسنے جو دیکہا کہ بابو صاحب گہبرائے ہوئے ہین اور گالیان بک رہے ہین تو ہاتہی کو اور بہی تیز کیا اور دونون بابوؤن کے دل پر اسقدر صدمہ ہوا کہ الامان - الحذر - ایک نے کہا

"اوپہیل کا بان شالا"

دوسرا بولا

"باپ رے باپ ارے اب ہم لوگ کا جان جاتا ہے" -

فیلبان نے ہاتہی کو اور بہی تیز کیا - تو یہہ دونو صاحب کمال منتشر ہوتے او ر اسقدر گہبرائے کہ اگر موقع ملتا تو ہاتہی پر سے کود پڑتے -

بوس اوشالا تم ہاتہی وان کا شالا ہے کون ہے -

گہوس اوشالا پہیل کا بان (دہوتی سنبہالکر) واہ اچہا ہم مجسٹریٹ صاحب کے یہان تمہاری کا نالش (نالش) کرنے سکیگا - اوشالا تم ہماری جان کا بیری ہے - تم پہنسیگے

بان کو پہیر دے گا ۔

راوی ۔ من چہ فش ام براہ رفلان بالسافش ہت ۔ حضور کے ساتہی تو پہیل کا بان فیلبان کو کہتے تہے اور حضور فرماتے ہین ۔ پہیل کے بان کو پہیر دیگا ۔ اتنے ہی مین بگڑ گئے

گہوس ارے بابا ہم لوگ جانا نہین مانگتا ۔ شیر شالا کا مکالبہ (مقابلہ) کون کرنے سکتا ۔ ہم لوگ لیکچر دینے سکتا ۔ او شالا ۔ او شالا ۔ ارے او شالا پہیل کا بان ۔

فیلبان (ہنسکر) بابوجی ڈرو نہین ابہی تو شیر دور ہے جب ہو آکر پڑے گا ۔ تب دل لگی ہو گی ۔ گالیان دیتے جاؤ مین ایک ہی دفعہ بدلہ لونگا ۔ دل لگی نہین ہے ۔ شالا ۔ شالا ۔ کہتے جاؤ ۔

بوس ارے بہائی تم ہمارے کا باپ ہمارے باپ کا پتا ۔ ہم ہاتہی کو پہیرنے مانگتا ۔ او شالا تم ارام جادہ (حرامزادہ)

فیلبان (ہاتہی کو تیز کرکر) اچہا بابو دیتے جاؤ گالیان ۔ خدا کی قسم عین شیر کے منہہ مین ہاتہی نہ لیجاؤن تو پاجی ۔ دیکہو تو سہی کیا کرتا ہون ۔

بوس ارے مہاشائی ۔ او مہاشائی ۔ او مہاشائی باپ رے باپ ۔ او پہیل کا بان تم ہمارے باپ کا پتا جی ۔ ہمارے کو بچائیے ۔ ہم ریشوت (رشوت) دینے سکیگا ۔ (ہاتہ پکڑکر) او پہیل کا بان تم روک لیویگا روک لیویگا ۔ او اب ہم کیا کرے ہمارا باپ ہے مان ہے سب تم ہے پتا جی ۔

فیلبان نے ہاتہی دوڑایا تو گہوس بولے او شالا تم ہمارا جان لینے مانگتا ہے

او شمان تمم ہمارے کو دیک (دق) مت کرنگا۔ ارے بابا ہم بنگال کا رہنے والا بردوان سے آیا ہے کہاں ہمارا دیش ہے۔ کہاں یہہ جنگل ہے ہمارا تو باپ بہی کبہی شیر کا شکار نہ کہیلنے سکا۔ او بابا ہمارے پر تیم (رحم) کرے۔

جتنے آدمی ساتہہ تہے سب قہقہے لگانے ان دونوں کی بیتابی اور بیقراری قابل دید تہی کبہی فیلبان کے آگے ہاتہہ جوڑتے تہے کبہی ٹوپی اوتار کر خدا سے دعا مانگتے تہے کبہی جنگل کیطرف دیکہہ کر کیپتے تہے۔

"آف او رے بابا ہمارا دیماغ لینے کو ہم یہاں آیا۔ ہمارا امرت رموت ہمکو یہاں لایا اور یہہ پل کا باں ہمارا کہنا جر دو کو نہیں مانتا"

فیلبان نے ہاتہی کو روک کر کہا۔

"بابو صاحب آخر آپ ہی ہاتہی پر سوار ہیں۔ یا کوئی اور بہی ہے۔ جان سبکو عزیز ہے یا آپ ہی کو۔

اسوقت کم سے کم پچاس ساٹہہ آدمی شکار کہیلنے آئے ہیں۔ مگر آپ کیطرح کوئی بدحواس نہیں ہے۔ کبہی گالیاں دیتے ہو۔ کبہی دعا۔ کبہی ہاتہہ جوڑتے ہو۔ اور تمہاری یہہ حالت دیکہہ دیکہہ کر ہمیں ہنسی آتی ہے"۔

گہوس ارے بابا ہم لوگ لیکہنے پڑہنے میں اچہا ہوتا ہے بلایت (ولایت) جا کر انگریجی (انگریزی) کہوب (خوب) سیکہتے ہیں۔ اور ہم لوگ بڑا تہیا چوڑا الکچر دیتا

[illegible]

ڈاکٹر سرکار لال موہن گہوس اور ریجارون (ہزاردن) آدمی ہیگا - اور ہم لوگ رپنار پناہک (حق) واسطے کہوب (خوب) لڑنے پر نتو ہم لوگ بنگال کا رہنے والا ہم کبہی شیر کا شکار کیا جانے - تم لوگ جان کو سمجھتے نہیں - ارے بابا یہہ پہر کے آنے نہیں والا ہے -

بوس ہمارا پہیل کا بان - اب تم ہاتہی کو پہیرو یگا - ہم ترپپ (تعریف) تمہارا چہپا ہیگا کہبر کے کاگج مین (خبر کے کاغذ مین) -

فیلبان - آپ اپنی تعریف رہنے دین آپ ہماری ہجو چہپا دین -

گہوس - دل نہین - تمہارا نام ہوئے گا - بڑا بڑا مہاراج لوگ - نواب لوگ - بادشاہ لوگ کہبر کے کاگج مین تمہارا ترپپ پڑہیگا تو بولے گا کہ یہہ پہیل کا بان ہاں آوا شکار ملینگے - اور تم ۵۰ روپیہ کا نوکر ہوجاویگا - جرور نوکر ہوجائیگا - سمجہا تمکو ہم نوکر رکھا دیگا -

فیلبان اوہ پچاس ساٹہہ یہہ اسقدر روپیہ ہین رکہونگا کہان - اچہا دو ہی شادی کر لیوین گے - مگر تعریف کرے گا کس بات کی - ذرا ہاتہی دوڑاوں تو لطف ہو

بوس تم بڑے نٹ کہٹ ہے - او شالا تم پہیر دوڑاتے -

جب جہیل کے قریب پہونچے تو گہوس اور بوس کو اور بہی خوف معلوم ہوا - گہوس نے فیلبان سے پوچہا ڈل (پہیل کا بان - اس جہیل مین کتنا گہرا - فیلبان نے کہا - دس ہاتہی ڈباؤ - یہہ سنتے ہی دونون کے حواس رہے سہے فقرد ہوگئے - بالکل

سٹپٹا گئے۔

گہوس اور اس جہیل کے اندر ہم لوگ کو جانے ہوگا بہی۔

فیلبان جی ہاں اسی مین سے (جانے ہوگا بہی) کیون۔

بوس اور جو ہاتی کے پاؤن پہسل گئے تو ہم لوگ کا کیا؟

فیلبان اگر ہاتی کے پاؤن پہسل گئے تو تم لوگ کا ہاتہ اور ناک ٹوٹ جائیگا سیر اور کچہہ نہیں ہوگا۔ اور منہہ بگڑ جائینگے تم لوگ کے۔

بوس اور تم شالا کہان سے بچنے سکیگا۔

فیلبان ہم عمر بہر ہاتی پر چڑہے گئے ہمین اسکے حالات خوب معلوم ہین۔ ہاتہ پہسلے تو ڈر نہین اور بہ جاوے تو خوف نہین۔

بوس تمہارے ہاتی پانی سے ڈرتے ہین کہ نہین۔ بابا ہم سے شاچ سپاچ (سچ سچ) کہدو ہم جان نہین دینی مانگتا ہے بولدو۔

گہوس بڑا بیکوف (بیوقوف) ہم سنین (سنین) شیر کا شکار تو ہم آنے نہین سکتے ہم سے نواب بولا بابو شاہب (صاحب) ہم چڑیا کا شکار کریگا۔

فیلبان بابو شاہب آپ چڑیا کے شکار سے بہی ڈرتے ہین۔

بوس ارے بابو گولی لگانے سے تو شب کوئی ڈرتا ہے۔ جان پہیر آنے سکیگا نہیں اور ہم لوگ شکار نہین جاتا۔ ہم شکار کہاتا ہے۔

گہوس اب تم بات کرتا کرتا اسکے اندر جاتا ہے بابا۔

فیلبان نے بسم اللہ کہکر ہاتھی کو جھیل میں ڈالا تو ان دونوں نے وہ چل پوان مچائی کہ تو بہ ہی بھلی ایک بولا اُرے بابا ہمنے اپنا ... ول (وصیت نامہ) نہیں لکھا ہے۔ ہمارا کتاب کا کاپی رائیٹ (حق تصنیف) کون لیگا۔ ہمارا جاگیر کون کے پاس جائے گا۔

فیلبان مسکرا کر بولا۔ وہیں سے سب لکہکر بھیج دیجیے گا۔ دوسرے صاحب نے وہ ہوتی سے ہانک کہا

"تم ویفل مرڈر (قتل عمد) کرتا ہے تم ہم لوگ کو ڈبونے مانگتا ہے۔ تم تعزیرات ہند (تعزیرات ہند) نہیں جانتا ہے۔ ادشالا ہمارا جان لیگا۔ تم جان لیگا شالا"

فیلبان بابو گون مال تم کرتا ہے کہ ہم کرتے ہے۔

بوس ہاتھی بلیگے تو ہم تمکو تنکیل دیگا تم مرجاویگا۔ ہم مار ڈالے گا۔ اب ہم نہ نایگا تم کیا سمجھا ہے۔

گھوس ہاتھی بلیگے تو ہم دانتوں سے تمہارا بوٹی نوچے گا۔

فیلبان آپ گدہے کے گوشت پر دانت لگائیں۔ گوشت خردندان سگان تو آدمی ہون مجھے خداوند۔

بوس اچھا ہاسے گھونس لے۔ یعنی رشوت بسل روپیہ لے بہت سا۔

فیلبان نے انکے بنانے کے واسطے کہا اچھا اسوقت ایک ہزار روپیہ دیجیے تو ہم ہاتھی کو پھیر دیں۔ بوس نے کہا۔ ہم تمہیں ماری ڈالے گا۔ جان سے مار ڈالیگا انیا ...

فیلبان یا خدا کسی مرد کے ہاتھ سے قتل ہوں۔ اگر کسی کے ہاتھ سے مرے موت بدی ہے تو سپاہی کے ہاتھ سے مروں۔ ہاتی کچل ڈالے۔ شیر پھاڑ ڈالے۔ مگر ان دو نامردوں کے ہاتھ سے موت نہ ہو۔ بابو صاحب آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ پانچ ہاتھی تو اس پار نکل گئے کسی کا بال بیکا نہیں ہوا۔ اور ایک ہاتھی پیچھے آتا ہے۔ جان آپ ہی آپ ہی کو عزیز ہے یا کسی اور کو بھی۔

گھوش۔ ارے بابا۔ تم بات مت کرے۔ دھیان کرے جو پاؤں پھسلینگے تو بڑا گجب (غضب) ہو جائیگا۔ دیکھ کے تم چل۔

فیلبان ابھی نہ پاؤں پھسلینگے نہ ڈبی گجب ہوگا۔ آپ چپ چاپ بیٹھے تماشا دیکھتے جائیے بولئے چالئے نہیں۔

گھوش کس ماپھک نہیں بولیگا۔ جبر دستی کر کے بولیگا۔ اور شالا ہمیں کا بات تمہارا باپ آج ہی ابھی مر جائے۔ ابھی کھبر آئے

فیلبان ہمارا باپ تو کب کا مر چکا ہے اب تمہارے باپ کے مرنے کی باری ہے تار آتا ہی ہوگا کہ ڈیلک گئے۔

بوس ہمارا باپ کیسا۔ اسدم تو ہمارا نانی مر گیا ہے۔ کہ تم پانی میں لایا۔

راوی خوب کہی اور پانی دس ہاتھی ڈباؤ۔ افوہ۔

اب سنئے کہ فیلبان نے از راہ شرارت ہاتھی کو دو تین بار روک کیا۔ تو دونوں بابو سمجھے کہ بس اب جان گئی۔ اور باہم یوں باتیں کرنے لگے۔

لوس آمی دوئی جنے ڈوبے جایو (ہم دونوں آدمی ڈوب جاوینگے)

گہوس اے ہاتہی والا بڑو بودجات (یہہ ہاتہی والا بڑا بدذات ہے)

بوس جوتی امی بچی جائی - آج تیکہی دبے کور لام اور سیکار کہیلنے جاو نہ (اگر ہم بچ گئے تو آج سے قسم کہائی کہ شکار کو نہ آوینگے -

گہوس - تمی آمائین جابردستی نی آئے چہو (تم ہمکو زبردستی لائے)

بوس ہمار ایران بہدای آچے (ہماری جان ہی معرض خطر مین ہے)

گہوس تمی تو ایک جون (تم اکیلے آدمی ہو) اور ہمارا چہیلے پیلے آچے (اور ہمارے لڑکے بالے ہین)

لوس اکن تو ہاتہی تو ڑچی (اب تو ہاتہی ہلنے لگا)

گہوس ہے پرمیشر امائین باںچتی ہو (یا خدا ہمین بچا)

بوس امی کو نو باپ کرے نی (ہمنے کوئی گناہ نہین کیا)

گہوس امی کمسریٹ سٹری ٹکا کم کہی چی (ہمنے کمسریٹ کا روپیہ کہایا ہے -

راوی یہ صاحب کمسریٹ کے نوکر تہے -

بوس امی اور گہوش نو لو نا (اب ہم رشوت نہ لیونیگے)

گہوس ہاتہی والا ہاتہی روک لے -

فیلبان بابوجی اب ہاتہی ہمارے مان کا نہین اب اسکا پاؤن پہسلا جاتا ہے اور سنبہلے رہیگا - بہت مضبوط بیٹہے رہنا -

بوس اے شمے اپنا پرمیشری دھیان کو جی (اسوقت ہم اپنے پرمیشر کا دھیان کرتے ہیں)

گہوس شی امار کشٹو دور کورتی (وہی ہماری تکلیف دور کریگا)

بوس ہاتھی والا تمی بڑو دشٹو ہاتھی تہامی (ہاتھی والے تم بڑے شریر ہو۔
ہاتھی روک لو)

گہوس۔ امرا۔ اکہن۔ لاپھی۔ پوڑیو۔ (اب ہم کود پڑینگے)

بوس۔ ہا۔ پرمیشرامی کی کاشٹی۔ پوڑلام (خدا ہم کس مصیبت مین پڑگئے) آج کچے
باچنو نا (آج نہ بچین گے)

ایک مقام پر ہاتھی کا پاؤن گڑہے مین چلا گیا۔ بس دونون نے اسقدر غل مچایا کہ الامان
ارے باپ ارے باپ۔ کے کاسٹی۔ پوڑلام ہا پرمیشر او شالا بیل کا بان۔
ہاتھی نے گڑہے سے پاؤن نکالا اور پہر بدستور چلنے لگا۔ ان دونون کی یہ کیفیت
تہی کہ بدن کا ایک ایک رونگٹا کہڑا تہا اور زار زار روتے تہے۔

نواب صاحب نے فیلبان کو للکارا اور کہا خبردار جوان کو ڈرائیگا تو تو جائیگا"
گہوس نے باواز بلند کہا۔ "نواب شاہب ہمارا مدد کرو۔ اب ہم جاتا ہے بیکنٹھ" فیلبان
نے آہستہ سے کہا "بیکنٹھ جاچکے۔ جاؤگے نرک مین۔ اسپر مسٹر گہوس بہت بگڑے اور
گالیان دینے لگے "تم شالا کو پانی کے باہر جاکر ہم مار ڈالیگا" اس نے کہا "جب پانی کے
باہر جا سکیگا" یہ فقرہ اور بہی ستم تہا۔

گہوس نواب شاہب۔ یہ شالا ہماسے کو گولے دیتا۔

نوابؔ گولے کیسے بابو صاحب۔ آپ اسقدر گھبرائے کیون ہین؟!

گھوس ہمارے کو ہیہ شالا گولے دیتے۔ ابہی ابہی دیتے ہین۔

نواب بوکھلا گئے اب کنارہ قریب ہے مگر گولے کیسے۔

بیگم اے ہے کہین گالی کی خرابی تو نہین ہے گولے۔

نواب ہان ہان خوب سوچین گالی کے عوض گولے کہتا ہے۔ او فیلبان تمیز

خبردار جو گالی گلوچ کی ہے۔

فیلبان خداوند مین ایسی سواری سے درگذرا۔ اِن کو ہر سمت سے اجل ہی اجل

نظر آتی ہے۔ ان ایسون کو حضور شکار مین کیون لائے۔ یہہ تو بڑے ڈرپوک

ہین۔ کانپتے ہین۔ تھرتھراتے ہین۔ اور جب سے جنگل کے اسطرف آئے برابر گالیان

دے رہے ہین۔

بوس ارے شالے سوشالا تم بات کریگا یا ہاتہی کو دیکہیگا۔ ارے بابا اب ہم ایسا

شواری پر نہ آئیگا۔

نواب بابو صاحب ذرا تامل کیجئے۔ اب آپ پار پہونچگئے ہین۔ بس اک ذرہ ٹھہر جائے

تو بیڑا پار ہے۔

خدا خدا کرکے اُنکا ہاتہی پار پہونچا۔ تو جان مین جان آئی۔ نواب صاحب نے اپنا ہاتہی

بڑہوایا۔ کہا۔ بابو صاحب کو بھی اسقدر ڈر آتا ہے۔ آخر اتنے آدمی ہمارے ساتہہ کوئی

بہی خائف ہوا۔ یہان سبکو پیاری ہے اور ابہی تو شیر کا سامنا ہی نہین ہوا ہے ابہی

تمہارا یہ حال ہوا ہے سبحان اللہ سبحان اللہ

گھوس - یہہ پہیل کا بان شالا بڑا نٹ کھٹ آدمی ہے نواب شاہب ۔

نواب پہیل کا بان کیا معنے - مین آپ کی تقریر نہین سمجھا حضرت -

بوس پہیل کا بان یا نا (معنے) ہاتھی والا مہاوت بڑا بو وجات (بدذات) کوفی (موقوف) کرنے کا بل (قابل) مسٹر بوس نے آبدیدہ ہو کر کہا " نواب شاہب ہم ایسے سکا شاہبہ بڑا تکلیپ (تکلیف) پایا - یہہ مہاوت ہمارا اس جنم کا بیری ہے - ہم ایسا کہیٹ کبھی دیکھا نہین تہا - آخیک ہمارا جان کا کوئی ایسا دوسمن (دشمن) نہین نکلا - ہم تو بڑا دیک (دق) ہوا بابا ہم ایسا شکار نہین کھیلنا چاہتا - ہمارا جان گیا تہا - اب ہم ہاتھی پر سے اوتر جائے گا -

نواب صاحب نے فیلبان کو حکم دیا ہاتھی بٹھاؤ - ہاتھی بٹھایا گیا - کہا " اچھا اگر آپ دونوں کو تکلیف ہوتی ہے - تو ہاتھی پر سے اوتر جائیے " اسپر گھوس اور بوس ہم پیشتہ گئے " ارے بابا - ایس (اس) جنگل کے بیچ مین تم ہمکو چھوڑکے بہاگنا مانگتا ہے ہم جائے گا کہان ادہر جنگل ادہر جنگل - ایش (اس) طرف سمندر ساگر سے طرف سنہاڑی اور شیر کا بن - ہم بہاگ کے کدہر جائے گا - بابا ہمارے کو ہاتھی سے گھر پہونچا دو ہم بہاگ جانے مانگتا ہے - اب ہم شکار نہین کھیلیگا " نواب صاحب نے کہا " سنئیے بابو صاحب - اگر آپ ہاتھی پر اکیلا چھوڑ دون - تو شاید شیر یا سور - یا کوئی اور جانور شکار [illegible] - ہاتھی یا ہاتھی زخمی ہو جاوے - فیلبان کی جان پر بنے - اور جگت

ہنسائی ہوا آپ لوگ گولی چلانی سے رہے وو۔ گھوس نے سرپیٹ کر کہا۔ آپکو اپنا ہاتھی پیارا ۔ بیل کا بان پیارا ۔ ہمارا جان پیارا نہیں ۔ سب کا نام لیا ۔ ہمارا نام نہیں لیا ۔ کیسا بات ۔ ہم انسان تم انسان ہمارا جان کچھ نہیں مانتا ۔ اسکا جان مانتا بیل کا بان چار پانچ یا سات آٹھ روپیہ کا نوکر ۔ ہم لوگ سررشتہ داری کرتا ۔ ہیڈ کلرکی کرتا ۔ ہم لوگ سپرنٹنڈنٹی کرتا ۔ اور کیا بات کرے گا ہم ۔ ہم جان نہیں رکھتا ۔ وہ رکھتا ہے ۔ بڑا جان والا اور کچھ بات نہیں اور ایسا کہاں ہو نے سکتا "۔

نواب صاحب نے کہا ۔ اچھا پھر بیٹھے رہو ۔ مگر ڈرو نہیں ۔ خوف کی بات نہیں "۔

گھوس ۔ اچھا ہم کلیجہ پہ پتھر رکھہ لیا ۔ اب نہ بولے گا ۔

بوس لیکن کے لئے نہ بولیگا تم نہ بولے گا ۔ تو ہم بولے گا ۔

گھوس تم شالا شور ہے ۔ تم کیا بولیگا ۔ جو بولیگا ۔ تو ہم تم کو کس (قتل) کر دیگا ۔ شالا ہمارے کو پھانس کے لایا ۔ اور اب جان لینا مانگتا ہے ۔ ہم نہیں دینے سکتا ۔

بوس (دھوتی سنبھال کر) تم ستٹ چپ رہے ۔ تمہارا کوم (قوم) کون ہے کون تمہارا کو (قوم) ہے تم نیچ کوم (قوم) ہے ہمارے مکابلے (مقابلہ) کا ہے ۔

گھوس (ہاتھ دکھا کر) بولیگا تو ہم حلال کریگا ۔

بوس (دانت سے اشارہ کر کر) ہم تمہارا بوٹی بوٹی نوچ لیگا ۔

گھوس ارے تم بکے جاتے شالا بد ذات وشت در گدھا ۔

[illegible] تم [illegible] اونچا کوم ۔ چھوٹا کے ہم [illegible] مانگنے والا شودر ۔

غرض دونون مین خوب گتھم گتھا ہوئی حاضرین قہقہہ اوڑاتے تھے ایک دوسرے کو گالیان
دیتا تہا۔ کبھی بوس نے کہونسا تانا کبھی کہوس نے چپت لگانے کا قصد کیا یہہ دانت
پیستے تھے کبھی وہ۔ مگر ممکن کیا تہا کہ دونون مین کوئی حریف پر ایک وار بہی
کرتا۔ سب زبانی داخلہ تہا۔

بیگم صاحبہ کو یہہ کیفیت بہت پسند آئی۔ خوب کہلکہلا کر ہنسین۔

القصہ دونون بہادر گینڈے تول تول کر رہ جاتے تہے۔

نوابصاحب نے جو یہہ حال دیکہا تو چاہا کہ علیحدہ علیحدہ ہاتھیون پر بٹہائے جاوین
مگر کہوس نے منظور نہ کیا بولے کہ "یہہ ہمارا دیش کا اور ہم اسکے دیش کا اور کوئی
ہمارے دیش کا نہین۔ جو شیر کہائے تو ایک ساتھہ دونون دیش والا کو کہائے"
نوابصاحب بہت ہنسے۔ کہا آج اسقدر لطف آیا کہ اور کبھی نہ آیا تہا۔

اتنے مین آدمیون نے للکار کر کہا ہوشیار ہوشیار شیرنی نکلی جاتی ہے حکم
ہوا۔ کہ اسطرف ہاتھی بڑہاؤ۔ سب ہاتھی بڑہائے گئے۔ دیکہا کہ ایک درخت کی
آڑ مین ایک شیرنی دو بچے لئے ہوئے دبکی کہڑی ہے۔ نوابصاحب نے فوراً گولی
سر کی۔ مگر خالی گئی۔ اور شیرنی بچون کو لیکر چلی۔ اونہون نے اپنا ہاتھی بڑہایا
اور ساتون ہاتھی اسطرف تیز تیز چلے۔ نواب صاحب نے پہر بندوق سر کی ایکے
گولی نے شیرنی کا ایک گال اوڑا دیا۔ بس گولی کہانا تہا کہ بلائے ناگہانی کیطرح
پلٹ پڑی اور اس سرعت کے ساتھہ چلی جیسے گولہ توپ سے چھوٹتا ہے۔ ادہر سب

گل چلے تیار ہوگئے شیرنی نے آتے کے ساتھہ ہی ایک ہاتھی کے بڑھکر تھپڑ لگایا۔ تو وہ چنگھاڑکر بھاگا۔ نوابصاحب نے بندوق فیر کی۔ مگر نشانہ خالی گیا اور اس عرصہ مین شیرنی بدرجہ اتم خونخوار ہوگئی تہی۔ اسنے ہاتھی کو جو تھپڑ کہا کر تلملا رہا تہا کان پکڑکر بٹہادیا۔ اب شیرنی اسکے کان پکڑے ہی اور ہاتھی دونون پاؤن ٹیک کر جہکا ہوا ہے۔ اور فیلبان نے استک کو چہوڑ دیا ہے۔ افغانی اور گل چلے نے کہا۔ نواب صاحب اب آپ دیکھتے ہین کیا ہین۔ گولی چلائیے۔ ورنہ شیرنی ہاتہی کو ادہ موا کردیگی۔

راوی افغانی اور بہت سے گل چلے نوابصاحب کے ملازم ہمرکاب تھے۔ نوابصاحب نے بندوق سرکی۔ شیرنی کے پائے چپ مین لگی۔ اور وہان سے نکلکر ہاتہی کے پاؤن کو زخمی کیا۔ ہاتھی جہکا ہوا تو تہا ہی اور بہی جہک گیا۔ اب اگر شیرنی چاہے تو پشت فیل سے آدمیون کو اوتار لے۔ مگر وہ اس خوف سے نہین چہیڑتی تہی۔ کہ مبادا ہاتہی غالب آجاوے۔ اسپر افغانی نے بہ کمال جوانمردی اپنا ہاتہی بڑہوایا۔ اور عین اوس مقام پر لیگیا۔ جہان شیرنی تہی۔ قریب جاکر بندوق سر کرنے ہی کو تہا کہ شیرنی اس ہاتہی کو چہوڑکر ان کی طرف جہپٹی اور کمال خونخواری کے ساتہہ موہہ کہولکر ہوکہکے آئی موہنہ کا کہلا پاتہا کہ افغانی نے موہنہ ہی مین بندوق جہونکدی۔ اور شیرنی تڑپ کر گر ہی۔ پس افغانی نے بندوق رکہدی اور شمشیر برہنہ لیکر دہم سے کود پڑا اور اللہ اکبر کہکر شیرنی کی جگہہ پر پہونچا

شیرنی گوکسی مصرف کی نہین رہی تہی۔ مگر اسقدر دم باقی تہا کہ ایک دفعہ ڈکار کر انکی طرف آئی۔ اور بڑے غصہ مین تہپیڑ لگانا چاہا۔ مگر اتفاقی کب چوکنے والا تہا دونون گہٹنے ٹیک کر تلوار کا ایسا تلا ہوا ہاتہہ دیا کہ شیرنی کی کوچین کٹ گئین۔ اور ایک مرتبہ ڈکار کر گر پڑی۔ نوابصاحب نے بڑی تعریف کی۔ اور کل حاضرین نے طنطنہ توصیف بلند کیا۔

اب سنئے ادہر تو یہہ کیفیتین ہو رہی تہین۔ اودہر دونون بنگالی بابو ہودے کے اندر اوندہے پڑے تہے۔ آنکہین دونون ہاتہون سے بند۔ اور بالکل سکوت کا عالم ہودے کے باہر ایک اونگلی تک نہ تہی۔ ایک صاحب نے دونون ہاتہون سے آنکہین بند کرلی تہین۔ اور دوسرے بزرگوار نے ایک ہاتہہ سے دونون آنکہین بند کین۔ اس جوانمردی کے صدقے۔ بیگم صاحب نے جو ان کے ہاتہی کیطرف دیکہا تو کمال متحیر ہوئین۔ پوچہا "نواب کیا یہہ دونون بہاگ گئے" نوابصاحب نے انکے ہاتہی کیطرف نظر کی تو بڑے ہی متحیر ہوئے۔

نواب - فیلبان کیا - یہہ دونون بابو ہاتہی سے اوتر گئے -

فیلبان - نہین خداوند (مسکرا کر) مین ہاتہی بڑہائے لاتاہون -

نواب بتاؤ تو یہی آخر یہہ ماجرا کیا ہے **لاحول ولاقوۃ** اب ایسے بودون کو ساتہہ نہ لاوینگے - بزدل آدمی -

فیلبان ہاتہی قریب لایا تو ثریا بیگم شوخی کے ساتہہ کہلکہلا کر ہنس پڑین۔ "اے

ادہر تو دیکہو"۔ نواب صاحب نے اوس ہاتہی کیطرف نظر ڈالی تو اسقدر ہنسے اسقدر ہنسے
کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ دونون صاحب ہمرنیچے کئے ہوئے اور گہٹری بنے ہوئے
پڑے۔ آنکہین بند و بکے دبکائے ہوئے پڑے ہین۔

نواب اب اوٹہو گے ہی یا سوتے ہی رہو گے۔ خواب ناکے۔ کب تک سویا کرو گے
بابو جی بابو صاحب این۔ بولتے ہی نہین۔

بیگم (شوخی کے ساتہہ) کیا اچہے آدمی تہے بیچارے۔

نواب گذر چلے۔ افسوس ابہی باتین کر رہے تہے۔

بیگم اب کچہہ گور و کفن کی فکر کروگے یا نہین۔ یا ہاتہی ہی پر لاش پڑی رہیگی۔
بیچارے باتین کرتے کرتے مرے۔

نواب رہے نام اللہ کا۔ دنیا کے کیا کارخانے ہین۔ فیلبان شانہ پکڑ کے ہلاؤ
اور اوٹہاؤ۔ کہ اب اوٹہئے۔

فیلبان نے شانہ پکڑ کر ہلایا تو مسٹر بوس اوٹہے مگر سہمے ہوئے۔ اوٹہتے ہی
شیر کی لاش دیکہی تو کانپنے لگے نواب شاہ! شاہ! بولو یہہ مٹی کا شیر ہے یا ٹہیک
ٹہیک شیر ہے"! نواب صاحب نے کہا مین اوتر پڑون۔ یہہ کہکر نواب صاحب فوراً
اوتر پڑے اور کہا لیجئے اب معلوم ہوا۔

بوس۔ مٹی کا ہے ہم سمجہہ گیا تہا پہلے ہی سے۔

گہوس (گردن اوٹہاکر) نواب صاحب یہہ مٹی کا شیر ہے یا جادو والا شیر ہے

کہ بیٹی ہی کا ہے ۔

نواب آپ تو ہین ۔ خاصے سڑے خبطی ہو ۔

اتنے مین ایک آدمی نے شیرنی کی دُم ہلائی ۔ اور اوسکی کمر پہ بیٹھہ گیا ۔ تو گھوس اور بوس کو سخت تعجب ہوا ۔

گھوس آپ لوگ جان کو سفت سمجھتا ہے ہم لوگ سفت نہین جانتا ۔

بوس ۔ یہہ لوگ وحشی ہے ۔ ہم لوگ M.A. ایم اے ۔ B.A. بی اے ۔ B.L. بی ایل ۔ اے ۔ ہم لوگ بلایت کا لکچر دیتا ہے ۔ ہم لوگ بہت سا بات ایسا کرتا ہے کہ آپ لوگ نہین جانتا ۔ کہالی کہولی شیر مارنے سے کیا ۔ لال موہن گھوس پارلیمنٹ مین لڑتا ہے ۔ ممبر بنیا لگتا ہے ۔ ہم لوگ ایسا ۔ تم لوگ ویسا ۔

نواب ۔ اچھا ہاتی سے تو اوترو ۔ ادہر آؤ ذرا ۔

آدمی حضور بابو صاحب شیرنی تو مر گئی اب اسکا پتہ کہان ہے ۔ اب ڈر کیا ہے ۔

نواب فیلبان ذرا ہاتی بیٹھنے دو ۔ لیجئے اب تو اوترے حضرت ۔ آپ اسطرف تشریف لائے ۔ آؤ صاحب ۔ لاحول ولا ۔ مسٹر گھوس اوترے اور اون کے بعد مسٹر بوس اب شیرنی کے قریب جاتے ہوئے ڈرتے ہین ۔ دُور سے کمال غور کے ساتہہ دیکہا کئے ۔

بوس (گھوس سے) آگے بڑہو مہاشائی بڑہو بڑہو ۔

گھوس ۔ تم ہی بڑہو ۔ تم بڑا مرد بنیگا تو تم بڑہے ۔

نواب - لاحول ولاقوۃ بڑ بڑا ہیں۔ جبردار بڑہے۔ اور شیر کہا گیا ہضم ہی کر جائیگا
گہوسی نے کہا "بابا اب چاہے جان جاتا رہیگا۔ چاہے جو ہو گا۔ ام بودا ارادہ کیا
ہیں ہے۔ اب جرور کر کر جائے گا" یہہ کہہ کر آگے بڑہے اور پہر غور سے دیکہا
اور او لٹے پاؤں بہاگے۔

اب دونوں صاحبوں کی باتوں کا لطف اوٹہا کر نواب صاحب نے کوچ کیا اور اپنے خیمے
میں آئے۔ نواب قمر رکاب او ناظورہ یوسف جمال نے شب کو ہرن کے کباب۔
ہرن اور چیتے کا گوشت خرگوش کا سالن۔ بارہ سنگے اور پاڑہے کے انواع و
اقسام کے کباب خوب چکہے شکاریوں نے شکار کا انبار لگا دیا۔ ان کے خیمے کے
اردگرد ہر درخت کے نیچے جانور بہن رہے تہے۔ کوئی ہرن کے ران بہون رہا
ہے۔ کوئی خرگوش پر چہری تیز کرتا ہے۔ کوئی ہرن کے کباب مزے سے چکہتا ہے
کوئی چہیون پر دانت لگاتا ہے۔

نواب صاحب اور بیگم صاحب کہانا کہانے کے بعد اپنے خیمہ میں بیٹہے ہوئے میٹہی
میٹہی باتیں کر رہے ہیں۔

نواب (بیگم سے) پہلے تو تم رنگ لائی تہیں بارے پہر سنبہل گہیں۔
بیگم۔ پہر جب ڈر جاتا رہا پہلے ہم سوچی کہ ایک تو جنگل کا واسطہ دوسرے شیر کا شکار
اور شیر وہ جسکے نام سے بدن کانپتا ہے۔ ہے ہے۔ پہلے سمجہے تہے۔ کہ بندہا
ہو گا۔ جب سنا کہ شیرنی کچہار میں بچے لئے بیٹہی ہے تو روح لرزنے لگی۔ مگر یہ

ڈر و رکچھہ معلوم ہوا - اچھی طرح سیر دیکھا گئے -

نواب ان بابوؤن نے بڑی سیر کی - اف - خوہ پھڑکا دیا -

بیگم وہ دیکھا تہا جب دہوتیان سنبہال کر اوشالا اوشالا کہکر وہ دونون آنسمین اڑنے کو تہے - مگر گندے تول تول کر رہجاتے تہے - افوہ مجھے بڑی ہنسی آئی - یہہ اوسکو شالا کہتے - وہ اوسکو شالا کہتے - اور خدا جانے کیا کیا بکتے تہے - میری تو کچھہ سمجھہ ہی مین نہین آیا - خدا جانے واہی تباہی کیا کیا بکا گئے -

نواب - بلواؤن - بلواؤن - دل لگی تو ہو گی - کوئی ہے - دونون صاحبون کو بلا لاؤ - کہنا - نواب صاحب کہتے ہین - یہان آکے بیٹھیئے ؎

وہی بارہ سنگے ہین مسٹر بوس اور مسٹر گہوس دہوتیان پھڑکاتے ہوئے آئے -

نوابصاحب نے کہا - کہئے بابو صاحب خدا نے آپ دونون کو بہت بچایا - ورنہ

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

بوس بولے - ہم ڈرتا نہین تہا - ہم اس شالا پیپل کا بان کو مارنے چاہتا تہا - وہ شالا ہمکو بہت دیک (دق) کیا - وہ چاہتا تہا کہ ہم ایش دیش (اس دیس) کا آدمی نہین ہے دوسرا دیش کا ہے - اس واپہکا (اس موافق) ہمارے کو ڈرانے سکتا کہ ایسا بات ولیسا بات ادر ہاتہی کو بوہ جاتی (بدذاتی) سے ہلانے مانگے - جب تو ہم بڑا گستا ہوا - کہا - سب لوگ کا ہاتہی ہلنے نہین مانگتا تم کیون ہلنے مانگتا اور ہم سے بولا کہ بابو شاہب اب تم مرے گا - ہاتہی کا پاؤن پہسلیگی سا او ہم مر جائیگا

(سبحان اللہ) ہم بولا ارے جو ہاتی کا پاؤن پھسل جائیگی۔ تو تم بھی ہمارا ایک
ساتہہ مریگا" (بہت ہی خوب) ثریا بیگم اسقدر ہنسین۔ اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین
بل پڑ پڑ گئے۔ ہاتہہ جوڑ کر کہا۔ "نواب خدا کے لئے اس جانگلو کو رخصت کرو۔ نہین
مارے ہنسی کے برا حال ہوگا۔ اُف فوہ۔ یہہ جو بات کہتا ہے بے تکی (مرین گا)
(پھسل یا مرجائے گی) (پاؤن پھسلے گی) (ہمارے کو ڈرانے سکا) (بوجاتی)
(ہٹنے لگتا) (ایش ویش) وق کو دیک غصہ کو گستا سب کو شب (مارنے چاہتا)
کیا تقریر ہے" نواب صاحب نے پوچھا" بابو جی۔ یہہ تو جو کچھہ ہوا وہ ہوا۔ اب
یہہ فرمائیے کہ کل شکار کہیلنے جائے گا۔ یا نہین۔ بابو نے کہا۔ جائے گا تو ضرور۔ مگر
گیسل کا بات بوجاتی کیا تو ہم آپ کا ترائی کہبر کے کا کج مین چھاپے گا۔ ہمارا
ہاتی پر بیگم شاہب۔ ہمارا ساتہہ رہے۔ تو ہم چلے جائے گی"۔
اسپر ثریا بیگم تیکہی چتون کر کر بولین۔ چل مسے دور گور۔ بڑے چوکہے بیگم
شاہب تو تم جیسون کو اپنا سایہ تک نہ چہونے دین۔ پہلے مونہہ تو بنواؤ"
نواب صاحب نے فرمایا۔ "اچہا اس مین کیا ہرج ہے۔ آخر بندہ خدا یہہ بہی ہے
صورت شکل آدمی کی ہے۔
بوس۔ ہم لوگ آپ کا گہواسی (خواصی) کے اوپر بیٹہے گا۔
نواب۔ سچا ہاتی نہ بہاگتا ہو تو بہاگ جاے۔
بوس۔ نہین بندوق لئے رہیگا۔ اور شکار شکار کہیلیگا۔ اب ہمارے کو

ڈر پاس نہین آتے۔ اب ہم کہوب (خوب) جان گیا کہ جان جانیوالا نہین ہے۔
بیگم۔ کہین اس بہروسا ہی نہ رہنا کہ جان نہ جائے گی۔
بوس اب ہم کہانے جاتا ہے۔ سلام شاہب سلام۔
بابو صاحب چلے گئے تو ثریا بیگم ان کے باتین یاد کر کر دیر تک ہنستی رہین۔
پہر پوچہا۔
ثریا بیگم کیون نواب کل پہر شکار ہوگا اور جو شیر نہ ملا تو کیا ہوگا۔
نواب۔ نہ ملنا کیا معنے۔ نہ کیونکر ملے۔ ملے۔ ضرور ملے۔ دیکہئے اب بابو صاحب کل کیا دل لگی دکہاتے ہین۔ مین فیلبان کو سکہا دونگا کہ آج اور بہی زیادہ ڈرانا۔
بیگم۔ فیلبان نہین پہیل کابان بلکہ شالا پہیل کابان (ہنسکر) بڑہ مزہ آتا ہے انکی بولی مین۔ شالا پہیل کابان اور دہوتی گہڑی گہڑی سنبہالتے جاتے ہین۔
یہہ باتین کر کر نواب اور ثریا بیگم سو رہے۔
شکار کے تہکے ماندے تہے دن چڑہے تک سویا کئے۔ آخر ایک خدمتگار نے دستبستہ عرض کیا "اب دن چڑہ گیا اور سب لوگ بڑی دیر سے تیار ہین حضور"
نوابصاحب فوراً لیس ہوئے شکاری لباس در بر شمشیر آبدار زیب کمر۔ چند تفنگ کل چلون کو دین جو خواصے مین بیٹہے تہے بیگم صاحب ناز و شوخی سے اوٹہین ہاتہی پر سوار ہوئین۔ اور کہا چلو۔

سوار ہوتے ہوتے پوچھا۔ وہ بابو آج کہاں ہیں۔ مارے ڈر کے نہ آئے ہوں گے۔ وہ نہ چلیں گے تو ہم بھی نہ جائیں گے۔ بلوا لو۔

لوس۔ ہم تو آج شبور (صبح) ہی سے شاتھ ہند (ساتھ) ہے گا۔ اب ہمارے کو کچھ ہوب (خوف) لگتی نہیں۔

بیگم (مسکرا) انشاءاللہ کا بابا تو دیکھا نہیں کرتے ہیں گا۔ جسطرح اس دن تک کر رہے سکتے نہیں۔

نواب اف فوہ تم تو غضب ڈھاتے ہو۔

بیگم۔ تمہارے کو ہاتھی نہیں ہلتی۔

گھوس۔ نا۔ آج ہاتھی نہیں ہلتی۔ کل کا بات کل کے شاتھ گیا آج کا بات آج کے شاتھ ہے۔ سمجھا آپ۔

بیگم۔ ہم تو سمجھا پر تم سمجھا یا نہیں سمجھا۔

یہ باتیں ہو ہوا کر ہاتھی چلے۔ چلتے چلتے ایک مقام پر لوگوں نے اطلاع دی کہ شیر یہاں سے آدھ میل پر ہے۔ اور بہت بڑا شیر ہے۔ نواب صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے کہا ہیں جلد چلو۔ ہاتھیوں کو دوڑا دو۔ یہ حکم پاتے ہی فیلبانوں نے ہاتھی دوڑا دئے۔ اور فیلبانوں نے کہہ دیا تھا کہ ہوشیار رہیگا۔ مگر لوس اور گھوس کے مہربان نے اطلاع نہ دی۔ ہاتھی جو تیز کیا تو مسٹر لوس موتھ کے بل زمین پر آ رہے۔

گھوس۔ ارے شالا ہمارا باپ کو جمین (زمین) پر گرا دیا۔ ارے اب تم رو کے لیگا

فیلبان۔ چپ چاپ غل نہ مچایئے مین نے ہاتہی روک لیا۔
گہوس۔ گل نہ مچائین گا تو پہر کیا مچائیگا۔
فیلبان۔ وہ دیکہئے۔ بابو صاحب اوٹہہ بیٹہے۔ چوٹ نہین آئی۔
گہوس۔ مہاشائی لاگے نے تو (چوٹ تو نہین لگی)۔
بوس۔ اجی ہاتہی والاکے میرے پہیلیو۔ (ہم فیلبان کو مار ڈالینگے) ٹہہ بود لوگ (بڑا بدمعاش ہے)
گہوس۔ آگے اپنا شماچار بولو (پہلے اپنا حال بیان کرو) تار پور میرو (پہر مارنا)
بوس۔ اپنا شماچار کے بولیو بابا۔ ہاتہا ہی جانے ہے۔ کہوپری ہی جانے ہے
گہوس۔ ہاتہ ناک بچے تہے (ہاتہہ ناک تو بچا)
بوس۔ سب بچے جے۔ کیچہو باچے نہین (سب بچا اور کچہہ نہ بچا)
گہوس۔ کے جانے تمہارا دوش کی ہاتہی والا (کیا معلوم ہے تمہارا قصور ہے یا ہاتہی والیکا)
بوس۔ امی جان لوچہاڑبونہ (ہم جان بہی نہین چہوڑینگے۔
گہوس۔ تبے ٹہیک ٹہیک بولو لاگی ہبو (تم صاف صاف بتاؤ کہ چوٹ لگی ہے یا نہین)
بوس۔ شوہنش لاگے کچہو ہو رے کو رے نا (بہادر چوٹ سے نہین ڈرتے)
راوی۔ درین چہ شک اد رہپر آپ ایسے بہادر۔
گہوس۔ تمہارا باپ بلونت چہلیو کہ تم سے ہولے (تمہارا باپ بہی بہادر تہا یا

تم ہی بہادر بن بیٹھے)۔

بوس - تم سے جو وہی ای راکم بولے تہائے ہتنکے مار بوتار یو رسے بہادت کے (اگر اسطرح کی باتین کروگے تو فیلبان کو پیچھے مارین گے پہلے تم کو مارینگے)

الغرض مسٹر بوس جہاڑ پونچہہ کر ہاتہی کے قریب آئے۔ اور اسقدر جہلائے کہ فیلبان کو ہزارون گالیان دین۔

بوس - مہاشائی ایش کو مارو ساہبی ابہی سجا (سزا) دین گے۔ مارو اس دشٹ کو مارو اس دشٹ کو۔

گہوس (دانت پیسکر) ارے شالا اتبار اٹہا سر پہ نہین ہے۔ نہین ہم بیٹھے بیٹھے کر تم کو مار ڈوالنے مانگتا

راوی پھڑکا دیا۔ اس بہادری اور جرأت کے صدقے۔ وہ تو کہئے خیر گذری کہ فیلبان کے سر پر بیٹے نہ تہے۔ ورنہ بیچارے کی مٹی پلید ہوتی۔ بوس نے بنگالی زبان مین کہا۔ تم اس سے ڈرتے کیون ہو۔ دوچار گہونسے لگادو۔ تو مسٹر گہوس نے آہستہ سے جواب دیا "اسکے پاس ہاتہی کے چلانے کے لوہے کے چیز ہے اور ہمارے ہاتہہ مین کچھہ نہین"۔ مسٹر بوس نے جہلا کر تیا ورتو ڑی۔ اور چہڑ سا کہنہا لیکر فیلبان کیطرف جہپٹے۔ ادشالا ہم آج تم کو کہا جائے گا۔ فیلبان کی خرابی اتفاق سے ہنس دئے۔ اسپر بوس آگے ہوگئے اور اپنا تہوان سے مٹی کہود کر کئی ڈہیلے مارے مگر خیر سے کوئی ڈہیلا اسقدر اوٹہہ نہ سکا

کہ فیلبان تک پہونچتا۔ فیلبان نے کہا "حضور اب ہاتھی پر بیٹھ لیں۔ یہہ کچھ نہیں
ہے۔ جنگل ہے۔ یہاں شیر ہے۔ سور۔ نیل گاؤ۔ گینڈا۔ ہردم آسکتا ہے۔ بیٹھ
لیجئے تو ہم نواب صاحب کے ہاتھوں سے ملا دیں"۔ بوس بولے۔ "ہم ڈرپوک نا
آدمی نہیں ہے۔ ہم ہمارا جہ بردوان کے یہاں کسم کسم (قسم قسم) کا جانور دیکھ
چکا ہے۔ گینڈا ہاتھی سب دیکھا ہے"۔

گھوس ارے مہاشائی اب باتیں کب تک کرے گا۔ بیٹھ جائے کوئی جانور ہم
لوگ کہا جائے گا۔ بس یہاں کا یہاں رہیگا۔ ہڈی پسلی کچھ ملنے کا نہیں۔ مہاوت
ہاتھی روک لے تم۔ دوسرے بیگم نے یہہ گفتگو سن لی اور کہا "پیل کا بان شالا پسلی کا
باٹ بہر بودجاتی کریگا۔ اور ہم گر پڑے گا"۔

فیلبان نے بیگم صاحب کی آواز سنکر کہا۔

فیلبان حضور قرآن کی کہا کر کہتا ہوں میرا قصور نہیں۔ آپ کبھی ہاتھی
پر سوار تو ہوئے نہیں ہودے پر لٹک کر جھکے ہوئے تھے۔ ہاتھی جو دوڑا بھد سے
گر پڑے۔ میں کیا کروں۔

بوس ہمارا دل میں آئی کہ ہم تمہارا کان نوچ ڈالے۔ ہم کبھی ہاتھی پر نہیں چڑھے
تم بولتا ہے۔ تم بولتا ہے ہمارا باپ کے سامنے۔ ہم ہاتھی پر چڑھا تھا۔ تم کیا جانے گا
جو لوگ جانتا ہے۔ اوس سے پوچھو۔

گھوس تم باپ کی بات بولتا ہے۔ اس سے گرا۔ ہمارا باپ کے سامنے تم ہاتھی کہاں

سے لایا۔ وہ کون تہا جو کتا تہا۔ کون تہا۔ تم سالا کہان سے ہاتی لایا۔ جہوٹ بولتا باپ کا بات۔

یوسں۔ ارے بابا ہمارا ہاتہہ۔ اسپر ہمارا ہیری۔ اب تم بہاگ جاؤ۔

فیلبان نے کہا۔ شکر ہے ان دونون مین تو تو مین مین ہونے سے میرا تو چھٹکارا ہوا۔

فیلبان نے کہا "آپ سنبہلے بیٹہے ہو۔ ایسا نہ ہو پہر گر پڑو"

دونون بابوؤن نے ہودے کو خوب زور سے پکڑا اور آنکہین بند کر کر کہا۔ "اب ہمارا جان پرمیشر کے حوالہ ہے۔ وہ جو کرے سو کرے ہم نہین جانتا"

اب سُنئے جب شیر تہوڑی دُور رہ گیا اور نواب صاحب نے دیکہا کہ چہہ ہی ہاتی ساتہہ ہین۔ اور بابوؤن والا ہاتی ندارد تو کمال تشویش ہوئی۔ اور بیگم صاحب نے اصرار کیا کہ "یا تو خود واپس چلو۔ اور ان بیچارون کو بچاؤ۔ یا دو ہاتی بہیجدو۔ خدا جانے ان بیچارون کی کیا حالت ہو گی بڑی مصیبت مین پڑ گئے۔ جان عذاب مین ہو گئی۔ جینے سے بیزار ہو گئے۔

نواب صاحب نے حکم دیا "سب ہاتی روک لئے جاوین۔ اور دہرتی دہمک (ہاتہی کا نام ہے) دوڑاتے لیجاؤ۔ اور دیکہو بابوؤن کے ہاتی پر کیا تباہی آئی ہے" دہرتی دہمک روانہ ہوا۔ اور نواب صاحب نے ایک کنج مین اپنے ہاتی کو روک لیا بیگم نے کہا "کیون نواب اگر خدا نخواستہ شیر کا بچہ ہودے تک آجائے تو کیا ہو

نواب نے کہا "وہ ضرب لگاؤں کہ شیر کے دو ٹکڑے ہو جاویں۔ یہہ تلوار خاراشگاف ہے"
بیگم۔ یہہ سب باتیں ہیں۔ ابہی شیر نکل آوے تو ساری شیخی کہلجاوے۔
نواب۔ ہم نے دس برس کے سن سے شکار کہیلا ہے۔ اور سب سے پہلے شیر کو مارا
ہے۔ آنکہہ بند کرکے نشانہ لگانے میں فرد ہیں ہم۔ کچہہ دل لگی تہوڑا ہی ہے۔ خدا نے
ہمیشہ مدد کی ہے۔ اور کبہی نشانہ آجتک خالی نہیں گیا ہے۔

ادہر نواب صاحب اور بیگم صاحب میں یہہ باتیں ہو رہی تہیں۔ ادہر دونوں
بابوؤں میں گلچپ ہو رہی تہی۔ فیلبان بیچارے کی جان عذاب میں تہی۔ مگر
مجبوری۔ نواب صاحب کے خوف سے کچہہ نہیں کہہ سکتا تہا۔ دل ہی دل میں
گالیاں دیتا تہا۔

دس بارہ منٹ کے عرصہ میں بابو صاحبوں کا ہاتہی دور سے نظر آیا۔ چوبدار نے
دوڑ کر نواب صاحب سے عرض کیا "خداوند وہ ہاتہی آگیا۔ اب [illegible]"
بیگم صاحب بہت محظوظ ہوئیں۔ "اف جان میں جان آگئی"۔ میں تو سمجہی
کہ دونوں کا شکار ہوا۔ آئے تو تہے شکار کہیلنے۔ مگر خود شکار بن گئے۔ بارے
بخیریت گذشت۔ جب قریب آیا تو نواب صاحب نے پوچہا "بابو صاحب خیریت تو ہے
ہاتہی پیچہے کہاں رہگیا تہا" جواب ندارد۔ پہر دریافت کیا "ارے صاحب واسطے
خدا کے جواب دو یہہ ہاتہی دیر میں کیوں آیا۔ صدمے سے بدحواس۔ گول گول
دیدے پہیر پہیر کر دیکہتے جاتے ہیں مگر بولتے نہیں۔ نواب صاحب بے اختیار ہنس پڑے

اور شہزادی بیگم نے فیلبان سے دیر کی وجہ دریافت کی۔ فیلبان بولا۔ حضور ایک صاحب نے کہا۔ ہاتھی آہستہ آہستہ لے چلو۔ ہمارے پیٹ کا پانی ہلتا ہے۔ دوسرا بولا تیز چلو۔ اب ان کی سنی کروں تو وہ خفا ہوتے ہیں۔ اور اُن کی سنی کروں تو یہ بگڑ جاتے ہیں۔ میں نے ہاتھی کو روک لیا۔ اور کہا اب آپ دونوں صاحب آپس میں فیصلہ کر لیں۔ اب یہ دونوں میں ہونے لگی۔ ایک غالب آیا۔ دوسرا مغلوب ہو گیا اتنے میں دھم کی آواز آئی پیچھے پھر کر دیکھتا ہوں تو ایک صاحب نیچے پڑے ہوئے ہیں"۔ بیگم نے مسکرا کر پوچھا "ہاتھ پاؤں تو بچ گئے۔ مونہہ ہاتھ تو نہیں ٹوٹا"۔ فیلبان نے کہا۔ "ہاں تو بالو (ریگ) پڑی تھی۔ جھیل کا کنارہ تھا۔ مسٹر لوب سے نہ رہا گیا۔ بگڑ کر کہا۔ "او شالا تم ہمارا مونہہ پر جھوٹ جھوٹ بات بولتا ہے۔ ایسا بولتا ہے ویسا بولتا ہے۔ تم شالا بگیر (بغیر) اطلاع کے ہاتھی کو دوڑا دے۔ ہم بے گافل (غافل) کی خرابی بے گا پیل) پڑا تھا۔ گر پڑا"۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ "ہم شالا ہم کو آپکی تحقیقات کریں گے۔ ایک تو یہ جیسے جھوٹ بولا۔ دوسرے اس نے ہم سے بے ادبی کی۔ سزا دیا جائے گی"۔

پھر حکم دیا کہ ہاتھی بٹھاؤ۔ اور آدمیوں نے اطلاع دی کہ شیر سامنے کی جھیل کے کنارے لیٹا ہوا ہے۔ بندوقیں لے لیکر روانہ ہوئے ایک گل چلے نے کہا۔ حضور بائیں جانب کون جانور ہے۔ ذرا ہوشیار رہیے۔ دیکھا تو بنڈیلا سور بڑے بڑے اور اونچے پتا در میں بیٹھا ہوا تھا۔ پہلے نظر آیا۔ پھر غائب ہو گیا بیگم

صاحب نے بڑی غور سے دیکھا۔ مگر نظر نہ آیا۔ اب سب کی صلاح ہوئی کہ تیاورین چوطرفہ
سے خالی نشانے لگائین۔ بادہوائی تاکہ گھبرا کر نکلے۔ اور فوراً گولیون سے
گرادین مگر نواب کے دل مین ٹھن گئی۔ کہ چاہے ادہر کی دنیا ادہر جائے۔ ہم اس
تیاورین ضرور ہاتہی لیجاوین گے۔ ثریا بیگم اتبک تو بڑے لطف سے سیر دیکھتی
تہین۔ مگر تیاورین جانا کمال شاق گذرا۔ اور کہا۔ نواب کے سر کی قسم اب ہم نہین
جانے کے۔ تیاور تلوار کی دہار سے بہی تیز ہوتی ہے۔ تم پر تو جنگل مین بہوت سوار
ہوجاتا ہے۔ کسیکی سنتے تو ہوہی نہین۔ ہمین کسی اور ہاتہی پر بٹہادو۔ حکم دیا کہ۔
افغانی اور ادن کے ساتہی اس ہاتہی پر آئین۔ اور بیگم صاحب ادس ہاتہی پر
جائین۔ اور ایک قادر انداز خواصے مین بیٹہے۔ ایک اور ہاتہی ان کی حفاظت
کے واسطے ان کے ساتہہ ساتہہ رہے۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور نوابصاحب
پانچ ہاتہہ لیکر تیاورین چلے۔ جب سور نے دیکہا کہ غنیم کی فوج سامنے سے مثل
سیل عظیم امڈی چلی آتی ہے۔ تو اوٹہا اور بہاگ جانیکا قصد کیا۔ مگر ایک گل چپے
نے معاً غل مچایا۔ وہ نکلا وہ نکلا۔ دوسرا بولا مین نے دم دیکہی۔ تیسرے نے کہا
مین پیٹہہ دیکہی۔ اتنے مین سور بہاگا۔ آگے آگے نبڈ بلا۔ پیچہے پیچہے ہاتہی تیاسے
سے نکلکر نواب صاحب نے گولی چلائی پہر دوسری بندوق سر کی۔ دونون گولیان
کاری لگین۔ اور سور تڑپ کے جہیل کیطرف جہپٹا۔ اتنے مین افغانی نے تیسرے
گولی نکالی وہ چہلتی ہوئی پڑی۔ تو پانی مین کود پڑا اور ہاتہی نے گہیر لیا گہبرا کر

بہاگا تو ایک گولی اور کہائی - لوگ سمجہے کہ اب کام تمام ہو گیا - افغانی اور ایک
راجپوت ننگی تلوارین لیکر کو دپڑے - پہلے افغانی نے ایک تلا ہوا ہاتہہ لگایا - سور
غراکر باہر آیا - آتا تہا کہ راجپوت نے دوسرا ہاتہہ دیا - اور بنڈیلا پہر جہیل مین چلا گیا
نوابصاحب کو شوق چرایا کہ اپنے ہاتہہ سے قتل کرین - ہاتہی سے اترے شمشیر
دوپکیسیان سے نکالی اور ساتہیون کو جہیل کے کنارے سے ادہر ادہر ہٹا دیا تاکہ
بنڈیلا سمجہے سب چلے گئے ہین - جب سور نے دیکہا کہ میدان خالی ہے تو آہستہ آہستہ
جہیل سے نکلا - نوابصاحب تو کمین گاہ مین تہے ہی تاک کر اس زور سے کمر پہ
تیغ دودم کا ہاتہہ دیا کہ بنڈیلا دہل گیا - لوگون نے چارون طرف سے واہ واہ کا
غلغلہ بلند کیا -

ایک - اعجاز - اعجاز - حضور یہہ اعجاز ہے -
دوسرا - سبحان اللہ سبحان اللہ - کیا تلا ہوا ہاتہہ پڑا کہ باید و شاید -
تیسرا - بلونت اور تلوار کے دہنی ایسے ہی ہوتے ہین - ایک ہی ہاتہہ مین چوڑ نگ
کر دیا - بنوٹ سیکہے ہین - کیا صاف ہاتہہ پڑا ہے - واہ -
چوتہا - دہوم پڑ گئی - دہوم شہسواری مین ویسے ہی - تیر اندازی مین
ویسے ہی کیدرانداز ی مین ویسے ہی - صید افگنی مین ثانی نہین رکہتے
شاعری مین اچہے اچہے شاعرونکا قافیہ تنگ کر دیا -
پانچوان - ابہی سو وقت تو کمال ہی کیا - ایک ہی ضرب مین ٹہنڈا کر دیا

مگر آفرین ہے اس ہمت مردانہ کو کہ سب کو ہٹا دیا اور تن تنہا۔ فقط تلوار سے ایسے
مہیب جانور کا مقابلہ کیا۔ ع۔ آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو۔
نواب صاحب نے کہا "کسی صورت سے بیگم صاحب کو یہاں لاتے اور اون کو شکار
دکھاتے۔" اسپر بیگم صاحب کا ہاتھی سر معت تع لایا گیا۔ بیگم صاحب بنڈلے کو دیکھکر
ڈر گئین "اوئی اللہ۔ یہہ اس موذی سے مقابلہ کیا۔ اللہ بچایا ہے۔ مرد
جان کو ذرہ عزیز نہین رکھتے۔ اس عقل کے صدقے۔ اور جب ہیرا تا تو اپنے...

نواب۔ واہ صاحب ہمارے شکار کی آپنے اچھی داد دی۔

رفیق۔ حضور ہمارے نواب صاحب نے وہ کام کیا ہے جو رستم سے بھی نہ ہوسکے۔
دس پانچ ملکر تو شکار کیا ہی کرتے ہین۔ مگر ہمارے نواب صاحب نے تلوار لیکر اس ...
کا تن تنہا مقابلہ کیا۔

بیگم۔ آئے ہے اکیلے مقابلہ کو گئے تھے۔ اوئی اللہ اتنے ڈھیٹ۔ اُف ... رونگٹے
کھڑے ہوجاتے ہین۔"

غرض بنڈلے کا شکار کرکے پھر شیر کے شکار کے لئے روانہ ہوئے۔ اب نواب صاحب
اور بیگم صاحب پھر ایک ہاتھی پر سوار ہوگئے اور اوس جھیل کیطرف گئے جہان شیر
سورہا تہا۔ جب جھیل کے قریب پہونچے۔ آدمیون کو حکم دیا کہ شیر کی تلاش کرین
آدمیون نے کہا۔ حضور اسی مقام پر لیٹا ہوا تہا معلوم ہوتا ہے پاؤن کی آہٹ
پاکر چلا گیا۔ اتنے مین ہاتھی زور زور سے زمین پر پاؤن پٹکنے لگے۔

افغانی - شیر اردگرد ہے - ورنہ فیل اپنے پاؤں کو زمین پر دے نہ رہتا اب ہوشیار رہنا چاہئے - یہاں جھاڑیاں کثرت سے ہیں - اور درختوں کے سایہ کے سبب تاریکی بدرجہ کمال ہے - عجب نہیں کہ ظلمات یہی ہو -

گل چلا - شیر یہاں سے بیس قدم پر ہے - بس کہہ دیا میں نے -

سنگم شکاری - بس ہر دم یہی سمجھے کہ اب نکلا اور اب نکلا - آیا ہی چاہتا ہے کاشی ہاتھی پر آجاؤ - دلارام سے بھی کہو کہ بہت نہ بڑھیں -

کاشی - ہندسہر کے منئی (شہر کے آدمی) نیدلا دیکھے ڈر جائیں ہم کا تدبیر سکھاوت ہیں (سکھاتے ہیں) وہ سیر تو ہم سوا سیر -

نواب - یہ اچھی بات نہیں کاشی سنگ آجاؤ - دلارام ٹھہرو - خواجہ بیٹھ لو - یا کسی اور ہاتھی پر چلے جاؤ - مانو کہنا - دلارام ہجور (حضور) چار برس کی عمر سے باگ سارے (شیر سالہ) کو مارت (مارتا) ہوں (ہم کہا جائے سسر سیر کا ہم شیر کو کہا جاونگے) -

بیگم - اے ہے بڑے ڈھیٹ ہیں - نواب تم اپنا ہاتھی سب ہاتھیوں کے بیچ میں رکھو - ہمارا کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہے -

نواب - اف وہ دو دن میں یہی دھڑکن نہ گئی - اتنے گل چلے اور قادر انداز شکاری ساتھ ہیں - پھر شیر کی کیا بساط ہے -

اب سنئے کہ اتفاق سے ایک گل چلے نے شیر دیکھ لیا - جھاڑی میں ایک تنے کے

پاس چت سو رہا تہا۔ اونہون نے کسی سے کچہہ کہا نہ سنا۔ آؤ دیکہا نہ تاؤ۔ بندوق داغ ہی تو دی گولی پیٹہہ پر پڑی۔ شیر آگ ہوگیا۔ اور غراتا ہوا لپکا کہلبلی مچ گئی آتے ہی کاشی سنگہ کو ایک تہپڑ دیا۔ اور سنگہ جی بیٹہہ گئے۔ دوسرا تہپڑ دینے ہی کو تہا کہ کاشی سنگہ سنبہلا اور سنبہلکر تلوار لگائی۔ تلوار داہنے ہاتہہ پر پڑی۔ تلوار کہانا تہا کہ آگ بہبوکا ہوگیا۔ بلا کیطرح ہاتہی کیطرف جہپٹا۔ کاشی سنگہ کے امکان مین تہا کہ کسی ہاتہی پر سوار ہو جاتا۔ مگر مارے خوف کے ایسا بدحواس ہوا کہ تہر تہر کانپنے لگا۔ شیر نے آتے ہی نوابصاحب کے ہاتہی کے دونون کان پکڑ لئے۔ ہاتہی نے ہٹو کر دی تو شیر ۵-۶ قدم پر جا گرا ادہر ہاتہی ادہر شیر گرجا اور نوابصاحبون نے دہائی دینی شروع کی۔

بوس۔ ارے ہمارا ناتی مرگیا۔ ہمارا جان جانگا ہے۔ ارے بابا ہم تو کال (کل) ہی سے روتا تہا کہ ہم سیکار (شکار) کو نہین جائیگا۔

گہوس۔ اور اجپوت تم شیر کو روک لیگا۔ جلدی سے۔

بوس۔ دل اگر ہم تیج ہوتا۔ تو جرور کر کر روک لیتا۔

فیلبان۔ حکم ہو تو اب نیچے اتار دون۔

بوس۔ شالا پیل کا بان اونہین نہین ہمارے کا باپ تا ئی۔ اس ما ہیک بات اس ایکبت (وقت) مت بولے گا۔

گہوس۔ آنکہ بند کرلو شہا شائی۔ شیر سے آنکہہ نہین ملانے اچہا۔

اب سُنئے کہ شیر اس زور سے دہاڑا کہ دو ہاتھی فوک دم بہاگے اور بہت زور زور سے زمین پر پاؤں مارے - بابو کا ہاتھی ڈٹا کہڑا اتہا - اسپر بوس نے رو کر کہا "او شالا ہمارا ہاتی - ارے تم کس ماپہک بہاگتے ہنین - اور تمہارا بہائی لوگ بہاگا جاتا ہے تم کیون نہین بہاگتے مانگتا شالا ہاتی ہمارا جنم کا بیری" گہوس نے کہا آنکہہ بند رکہو - مہاشائی - آنکہہ بند کر لو -

شیر نے جہپٹ کر نواب صاحب کے ہاتی کے مستک پر پنجہ مارا تو گوشت کہنچ آیا اور ہاتی بلبلا اوٹہا - نوابصاحب کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے - ایک گل چلا خواصے سے گر پڑا - اور ہاتی بہاگا - مگر شیر نے پہر تہپڑ دیا - اتنے مین ایک چوکیدار نے دور سے گولی چلائی اتفاق سے وہ گولی خالی گئی - دوسرے گل چلے نے بندوق سرکی - یہہ گولی شیر کے پار نکل گئی - اور شیر گرا -

جب ہاتی جہکا تہا تو نواب صاحب کی بندوق گر پڑی ہتی - اسواسطے وہ گولی نہ چلا سکے تہے -

جب شیر گر پڑا تو لوگ سمجہے کہ شیر اب مر گیا مگر یہہ غلطی تہی دو آدمی آہستہ آہستہ شیر کے پاس گئے اور کہا کہ حضور ابہی ابہی جان باقی ہے - نوابصاحب ہاتی سے اوترنے ہی کو تہے کہ شیر گر جکر اوٹہا - اور ایک چوکیدار جو بالکل قریب کہڑا تہا چہاپ بیٹہا - اب کوئی نزدیک نہین جاتا - دس بارہ آدمی تلوار ننگی لئے کہڑے ہین - گل چلون کے ہاتہہ مین بندوقین ہین - مگر بندوق تو اسواسطے

نہین چلاتے کہ شیر کے ساتھہ آدمی کی بہی جان جائیگی۔ اور تلوار چلانے کا کسی کو یارا نہین۔

جب نواب نے دیکہا کہ کوئی شیر پر تلوار نہین چلاتا ہے اور چپکیدار کی مدد نہین کرتا تو خود تیغ آبدار لیکے شیر کیطرف بڑہے۔ شیر نے ان کو آتا دیکہہ کے چپکیدار کو چہوڑ دیا اور اون پر جہپٹا۔ نواب بہی سیدہے ہو گئے۔ جیسے ہی شیر نے طمانچہ مارنا چاہا۔ انہون نے ولائتی روندہ کا وہ ہاتہہ دیا کہ تلوار شیر کی کمر سے شکم سے باہر ہو گئی۔ اور شیر دو ٹکڑے ہو کر اڑا اڑا دہون کر گرا۔

ثریا بیگم نے فرط طرب سے ہاتہی سے کود کر نواب کے دست و بازو کا بوسہ لیا۔

لگے نظر نہ کہین اونکے دست و بازو کو ۔ یہہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو تکتے ہین

اور ہر طرف سے تعریف و توصیف کا غلغلہ بلند ہوا۔

شکار سے فارغ ہونے کے بعد ثریا بیگم نے یاد کیا۔ دیکہو بابوؤن کا کیا حال ہے۔ دیکہا تو وہ تو مارے خوف کے غش ہین ہین۔ جہل کے پانیکے چہینٹے دیے ہتہیلیان اور تلوے ملے۔ بڑی دیر مین خدا خدا کر کے بابوؤن کو ہوش آیا۔

اس تصویر کی وضع قطع جیتی جان کی نظر ہے

اگرچہ معلوم ہوتا ہے کہ استاد واقف فن نے تصویر کہینچنے کے وقت کسی character [illegible] جیتی جان کو اپنے روبرو نہ بٹہایا ہو۔ اور لبعدمین بہت کچہہ رنگ آمیزی کی ہو تاہم اس تصویر کے [illegible] وضع قطع اور خال

خط سے یہ بالبداہت ظاہر ہوتا ہے کہ تصویر کھینچنے کے وقت مصور کے دل کے
ذہن میں مسز Rearama واقعی جیتی جاگتی حاضر تھیں اور
اگرچہ یہ تصویر ہمارے بھائی بنگالیوں کی ہے۔ تاہم زمانہ کے آثار ویسے یہاں بھی
پائے جاتے ہیں۔ کہ اگر ہم ہندوستانیوں کو ہتھیار نہ ملے۔ یا وہ استعمال نہ
ہوئے۔ یا اور مردانہ کام اون سے نہ لئے تو وہ کچھہ عرصہ میں گہر میں چوڑیاں
پہنکر بیٹھہ رہنے کے قابل ہوجاوینگے۔ اور بعض تو ابہی سے ہو بہی گئے ہیں۔

دو حکایتیں بہ توضیح دعوے بالا	تمثیل کے طور پر ہم تم کو ایک دو اور حکایتیں سناتے ہیں۔
پٹہانوں کا ایک نامی خاندان	کسی زمانہ میں پٹہانوں کا ایک بڑا نامی خاندان تہا۔ اس خاندان کا ہر مرد اپنے وقت کا رستم تہا انگریزی عملداری

مین اس خاندان کو سیف کا پیشہ ترک کرنا پڑا۔ کسی نے کمر میں تلوار لٹکانے
کی بجائے کان میں قلم اوڑسی۔ کسی نے ترپ پر کمان کرنے کی بجائے میونسپل
کے حلال خوروں کو صفائی کے کام میں ڈو ویک بتائی۔ غرض جو کام جس سے
ہوسکا وہ کرنے لگا۔

اس خاندان کا ایک آدمی ریلوے میں کلرک تہا	اس خاندان کا ایک نوجوان کالے ٹہلہ کا آدمی ریلوے میں کلرک تہا۔ اوسکا نام ہم اسوقت بتانا خلاف مصلحت سمجھتے

ہیں۔ کچھہ مدت ہوئی اس جوان کی شادی ایک پٹہان خاندان میں ہوگئی

تہی۔ اسکا سُسر ایک خود مختار ریاست مین رسالدار تہا۔

کلرک کے گہر مین چور آیا

اسکی شادی کو ہوئے بہت عرصہ نہ گزرا تہا کہ ایک رات کو اسکے گہر مین چور آیا۔ اسکی بیوی نے دیکہہ لیا۔ اور میان کا شانہ ہلا کر کہا اے او اٹہتے ہی ہو۔ اے او اٹہتے ہی ہو۔ گہر مین کوئی چور گہس آیا ہے واہ خوب نیند ہے۔ خبر ہی نہین ہوتی۔ جب وہ گہر موس کر لیجا دیگا۔ تب اٹہوگے

میان نے چور کی پرچہائین دیکہہ لی تہی۔

یہہ کہکر پیر ہونڈہا جہنجوڑا۔ میان کو بہی شاید چور کا پرچہاون نظر آگیا تہا۔ اور خوف سے دم سادہے پڑے تہے۔

آخر میان جاگے

آخر بہ ہزار خرابی بصد جب بیوی نے اونکو زبردستی جگاہی دیا تو آپ کیا فرماتے ہین "چور آگیا تو مین کیا کرون مجہے کیون جگایا"

بیوی کی فہمایش مردانہ

بیوی نے کہا۔ "الو خوب۔ اجی۔ تم کرو کیا۔ تم یہہ کرو کہ چور سے مقابلہ کرو اپنا مال بچاؤ۔ پٹہان کے پوت ہو۔ کوئی کیا کہے گا کہ میان گہر مین پڑے رہے اور نگوڑا چور چوری کر کر لیگیا۔

میان کا جواب

میان نے کہا کہ "کیا مین ہی پٹہان کا بیٹا ہون۔ تم بہی تو پٹہان کی بیٹی ہو۔ تم ہی اپنے خاندان کا نام روشن کرو۔ ہم بہی تو دیکہین کہ پٹہان رسالدار کی بیٹی ایسی بہادر ہے۔

بیوی کا جوش

اس پر رسالدار کی بیٹی کو جوش آگیا اور للکار کر چور سے کہا کہ "خبردار موذی۔ کاٹے اب جاتا کہان ہے۔ مین آن پہونچی۔

عورت اور چور کی لڑائی

اور اتنا کہتے ہی برق کیطرح بلائے ناگہانی کی مانند اوسکے سر پر جا پہونچی - چور نے گہبرا کر بہاگنا چاہا اسنے بہاگتے کے بال پکڑ لیئے - اوسنے ہر چند چہوڑانے کی کوشش کی - مگر نہ چہوڑا اسکا - ناچار اون نے پیش قبض سے اس بیٹہانی کا کام تمام کرنا چاہا - مگر اوسنے معاً ہاتہہ مروڑکر پیش قبض چہین لی - اتنے مین گہر کے اور آدمیون کو خبر ہوگئی - اور قصہ مختصر کہ چور پکڑا گیا -

ایک اور قدیم خاندان کی یادگار کا حال

اسی طرح ایک اور قدیم خاندان کی یادگار کا حال ہم کو سناتے ہین -

باپ بیٹے کی طرز گذران

ان حضرات کے آبا و اجداد کسی زمانہ مین توپ و تفنگ کے دہوئین دہار آسمانون کے نیچے زندگی بسر کیا کرتے تہے - اگرچہ ان سے اس زمانہ مین اون کی تتبع کامل نہ ہوسکی - تاہم انہون نے چرس مدک اور چنڈو کے دہوئین دہار آسمان اپنی زندگی بسر کرنے کے واسطے قایم کر لیئے ع

گندم اگر بہم نرسد جو غنیمت ست

میان کی خفگی بیوی پر

ایک دن کا ذکر ہے کہ انکی بیوی نے دال روٹی پکا کر میان کے آگے رکہی - آپ بہت خفا ہوئے کہ مردون کے واسطے ایسی خراب غذا - نہ میٹہے چاول نہ بالائی نہ فرنی نہ مربا نہ گنڈیریان نہ شیر برنج نہ حلوا سوہن ہم ہمارے واسطے مردانہ کہانا پکایا کرو - تم نہین جانتی - ہم مرد ہین ہم شیر ہین - ہم بہادر

ہیں۔ ہم رستم ہیں۔ سچی ہے یا نہیں۔ سُن کر بولی ہم مرد ہیں۔ ہم یہہ ہیں ہم وہ ہیں

بیوی خاموش ہو رہی

غرضکہ دیر تک بہت جھکیا یا کئے وہ بیچاری یہہ ہفوات سنکر خاموش ہو رہی۔

گھر میں سانپ نکلا

تھوڑی دیر کے بعد گھر میں ایک سانپ نکلا بیوی نے کہا۔

بیوی کی التجا

اُجی دیکھتے ہی ہو۔ گھر میں وہ رسّی نکلی ہوئی ہے۔ خدا کے واسطے اسے مارو۔ ننھے ننھے بچوں کا ساتھہ ہے خدانخواستہ اندھیرے اجالے اس موذی پر کسی کا پیر پڑ جاوے گا تو یہہ تو ڈس ہی لیویگا۔

میاں کا جواب

میاں نے کہا۔

سنو بی کسی مردوے کو بلاؤ۔ ہم سے یہہ نہیں مارا جائیگا۔

بیوی کا جواب الجواب

بیوی نے کہا۔

کھانے کے وقت تو آپ مرد ہیں شیر ہیں بہادر ہیں رستم ہیں اور جب ایک ذرہ سی لنگوڑی رسّی نکلی۔ تو آپ کی مردانگی کو لے گئی۔

ان مثالوں کی علت غائی کیا ہے

غرض ان مثالوں سے یہہ ہے کہ ہندوستانیوں کے پاس ہتھیار نہ ہونے سے جنگی کاموں میں اشتغال نہ ہونے سے اور مردانہ وار مہموں کے ساتھہ کچھہ سروکار نہ رکھنے سے عنقریب ہے کہ اور بھی زیادہ زنانہ پن کا عروج ہو جاوے

نہایت افسوس ہوگا۔

اور اگر یہہ صورت واقع ہوئی جسکے واقع ہونے

اگر ایسا ہوا۔

صریح نمایان ہین تو نہایت افسوس ہوگا جبن ہندوستان کے شیخ سید مغل پٹہان کسی زمانہ مین جانباز بہادر گنے جاتے تہے۔ جن کی رگون مین علی اسد اللہ اور خالد سیف اللہ کا خون دوڑتا تہا۔ جسکے نامی۔ راجہ رامچندر نے قادر اندازی کے ہنر دکہاکر سیتا سی ستونتی بیوی حاصل کی تہی۔ جس کے نوابون اور راجاؤن نے کسی زمانہ مین شیر کے شکار کو اپنی تفریح اسطرح سمجہا ہوا تہا جسطرح اکثر امراو نے آجکل بٹیر کے شکار کو تفریح سمجہا ہوا ہے جسکے راجپوتون کی بہادری کی قسم ہر ملک کے میدان رزم کہاتے تہے۔ جہان کی تیغ ہندی کی ہمیشہ مشہور صفت ہی

کیا کیا چاٹ کہاتی تہی سر کاٹ کاٹ کے ؞ تیغ تہی کیا تمہاری زمین پاٹ پاٹ کے
پانی وہ خود پیئے ہوئے تہی گہاٹ گہاٹ کے ؞ دم اور بڑہ گیا تہا لہو چاٹ چاٹ کے
کیا جانئے مزا تہا فزا کیا زبان کو ؞ کہا جاتی تہی ہما کی طرح استخوان کو

جہان کے بانکے جوانون کو شمشیر آبدار کا بوسہ قیمتہ العذار سے زیادہ شیرین معلوم ہوتا تہا۔ ؎

تمہاری تیغ کا مونہہ چوڑہ کے لے لیا بوسہ ؞ کبہی وہ کب صنم تم سے بانکپن مین ہے

وہ ملک نامردونکا ملک ہو جاوے اور اسحالت کے پیدا کرنے والی۔ انگلش گورنمنٹ متصور ہووے۔

مرد کی جوانمردی اوسکے لئے زیور ہے۔

مرد کے لئے جوانمردی سے زیادہ اور کوئی زیور نہیں ہے وہ جسقدر اپنی جوانمردی کے جوہر سے خوبصورت معلوم ہوتا ہے کسی اور

جوہر سے نہین معلوم ہوتا۔

سخنۃ کارونکا قول

چنانچہ سخنۃ کارون نے کہا ہے کہ اگر جوانمردون کا جوبن دیکھنا ہو تو کسی رن مین دیکھو جب رن مین توپ و تفنگ کے آواز سے کروبیون کے کان بہرے کر ہوتے ہون۔ زمین کی چھاتی دہلتی ہو۔ آسمان کمال حیرانی سے چکر کہاتا ہو۔ خون کی ندیان بہتی ہون۔ کشتون کے پشتے لگ گئے ہون تیغ دو دم عدو کے خون کی پیاسی برق کیطرح چمکتی ہوئی ہزارون کے خرمن زندگانی پر صاعقہ گراتی ہو۔ تیرون سے کلیجے اسطرح چہلنی ہون جسطرح باغ مین بیدلون کے سینے کہینچنے والے ہزارے چہلنی ہوتے ہین۔ جب نیزون کے انیون سے آتشبازی کے اناردون کیطرح پہول جہڑتے ہون۔ جب مردان دغا پسند شمشیر بران کے جوہر دکہانے کے واسطے جان بکف ہو کر میدان پر ہون۔ جب سرون کی جہڑی لگی ہو۔ جب جوانمرد چرکہ پر چرکہ کہاتے ہون اور مونہ نہ موڑتے ہون۔ جب گولی اور گولہ کے سامنے ہر جوان سینہ سپر ہو۔ جب کمال شجاعت سے جوانان رستم نژاد نے دوڑ کر چلتی ہوئی توپون کے مونہہ مین ہاتھ دیدیئے ہون تو اوسوقت بہادرون کے چہرہ پر جوبن ہوتا ہے۔ وہ جوبن جسکے نظارہ کی تاب نہین رہتی۔ وہ جوبن جسپر حسین جان دیتے ہین وہ جوبن جسکی بادشاہ قدر کرتے ہین وہ جوبن جسکی اور قوم قربان ہوتی ہے۔ وہ جوبن جسپر غیر قومین بھی ہزار جان سے عاشق ہوتی ہین۔ وہ جوبن جسکی عظمت۔ فلاسفر۔ عالم جاہل سبکے

دلون پر چہا جاتی ہے ۔

ترکی جنرل عثمان پاشا کی جوانمردی

اگر ہماری بات کا یقین نہین ہے تو پلونا کے بہادر ترکی جنرل عثمان پاشا کا حال یاد کرو۔ دیکہو اس بہادر پر پلونا کے جنگ کے وقت کیسا جوبن تہا۔ ایسا جوبن کہ کوہ قاف کی پریان۔ فرانس اور امریکہ کی لیڈیان روم کہخاتونین بے اختیار ہو کر اس بہادر سے شادی کرنا چاہتی تہین وہ جوبن جسکی شہنشاہ روس نے ایسی قدر کی کہ باوجودیکہ عثمان پاشا اسیر سلطانی تہا تاہم شہنشاہ روس اپنی چہیرٹ مین بٹہا کر ساتہہ لے گیا۔ اور جبتک عثمان پاشا کے زخم اچہے نہین ہوئے بہ نفس نفیس اوسکی عیادت کو جاتا رہا۔ اور پہر بعد اچہا ہونے کے ایسے بہادر کو قید مین رکہنا پسند نہ کیا۔ اوسکے اپنے وطن کو اوسے واپس بہیجدیا ۔

وہ جوبن جسکی بیچ سرائی مین ساری یوروپ بلکہ سارے عالم کے فلاسفر عالم اور فاضل رطب اللسان تہے۔ وہ جوبن جس کی بہادری کے گیت ہر ادنے اعلے ہندوستان کی ہر گلی کوچہ مین گاتا پہرتا تہا ۔

نتیجہ

پس تمنے دیکہا۔ جوانمردی مرد کے واسطے ایسا جوہر ہے اور کمال افسوس کا مقام ہوگا اگر ادس تیغ ہندی سے یہ شاندار جوہر مٹادیا جاوے جسکی شان مین کسی اوستاد نے کہا ہے ؎

چمکی وہ یون کہ گر گئی سب کی نظر سے برق بنے ۔ روکین کسے رکے سے کیسی سپر بنے تیغ

کل قواے اور جذبات جسکی شگفتہ ہون وہ انسان کامل ہے

یہان پہونچکر مجہے اسقدر اور گزارش کرنیکی اجازت ہو۔ کہ جتنے قواے یا جذبات انسان کو عطا ہوئے ہین۔ خواہ وہ ملکوتی ہون۔ خواہ بہیمی۔ خواہ فضایل سے ہون یا رذایل سے ہون سب کام کے ہین ؂ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمت ؂
ہر کسے را بہر کارے ساختند

اور خالق کا یہہ مقصود اور منشا نہین ہے کہ اونمین سے کوئی مسلوب ہوجاوے کیونکہ اگر یہہ منشا ہوتا۔ تو اوسکا پیدا کرنا ایک فعل عبث ہوتا۔

ان قواے کے پیدا کرنے سے خالق کا کیا منشا ہے

الغرض ان قواے اور جذبات کو پیدا کرنے سے اوسکا منشا یہہ ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا منصبی کام ادا کرتا رہے اور یہ کام اسطرح پر باہمی اتفاق اور ترتیب اور قاعدے سے چلے جسطرح جملہ پرزہ ملکر ایک گہڑی مین چلاتے ہین۔

اور جس شخص کے جملہ قواے اور جذبات اسطرح پر کام دیتے ہین کامل انسان وہی ہے

شجاعت منجملہ ان قواے کے ہے۔

اب یاد رکہنا چاہئیے کہ شجاعت بہی منجملہ ان قواے کے ہے۔ اوسکو سلب کرنا۔ یا زایل کرنا خلاف منشاے ایزدی ہے۔

اگر ہندوستانیون مین سے جوہر شجاعت زایل ہوجائیگا تو وہ ناقص ہوجاوینگے۔

پہر اگر ہم ہندیون مین سے شجاعت زایل ہوجاوے۔ شجاعت جسکے سبب سے عثمان پاشا کی یہہ قدر و منزلت ہوئی تو ہم انسان ناقص ہوجاوینگے۔ کامل نہ رہینگے۔

کامل انسان وہی ہے جسکی ہر قوت ۔ جسکا ہر جذبہ شگفتہ او رشاداب ہو ۔

باوصف جملہ عمدہ صفات کے اگر شجاعت نہ ہو تو ہم کچھہ بھی نہین

ہم بڑے بڑے لکچر دیتے ہون ہمنے بڑے بڑے امتحان پاس کئے ہون ۔ ہم نے بڑے بڑے ایجاد کئے ہون ۔ ہمنے بڑے بڑے بھاری ذرائع دولت پیدا کرنے کے نکالے ہون اور خود گنج قارون کے مالک ہوگئے ہون ہم کیسے ہی خلیق حلیم سلیم ہون ۔ ہم کیسے ہی نیک پارسا ہون ۔ ہم کیسے ہی امیر وکبیر ہون غرض یہہ کہ ہم کچھہ ہی ہون ۔ لیکن اگر ہم مین شجاعت نہین ہے ۔ تو ہم کچھہ بھی نہین ہم ناقص ہین ۔ ناکمل ہین ادھورے ہین ۔ بلکہ لنڈورے ہین ۔

آخری نتیجہ

کامل پہر مین کہتا ہون ۔ وہی انسان ہے جسمین جملہ قوائے ملکوتی اور سباعی جملہ جذبات خواہ وہ فضائل کے اقسام سے ہون ۔ خواہ رذائل کے اقسام سے شگفتہ اور کام کے ہون اور مصداق ؎

جائے گل گل باش جائے خار خار

اپنے اپنے موقع مناسب پر اپنا اپنا سب ہی کام کرنے کے لائق ہون ۔

فقط

غلطنامہ کتاب پولٹیکل مضامین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۲	پوری کی	پُرکی	۴۴	۳	بگدڑ	بگدو
۵	۱۴	مکان مین	مکانون مین	"	۱۷	فوج کی نکمی	فوجہ نے نکمی
۶	۱۵	حال ہے	ہال ہے	۴۷	۱۰	یا یون کہ بعض	یایون کہو بعض
۱۱	۱۳	سمجہہ مین ہہ ہے	سمجھو مین ایہ آتا ہے	۴۸	۸	انتظام کے مہارلہ	انتظام مہارلہ
۱۱	۱۷	اندیشہ تہے	اندیشے تہے	۴۹	۱۶	ولمین اور سوقت	ولمین اسوقت
۱۲	۱۳	چہرا اسا اور	چہرا اڑسا	۴۰	۱۷	پنجاب تو کیا کہنا	پنجاب کا تو کیا کہنا
۱۳	۱۶	صفر	سفر	۴۴	۱۳	نہین پہیلتی	نہین پہیلی
۱۴	۲	بنے ہوئے تہے	بنے ہوئے نہ تہے	۴۵	۶	ہوا ہی ہوا	ہرا ہی ہرا
۱۵	۱	کنارہ	کنارے	۴۷	۳	واسطہ نظیر رکہتی مین	واسطہ رکہتی مین
۱۶	۱۴	سبب سے بڑی	سب سے بڑی	۴۸	۹	اندیشہ	اندیشے
۱۹	۸	اسی ریاست	اس ریاست	"	۱۷	اسقدر	اسیقدر
۲۲	۳	کہڑکای ہوئے	کپڑا کہائے ہوئے	۵۱	۱	اجنٹ	اڈجٹنٹ
۲۵	۸	توفق	تفوق	۵۳	۲	بہت فایدہ مند	بلکہ بہت فائدہ مند
۳۱	۱۶	آدمی موجود تہے	آدمی نہین موجود ہوتے تہے	۷۱	۱۵	کردی	پیدا کردی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۲	۷	انگلستان سے اور یورپ	انگلستان اور یورپ
۷۵	۱	فایدہ ہوا کہ ہے	فائدہ ہوا ہے
۷۹	۷	کلرکی کے حاصل	کلرکی کی نکری حاصل
۸۳	۲	مقرر کرکے کے	مقرر کرنے کی
״	۱۴	ہمکو ایسی	ہمکو اسی
۹۴	۶	نہین کہ عمدہ	نہین کہ کیون عمدہ
۹۴	۱۰	فیمابین قایم ہے	فیمابین یکدگر قایم ہے
״	۱۴	ناچے کے سکہ	ناچھے کے سکہ
۹۸	۶	سرکار کی فوج تعداد	سرکار کی فوج کی تعداد
״	۱۴	بمقابلہ	مقابلہ
۱۰۱	۱۵	تومین سمجھتا	تومین سمجھتا ہون
۱۰۱	۱	کرینگے وہ اور باتون	اعتراض کرینگے وہ اور باتون
۱۱۲	۳	اولی الامر ہے	اولی الامر مین داخل ہے
۱۱۴	۱	کہ ڈالتے ہین	کہ ڈالنے آتے ہین
۱۱۶	۲	زمین پر	زمین پہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۸	۱	انکی البصیرت اور شکار وشبہ رہا	انکی البصیرت پر شک و شبہ کا پردہ پڑا رہا
۱۲۰	۱۴	کام ہی جہاد سے	کام جہاد سے
۱۲۱	۸	تیار ہین	تیار رہین
۱۲۴	۸	ویسی	ویسیون
۱۲۷	۳	یہہ کہا	یہہ کہنا
״	۸	آئینی بہرتی	آئینی کی بھرتی
۱۲۸	۳	ست بچینی	ست نبچے
۱۳۰	۷	دہ باتین	دو باتین
۱۳۵	۱۲	توپا باجی	توپاجی
۱۳۸	۸	ہاتہ پہلے	ہاتھی پہلے
۱۴۴	۱۳	کون تمہارا کو	کون تمہارا کوم
۱۴۹	۱۴	نگر جاگی گی	نگر خالی گی
۱۵۰	۲	خبطی ہو	خبطی
۱۵۱	۲	ام بودار	ام بودا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۷	۵	فیلان	فیلبان
رر	۶	ہنس وئے	ہنس دیا
رر	رر	آگے ہوگئے	آگہ ہوگیا
۱۵۸	۱۱	حضور قرآن کی	حضور قرآن کی قسم
۱۵۹	۱۳	عذاب میں ہوگئی	عذاب میں ہوگی
۱۶۰	۱۱	جب قریب	جب بابو صاحب کا ہاتھی قریب
۱۶۲	۱۱	پانچ ہاتہہ	پانچ ہاتھی
۱۶۳	۱۵	کی دراندازی	قادر اندازی
۱۶۸	۶	ولایتی روشہ	ولایتی اوشہ
رر	۱۳	خدا خدا کر	خدا خدا کرکے
۱۷۲		بچونکا سا تہہ	بچونکا سا تہہ
رر	۱۴	مرو آگئی لوٹ گئی	مرفا گئی کا کو لی گئی
رر	۱۴	اشتعال	اشتغال
۱۷۴	۱۱	قبتہ الغدارا	قبلتہ الغدارا
۱۷۶	رر	چلاتے	چلتے

تمام شد

